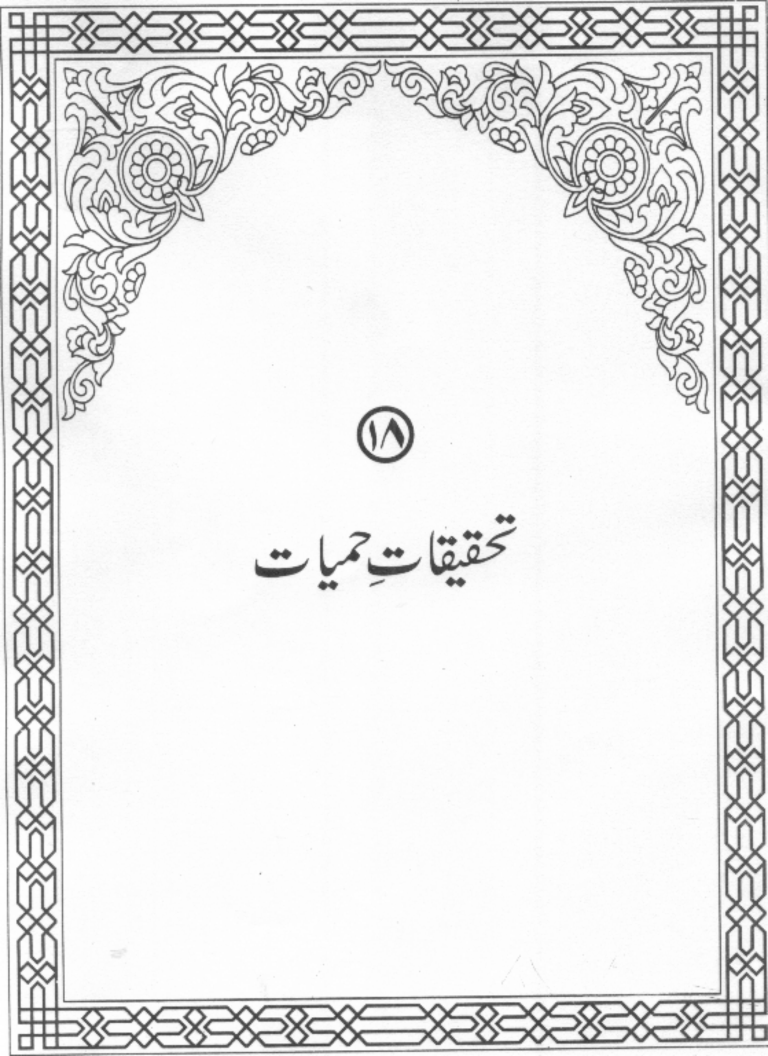


(۱۸)

تحقیقاتِ حمیات

فہرست عنوانات

معنون

اپنے اس علمی تحقیقی وفنی انکشاف اور طبی تجدید وسائنسی تدقیق کو جو احیاء طب اور ارتقاء علم وفن کے لیے لکھی گئی ہے، ایک مخلص انسانیت و محب فن اور حق پرست ومتلاشی حقائق جناب محترم حکیم ظفر احمد صاحب صدیقی اسکندر آباد تحصیل شجاع آباد کے نام نامی اور اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں جن کے علمی شوق وطبی ذوق اور فنی تحقیقات اور حکمی تجسس کے جذبہ نے بارہا مجھے مجبور کیا کہ میں حمیات پر اپنی تحقیقات شائع کروں۔ انہوں نے باہمی گفتگو اور خط وکتابت سے ہمیشہ اس تمنا کا اظہار کیا ہے کہ علم وفن طب میں اس انداز سے تجدید کی جائے کہ فرنگی طب اس کو دیکھ کر شرم سے سرنگوں ہو جائے۔ تحریک تجدید طب کے سلسلہ میں انہوں نے اکثر حکماء اور اہل فن وصاحب علم حضرات کی میری طرف توجہ دلائی ہے اور احیاء طب کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار ہیں۔

خادم فن

صابر ملتانی

1961ء

پیش لفظ

الحمدللہ ربّ العالمین، الصلوة والسلام علی رحمة اللعالمین. امابعد!

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○ یا ایھا الناس عبدوا ربکم الذین خلککم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ○ الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء و انزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم ○

”پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی شیطان کی طرف سے جو مردود ہے۔شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کی مہربانیاں عام ہیں (جیسے ہوا عام ہے)،اور اس کی رحمتیں بوقت ضرورت میسر آتی ہیں (جیسے پانی بوقت ضرور میسر ہو جاتا ہے)۔اے لوگو! اپنے ربّ (پروردگار) کی عبادت (اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزارو) کرو، جس نے تم کو اور جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں پیدا کیا۔ تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔ربّ وہی ہے جس نے تمہارے واسطے زمین کو فراش (آرام گاہ) اور آسمان کو چھت بنایا، اور آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر اس سے تمہارے رزق کی خاطر پھل پکائے ہیں“۔

ربّ العالمین کلام پاک میں فرماتے ہیں کہ میں نے تم لوگوں کو پیدا کیا اور تم سے پہلے اور لوگوں کو بھی پیدا کیا۔ یعنی جس طرح تم لوگوں کی پیدائش عورت مرد کی محبت سے ہوئی ہے، اسی طرح تم سے پہلے لوگ بھی پیدا کئے۔ گویا لوگوں کا پیدا کرنے والا خود ربّ العالمین ہے۔اس لئے مقصد یہ ہوا کہ اپنی زندگی بھی اسی ربّ کی مرضی پر گزاریں، تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔اوّل اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو اور شیطان سے دور رہو۔ کیونکہ وہ مردود اور نافرمان تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر وہ کام شروع کرو کیونکہ اس کی رحمانیت اور رحیمیت ہی کے محتاج ہیں۔ ہماری زندگی ان کے بغیر نہیں گزر سکتی۔ گویا ہماری زندگی اسی کی مرضی اور فرمانبرداری ہونی چاہیے۔ تا کہ شیطان کی طرح نافرمانی اور اپنی مرضی نہ ہونی چاہیے۔

جس کی مثال اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور پانی و رزق کی دی ہے کہ یہ چیزیں ہم نے لوگوں کے لئے بنائی ہیں۔ لیکن غور کرو کہ یہ چیزیں کس طرح اس کی مرضی کے مطابق باقاعدہ ایک قانون کے مطابق عمل کر رہی ہیں۔ یعنی زمین خود بھی حرکت کر رہی ہے اور اپنے محور پر بھی گھوم رہی ہے۔ یہ لوگوں کے لئے آرام گاہ بھی ہے اور اس پر جب پانی نازل ہوتا ہے تو اس میں سے ثمر پیدا ہوتے ہیں۔ آسمان، سورج، چاند اور ستارے ایک انداز پر قائم ہیں۔ ان کی حرکات باقاعدہ ہیں، اس سے پانی نازل ہوتا ہے، جو زمین اور دیگر مخلوق کو تازگی بخشتا ہے۔ اور یہ پانی اور رزق جو لوگوں کے لئے غذا کا کام کرتا ہے، جس سے زندگی اور طاقت قائم رہتی ہے، اس لیے صحیح زندگی اس امر کا نام ہے جس قانون پر یہ کائنات قائم ہے اور اس سے زندگی پیدا ہوئی ہے۔

اس مثال میں قابل غور بات یہ ہے کہ ہم یہ بھی فکر کریں کہ زمین و آسمان میں پانی کی پیدائش سے لے کر زندگی تک کے عمل میں یہ تبدیلی اور ارتقا کس کس طرح عمل میں آیا ہے۔ خاص طور پر زمین کی مٹی کے خواص، اس کی اقسام، اس کے مختلف اجزاء، اس کی جمادات، نباتات اور

حیوانات کی پیدائش وترتیب اور ارتقاء وزندگی کا قیام اور اختتام وغیرہ۔ اس آسمان کی بناوٹ، اس کا اثر، ستاروں اور سیاروں کی گردش، نظام شمسی و قمری، شب وروز، ماہ وسال اور موسموں کی تبدیلیاں وغیرہ۔ اسی طرح پانی کی حقیقت، اس کا سورج کی تپش سے بخارات بننا، بادل کی صورت اختیار کرنا، پھر بجلی اور کڑک، اس کے بعد بارش اور اولے، کہر اور شبنم وغیرہ۔ اسی طرح ثمرات اور ان کے اثرات وافعال اور خواص وفوائد، ان کی غذائی کیفیت اور اہمیت وغیرہ وغیرہ سب قابل غور وفکر ہیں۔

ان سب سے اہم ارکان کی پیدائش اور ان کا ایک دوسرے سے مل کر مادہ کی پیدائش اس میں ارتقاء اور زندگی کا قیام۔ ارکان کے اثرات وافعال اور خواص وفوائد اور ان کی باہم تبدیلیاں قدرت کے عجیب وغریب کرشمے ہیں۔ اسی طرح نظام کائنات میں مٹی کے ساتھ پانی ہوا اور آگ کے تعامل اور ان کا نظام آفاقی، کبھی مٹی میں خمیر وفساد پیدا ہوجاتا ہے، کبھی پانی میں تخمیر وتبخیر اور تعفن وحرارت پیدا کرتا ہے، کبھی پانی آسمان پر چڑھ جاتا ہے اور کبھی زمین پر نازل ہوجاتا ہے۔ اسی طرح ہوا کبھی گرم ہوجاتی ہے اور کبھی سرد ہوجاتی ہے، کبھی چلنا بند کردیتی ہے اور کبھی اس میں طوفان آ جاتا ہے۔ یہی صورت کائنات میں گرمی اور حرارت کی بھی ہے۔ کبھی وہ اچھی لگتی ہے، کبھی اس سے پسینہ آتا ہے اور اس سے جسم پر جلن ہوتی ہے، اور کبھی دم گھٹتا ہے، بلکہ اس قدر تحلیل ہوتی ہے کہ انسان وحیوان غش کھا کر گر پڑتا ہے، اور درخت پودے مرجھا جاتے ہیں۔

بالکل یہی صورت آگ، ہوا، پانی اور مٹی جسم کے اندر بھی ہے۔ قرآن کریم نے لکھا ہے کہ جو کچھ آفاق میں ہے وہی کچھ نفس میں بھی پایا جاتا ہے۔ یعنی جسم میں بھی حرارت وریاح اور رطوبات اور خمیر کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ جب تک انسان کے اعضاء درست رہتے ہیں، یہ قویٰ اپنے افعال درست طریق پر انجام دیتے ہیں اور جہاں انسان کے افعال جسم بگڑ جاتے ہیں، وہاں ان عناصر وقویٰ میں مواد پیدا ہوتا ہے۔ ان میں بھی تبخیر اور فساد پیدا ہوجاتا ہے۔ جس کا نام مرض ہے اور جو غیر معمولی کیفیات وحالات اور صورتیں پیدا ہوتی ہیں، ان کا نام علامات ہے۔ جن کے مجموعے کسی عضو یا مرض کی طرف دلالت کرتے ہیں۔

بخار بھی ان علامات میں سے ایک علامت ہے، جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ جسم انسان کا درجہ حرارت جو صحت کی حالت میں مقرر ہے، اپنے اندازے سے بڑھ گیا۔ اس کو علامت اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی پیدائش کسی ایک طریق پر پیدا نہیں ہوتی۔ کبھی جسم میں یہ حرارت جگر کی خرابی سے بڑھ جاتی ہے، کبھی دل کے افعال میں تیزی آنے سے زیادہ ہوجاتی ہے اور اعصاب کے افعال میں بھی خرابی سے افراط میں آجاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں کبھی حرارت بذات خود بڑھ جاتی ہے، کبھی جسم کی ہوا گرم ہوکر بخار پیدا کردیتی ہے، اور کبھی اندر کی رطوبات میں تعفن اور فساد پیدا ہوکر بخار کی صورت ظاہر ہوجاتی ہے۔

بخار ایک ایسی حرارت ہے جس کا درجہ صحت مند جسم سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس کو طب یونانی نے حرارت غریبہ لکھا ہے۔ مگر فرنگی طب نے اس کی کچھ تصریح وتشریح نہیں کی ہے۔ اس لئے اس کی حقیقت اندھیرے میں ہے۔ جب تک یہ واضح نہ ہو کہ حرارت بخار دراصل کیا چیز ہے اس وقت تک بخاروں کو پورے طور پر سمجھا نہیں جاسکتا۔ طب یونانی اپنے زمانہ میں بخار کو حرارت غریبہ کہہ کر اس کی حقیقت پر بہت کچھ روشنی ڈالتی ہے جب اس لئے اس کے مقابلہ میں حرارت غریزیہ ایک صحت مند حرارت کا ذکر بھی کیا ہے اور حرارت مفرد کو عنصری حرارت اور حرارت ناری لکھ دیا ہے۔ اس کی روشنی میں اگر تحقیق کی جائے تو معلومات میں بہت کچھ اضافہ ہوتا ہے۔

اگر فرنگی سائنس کی روشنی میں بخار کی پیدائش کو تعفن کی پیداوار تسلیم کرلیں جو جراثیم کے تخمیر اور فساد سے پیدا ہوتے ہیں تو پھر یقیناً یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہر تعفن اور تخمیر اپنے اندر تیزابیت اور کاربن ڈائی آکسائیڈ رکھتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں لازماً آکسیجن سے جدا ہیں پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ بخار کی حرارت بہر حال صحت جسمانی کی حرارت سے ضرورت کوئی جدا شے ہے، تخمیر وتعفن کی ترشی اور تخمیر کو تسلیم کرنے کے بعد یہ بھی تسلیم کرنا

پڑے گا کہ یہ حرارت بذاتِ خود اپنے اندر قابلیت تخمیر و تعفن رکھتی ہے۔جس کا جسم کے اندر زیادہ ہونا باعث خود بخار ہے، یہاں جراثیم کے بخار پیدا کرنے کی نفی ہو جاتی ہے کاربالک ایسڈ گیس جو خود بھی تخمیر کی پیدائش ہے اپنے اندر ترشی رکھتی ہے اس سے زیادہ خود بخار تعفن کا باعث ہے۔

ہم نے اس کتاب میں اسی پر پورے طور پر روشنی ڈالی ہے اور اس مسئلہ کو ہمیشہ کے لئے حل کر دیا ہے اس سے اچھی طرح اندازہ ہو سکے گا کہ فرنگی طب کس حد تک غلط ہے اور ماڈرن سائنس کس قدر غلط فہمی کا شکار ہے۔

بخار کے ساتھ بخار کی اہمیت بھی ایک اہم مسئلہ ہے، اس کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ بخار ایک علامت ہے وہ جسم کے اندر خرابی کی دلالت کرتی ہے۔وہ خرابی کیا ہے؟ وہ اہم خرابی جسم کے کس مفرد عضو کی خرابی سے وہاں پر حرارت غریبہ پیدا ہو گئی ہے۔اس حرارت غریبہ کا کام یہ ہے کہ اس خرابی کو دور کرے۔گویا وہ اس کا علاج ہے۔اور جب تک سبب قائم ہے حرارت غریبہ اور بخار کو رہنا چاہیے کیونکہ اسی واحد طریق کے علاوہ جسم کے اندر کی خرابی نہیں جا سکتی۔مثلاً جسم تھکن محسوس کر رہا ہے یا کسی عضو میں تحریک یا سوزش اور ورم پیدا ہو رہا ہے یا ہو گیا ہے یا اس کی تسکین میں پیدا ہو گیا ہے تو جب تک یہ کیفیت و صورتیں اور مواد وہاں سے ختم نہ ہو جائے بخاروں کا قائم رہنا ضروری ہے۔کیونکہ بخار ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ طبیعت مدبرہ بدن تمام جسم کا خون اس کی خرابی کے مقام پر بھیج رہی ہے اور جو خون وہاں اکٹھا ہوتا ہے اس کو جسم میں پھیلا رہی ہے۔اس لئے تھکن و تحریک اور سوزش و ورم کے اسباب کو ختم ہونا ضروری ہے اسی طرح اگر رطوبات میں تعفن پیدا ہو گیا ہے تو بخاروں کا کام ہو گا کہ اس مادہ متعفن کو پورے طور پر جلا دے۔اور جسم کے جس حصہ کی تسکین سے وہاں پر رطوبات اور موادرُکے ہوئے ہیں ان کی اصلاح کر دے۔تا کہ پھر وہاں پر مواد نہ رُک پائے۔

کسی سوزش و ورم اور مواد و تعفن کے ختم کرنے کے دو ہی طریقے ہیں، اوّل بخار جو قدرتی طریقہ علاج ہے جس کا کام ان کو ختم کرنا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ مریض کو دوا نہ بھی دیں اور صرف اس کی غذا اور اس کے ماحول کی نگرانی کریں کہ طبیعت مدبرہ اس کو اپنے وقت پر ختم کر دے گی۔اس کا بحران ہے جس کے دن مقرر کئے گئے ہیں۔دوسری صورت یہ ہے کہ جو کام طبیعت مدبرہ بدن بخاروں کے ذریعے کر رہی ہے اس کی مدد دوا سے کی جائے۔تا کہ وہ مرض پر جلد قابو پالے اور مرض پر بہت جلد قابو پالیا جائے اس کا نام دوائی علاج ہے۔دونوں صورتوں میں بخار کی اہمیت سامنے آجاتی ہے۔صرف بخاروں پر کنٹرول ہی سے امراض کے ساتھ بخاروں کا صحیح علاج ہو سکتا ہے۔یعنی جب حرارت غریبہ کی پیدائش کے امکان ہی ختم ہو جاتے ہیں تو بخار خود بخود اتر جائے گا۔ہم نے اس مسئلہ پر بھی پوری روشنی ڈالی ہے۔

بخاروں کی اہمیت کو اس طرح بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ بعض امراض میں بخار پیدا کر کے ان کے اندر کا زہریلا مواد جلایا جاتا ہے یا خارج کیا جاتا ہے۔جس کو اعضاء کی کمزوری خارج نہیں کر سکتی۔جیسے چیچک اور ہیضہ سے بچنے کے لئے ان کے ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔اور مریض کے اندر بخار پیدا کر دیا جاتا ہے۔جو جسم کے اندر اس خاص قسم کے مواد کو جلا دیتا ہے یا عضو کو تیز کر کے خارج کر دیتا ہے۔جیسے چیچک کے دانے نکل آتے ہیں۔اسی اصول پر آج کل ٹی بی کے ٹیکے بھی لگائے جاتے ہیں۔اس اصول کو بھی سمجھنے میں فرنگی طب نے بہت غلطیاں کی ہیں وہ سمجھتا ہے کہ وہ مقابلے کے لئے جسم میں استعداد پیدا کرتے ہیں۔دوسرے معنوں میں قوت مدافعت (مناعت-امیونٹی) پیدا کرتے ہیں۔لیکن حقیقت میں یہ قوت اس عضو میں پیدا ہوتی ہے جو زہریلے مواد کو خارج کرتا ہے یا جراثیم کو ہلاک کرتا ہے۔یہ بالکل غلط ہے کہ اندر کا تعفن ختم کیا جاتا ہے اور جراثیم ہلاک کئے جاتے ہیں۔بہر حال چیچک ہیضہ اور ٹی بی کے ٹیکوں سے صاف ظاہر ہے کہ بخار پیدا کر کے ہی اندر کا مواد جلایا جاتا ہے اور عضو کو تحریک دی جاتی ہے۔

جہاں تک تعفن کو ختم کرنے کا تعلق ہے یا جراثیم کو فنا کرنے کی صورت ہے یہ بھی بخاروں اور دیگر امراض میں غلط طریقہ پر استعمال کی گئی

ہے۔ کیونکہ جراثیم سے جہاں مواد میں تخمیر وفساد اور تعفن پیدا ہوتا ہے، وہاں پر اس کا یہ فعل بھی ہوتا ہے کہ تعفن کو ختم کر دیں۔ اور ان کو اس وقت تک ہلاک نہیں کیا جانا چاہئے جب تک وہاں کا تمام مواد تعفن بن کر ختم نہ ہو جائے۔ اور اس عضو میں تحریک نہ پیدا ہو جائے جہاں پر تسکین سے مواد رُک گیا تھا۔ اور اس میں تخمیر وفساد اور تعفن پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن فرنگی طب اپنی غلط فہمی سے وہاں پر دافع تعفن (انٹی سپٹک) جرم کش ادویات استعمال کر دیتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہاں کے جراثیم فنا ہو جاتے ہیں اور سلسلہ تخمیر وفساد اور تعفن ختم ہو جاتا ہے۔ مگر وہاں مواد باقی رہ کر وہاں کے عضو میں پوری طرح تحریک پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے وہاں پر جو مواد رہ جاتا ہے اس میں اس قدر استعداد نہیں ہوتی کہ پھر بخار پیدا کرے اس لئے کچھ عرصہ کے بعد وہ مقامی طور پر بھی جوش میں آتا ہے اور شدت سے جوش میں آتا ہے۔ اور وہاں کے اعضاء کو کھانا شروع کر دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ ٹی بی اور ہارٹ فیلور (دِل بیٹھنے کے امراض) جو کثرت سے پھیل رہے ہیں ان کا اصل باعث دافع تعفن اور جراثیم کش ادویات کا بکثرت استعمال ہے۔

بخاروں کے سلسلہ میں ایک مسئلہ تقسیم حمیات کے متعلق بھی ہے۔ جس کی آج تک صحیح وضاحت نہیں ہوئی ہے۔ اور اس طرح موسمی اور وبائی بخاروں کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ البتہ بخاروں میں پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان کو اگر گردش واخلاط کیفیات کے متعلق سمجھ کر علاج کیا جائے تو مرکب بخاروں میں کوئی پیچیدگی باقی نہیں رہتی۔ مگر فرنگی طب میں بخاروں کی تقسیم کے لئے کوئی قاعدہ اور کوئی اصول نہیں ہے اور نہ ہی موسمی اور وبائی بخاروں کی جدا تقسیم ہے۔ ہر بخار کے لئے جدا جدا جراثیم تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن کی تشخیص میں بے حد دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح بخاروں کے علاج میں اس قدر غلطیاں اور نقصان ہوتا ہے کہ ان کا اندازہ کسی بھی ہسپتال کی رپورٹ سے لگایا جاتا ہے۔

جہاں تک ملیریا بخاروں کا تعلق ہے اس میں اس قدر پیچیدگیاں ہیں کہ ایک فرنگی ڈاکٹر بھی اس پر پورے طور پر قابو نہیں پا سکتا۔ ملیریا کا تعلق اگر کسی عضو سے سمجھا جا سکتا ہے تو یہ صرف جگر ہے اس طرح صرف صفراوی بخار ملیریا میں شامل نظر آتے ہیں۔ لیکن فرنگی طب نے صفراوی بخاروں کے علاوہ بلغمی وسوداوی بلکہ دموی بخاروں کو بھی ملیریا میں شامل کر لیا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ملیریا میں موسمی اور وبائی بخاروں کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ بہر حال ان کے تقسیم امراض میں بے حد بے امتیازی پائی جاتی ہے۔ ملیریا تو گویا کسی جدا بخار کی حیثیت نہیں رکھتا۔ خیال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ملیریا پر ایک جدا کتاب لکھی جائے تا کہ فرنگی طب کے جادو کا طلسم توڑ کر پارہ پارہ ہو جائے۔ ہم نے اس کتاب میں بھی اس پر روشنی ڈالی ہے لیکن وہ زیادہ تفصیل کا محتاج ہے۔

اس تقسیم میں جہاں ملیریا کو کئی بخاروں کے ساتھ ملا دیا ہے وہاں پر ایسے بخار جو ایک ہی تقسیم میں آتے ہیں ان کو بے شمار اقسام میں بیان کر دیا ہے۔ جیسے تسکین اعصاب امعائی کے بخار ہیں۔ جن میں چیچک اور خسرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ہم نے سہولت تفہم کے لئے ان سب کو ایک اقسام کے تحت بیان کر دیا ہے۔ جس سے نہ صرف تشخیص میں آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں بلکہ علاج بھی آسان ہو جاتا ہے۔

فرنگی طب میں حمی یوم کا تقریباً ذکر نہیں ہے، اور کیفیاتی بخاروں کو تو بالکل بیان نہیں کیا گیا۔ جہاں کہیں بھی تھوڑا سا پتہ چلتا ہے وہ ملیریا کے تحت آ جاتا ہے اس کے علاوہ جیسے شمسی بخار (سن سٹروک) اور سوزشی اور ورمی بخاروں کو جراثیمی بخاروں میں شامل کر دیا گیا ہے۔ غرض بے حد بے ترتیبی ہے اس لئے ان کے علاج میں بھی بے ترتیبی اور پریشانی ہے اور ہر علاج کو علیحدہ علیحدہ ذہن میں رکھنا پڑتا ہے۔ جن سے سخت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ہم نے بخاروں کی تقسیم بالمفرد اعضاء کی ہے، اور اس قدر آسان اور باقاعدہ (سسٹے میٹک) کی ہے کہ وہ ایک اصول (پرنسپل) کے ماتحت قائم رہتی ہے۔ یعنی کل تین مفرد اعضاء ہیں۔ اعصاب، عضلات اور غدد، گویا کل بخار تینوں کے تحت تقسیم کر دیئے ہیں۔ چونکہ ہر عضو کی تین ہی غیر طبعی حالتیں ہیں یعنی تحریک وتسکین اور تحلیل اس لئے کل بخار صرف نو بن جاتے ہیں۔ موسمی اور وبائی بخاروں کو بھی ان ہی میں شامل کر دیا

ہے۔ اس تقسیم کو دیکھنے کے بعد کوئی معالج کسی اور تقسیم کو قبول نہیں کرے گا۔ اور یہ ایک ذرا سی توجہ سے ذہن نشین ہو جاتی ہیں۔

ہم نے ان کو سمجھانے کے لئے طب یونانی کے بخاروں کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے آیورویدک کے جوڑوں (بخاروں) کو ساتھ ساتھ اس لئے بیان نہیں کیا کہ ان کی مناسبت سے طوالت پیدا ہو جاتی ہے۔ البتہ آیورویدک کے بخاروں کا بیان جدا ایک ہی مقام پر بیان کر دیا ہے۔ جس سے وہ پورے طور پر ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ ہومیو پیتھی میں سرے سے بخاروں کا بیان ہی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہاں تو علامات کے تحت حرارت کی زیادتی کو سامنے رکھ کر علاج کرنا پڑتا ہے جن ہومیو پیتھ نے یونانی یا فرنگی طب کے بخاروں کا عنوان قائم کر کے ان کا علاج بیان کیا ہے، وہ صحیح معنوں میں ہومیو پیتھ نہیں ہیں۔ ہومیو پیتھی ریسرچ میں ہم ان باتوں کو تفصیل سے بیان کریں گے۔ فرنگی طب کے بخاروں کو بھی الگ ہی ایک جگہ پر بیان کر دیا ہے۔ مناسبت کے لئے ساتھ ساتھ اس لئے نہیں کیا گیا کہ ان کی کوئی کل بھی سیدھی نہیں ہے، اور نہ ہی ان کا کوئی اصول ہے۔ نیز ان کو ہم بالکل غلط سمجھتے ہیں۔

ماہیت بخار و اسباب اور علامات کو ہم نے نہایت ہی تفصیل سے بیان کیا ہے، تاکہ ہر قسم کے جدا جدا بخاروں کو ذہن نشین کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ اور تشخیص آسان ہو جائے۔ علاج میں دشواری اور غلطیاں پیدا نہ ہوں۔ تاکہ ذرا سی توجہ سے ہی یہ سب کچھ ذہن نشین ہو جائے۔

بخاروں پر پوری طرح قابو پانے کے لئے ہم نے ہر مفرد عضو کی تحریک کو دو صورتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ تاکہ ان کے معمولی معمولی اسباب اور چھوٹی چھوٹی علامات بھی نظر انداز نہ ہو سکیں اور کیفیات کے سلسلہ میں پتہ چل سکے کہ گرمی و سردی اور تری و خشکی کا کس قدر اثر باقی ہے۔

علاج کے سلسلے میں ان ہی مفرد اعضاء میں جہاں پر تسکین ہے اس کو تحریک دینا ہے۔ اس میں سہولت و تفہیم کے لئے فعلی اور کیمیاوی دونوں صورتوں کو بیان کر دیا گیا ہے تاکہ جو صورت بڑھ رہی ہو تو اس کو مقام شفا خیال کرتے ہوئے اس میں تحریک دینا شروع کر دی جائے اور یہ بھی تاکید کر دی ہے کہ اگر موجودہ تحریک مکمل نہ ہوئی تو اس کو مکمل کر لیا جائے۔ اسی تحریک کو مکمل کرنا یا فعلی اور کیمیاوی تحریک کی تکمیل تک پہنچانا ہے۔ مواد کو پکانا اور اس کو قابو میں رکھنا ہے، اسی حالت کو طب یونانی میں نضج کہتے ہیں۔ اور یہی بدن کی حفاظت، مرض کو قابو رکھنا اور کامیاب علاج ہے۔ اس صورت میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مرض کا تعلق جسم کے مفرد اعضاء کے افعال اور کیمیاوی تغیرات کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ اور مرض کہیں بھی بے قابو نہیں ہونے پاتا۔

بخاروں میں علاج کے تحت ادویات بھی ان ہی تینوں تحریکوں اور چھ صورتوں کے مطابق تجویز کی ہیں۔ تاکہ استعمال ادویہ میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی ایسا التزام بھی کیا ہے کہ ادویات کی ترتیب بھی قائم رہے۔ تاکہ ادویات کی شدت و خفت کے ساتھ ساتھ نسخہ نویسی کا بھی عملی تجربہ پیدا ہو۔ نیز ادویات کو مختلف تحریکات کے تحت سمجھ کر ان کے خواص بالمفرد اعضاء کا بھی علم ہو جائے گا۔ اور کمی بیشی کے لحاظ سے ان کا تعلق بھی ذہن نشین ہو جائے گا۔ اس طرح سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جہاں پر مختلف اقسام کے محرکات یعنی محرک اعصاب و دماغ، محرک عضلات و قلب اور محرک جگر کا علم ہو جائے گا۔ وہاں پر مختلف اعضاء کے تحت ملینات اور مسہلات کا بھی پتہ چل جائے گا۔ کیونکہ فرنگی طب میں اگرچہ مختلف اعضاء کے تحت ملینات بالکل نہیں پائے جاتے ہیں، اگرچہ ان کے نسخے غلط ہیں، لیکن اس میں مختلف اعضاء کے تحت ملینات بالکل نہیں پائے جاتے۔ ان امور سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہمارا طریقہ علاج فرنگی طب سے کس قدر اعلیٰ و ارفع، با اصول اور با قاعدہ ہے۔

ہم نے غذا کے مسئلے کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے۔ اوّل غذا کے متعلق چند ضروری اصول اور قاعدے لکھے ہیں، پھر مفرد اعضاء کے تحت

اغذیہ کو بیان کر دیا ہے، تاکہ تجویز غذا میں کوئی مشکل نہ پیش آئے۔ غذا کے متعلق ہمیشہ یہ ذہن نشین رکھیں کہ علاج میں 50 فیصد اثر غذا کا ہوتا ہے، 25 فیصد اثر ماحول کو درست اور مناسب کرنا، 25 فیصد اثر ادویات کا ہوتا ہے۔ اگر وہ بھی صحیح طور پر تجویز کی جائیں۔ اس لئے بغیر ضرورت مریض کی غذا روک دینی چاہئے تاکہ ادویات کو پورے طور پر اثر کرنے کا موقع مل جائے۔

ہم نے کتاب کا تعارف کرانے میں پوری کوشش کی ہے۔ تاکہ کتاب کے سمجھنے میں سہولت ہو۔ خاص طور پر ان مدیران اخبارات اور رسائل کی مشکلات کو سامنے رکھا ہے جس پر انہوں نے ریویو کرنے ہیں۔ اور عوام کو ہماری تحقیقات کی خوبیوں کو سمجھانا ہے۔ جنہوں نے ہماری گزشتہ تحقیقات پڑھی ہیں، جن میں (۱) مبادیاتِ طب (۲) تحقیقات دق وسل (ٹی بی) (۳) تحقیقات نزلہ وزکام (۴) تحقیقات نزلہ زکام وبائی (انفلوئنزا) (۵) تحقیقات اعادہ شباب (۶) خوراک اور تپ دق پڑھی ہیں۔ وہ نہ صرف از حد لطف اندوز ہوں گے بلکہ بہت زیادہ مستفید ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے ہماری وہ تحقیقات نہیں پڑھیں وہ منگوا کر ان سے استفادہ حاصل کریں گے اور اندازہ لگا سکیں گے کہ آج کل کیا اس قسم کی تحقیقات ممکن ہیں جو ایک طرف دُنیا طب کو نیا ذہن عطا کریں اور دوسری طرف فرنگی طب کو غلط قرار دیں۔ اسی جرأت پر ہم نے یورپ وامریکہ اور چین وروس کو چیلنج کیا ہے کہ اگر ان کے ہاں اس قسم کی حقیقت افزاء، تحقیقات افزاء تحقیقات ہوں تو وہ پیش کریں یا ہماری تحقیقات کو غلط قرار دیں۔

اب یہ اہل فن اور صاحبان علم کا کام ہے کہ ان پر غور کریں کہ شیخ الرئیس بوعلی سینا کے زمانے سے لے کر آج تک کہیں ایسی تحقیقات پیش کی گئی ہیں اور جو کچھ ہم پیش کر رہے ہیں، واقعی تجدید طب ہے اور کیا کسی اور ملک میں ایسا مدلل تحقیقاتی کام ہو رہا ہے؟ اگر ہو رہا ہے تو ہم کو اطلاع دیں، ہم ان کے ساتھ شریک ہونے کو تیار ہیں۔ اگر نہیں ہو رہا تو پھر ان کا فرض ہے کہ ہمارے ساتھ شریک ہو کر ہمارے گرد اکٹھے ہو جائیں۔ پھر ہم فرنگی طب کو فوراً نہ صرف مشرق سے بلکہ مغرب میں بھی ختم کر سکیں گے۔

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے، ہمیں اس سے غرض نہیں ہے کیونکہ وہ ایک عوامی حکومت ہے اور عوام کی نمائندہ ہے، جب عوام اور خواص اس کو دل سے قبول کر لیں گے۔ وہ پھر اس کو تسلیم کریں گے اور فرنگی طب کو دفع کر دیں گے۔ آخر میں ہم پھر لکھتے ہیں کہ کسی چیز کی قبولیت کا راز اس کی خوبیوں میں پنہاں ہوتا ہے۔ اگر ہماری تجدید طب میں خوبیاں، فوائد اور شفاء ہے تو یہ بہت جلد قبولیت کا درجہ حاصل کر لے گی۔ جس کے ساتھ ہی ساتھ فرنگی طب دفع ہو جائے گی۔ اس امر کو بھی نہ بھولیں کہ فرنگی طب میں کوئی ایک بھی خوبی نہیں ہے۔ اگر کسی کی نظر میں کوئی ایک بھی خوبی ہو ہمیں لکھیں، ہم فوراً شائع کر دیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حقیقت افزاء جواب بھی پیش کر دیں گے۔

والسلام

صابر ملتانی

وماتوفیقی الا باللہ العظیم

بخار کی اہمیت

بخار کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ دردوں کے بعد دوسری علامت ہے جو اکثر انسان کو موت کے منہ میں لے جاتی ہے، دونوں میں فرق یہ ہے کہ دردوں میں موت شاذ واقع ہوتی ہے، کیونکہ درد علامت زندگی اور مقابلہ ہے۔ لیکن بخاروں میں اکثر موت واقع ہو جاتی ہے، کیونکہ بخاروں میں حرارت ہے اور تحلیل ہے جو قدرت پیدا بھی اس لئے کرتی ہے کہ انسانی امراض اور علامات کو تحلیل کر کے دور کر دے۔ اس کی حرارت کو حضرت رحمت العالمین ﷺ نے دوزخ کی آگ سے تشبیہ دی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ: ''جس شخص کو زندگی میں کبھی بخار نہیں آیا وہ یقیناً دوزخی ہے''۔

گویا بخاروں کی حرارت اور تحلیل اس قدر شدید ہے کہ وہ انسان کے گناہوں تک کو دھو کر دور کر دیتی ہے۔ بخاروں کی شدت اور تسلسل اکثر خوفناک ہوتا ہے۔ کیونکہ ان میں تحلیل اور ضعف بڑھ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تپ دق سے خوف پیدا ہوجاتا ہے۔ لیکن بخاروں کا نہ ہونا بھی غیر معمولی طور پر خطرناک ہوتا ہے۔

گویا بخار ایک پیمانہ ہے ایک طرف اس کی زیادتی اور تسلسل اگر ضعف اور تحلیل پیدا کرتی ہے تو دوسری طرف اس کا نہ ہونا بھی جسم میں خوفناک اور عسر العلاج امراض پیدا کر دیتا ہے۔ اگر بعض امراض میں بخار کی علامت پیدا نہ ہوں تو انسان مرجاتا ہے۔ جیسے ہیضہ میں ہمیشہ دیکھا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض امراض کا علاج بھی یہی ہے کہ اس میں بخار پیدا کیا جاتا ہے۔ ماہر معالج بخار کی اس اہمیت کے اصول کو سمجھتے ہوئے ایسے امراض میں جہاں بخار پیدا کرنا ضروری ہے، وہاں بخار کو پیدا کرتا ہے یا زیادہ کرتا ہے۔

کسی قسم کے بخار سے ڈرنا نہیں چاہئے، بلکہ اس کی حقیقت کو سمجھنا چاہئے، تا کہ اس کی اہمیت کے تحت اس کی ضروریات کو مدنظر رکھا جائے، گھبرا کر کبھی بھی اس کو فوراً اتارنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ یہ غلطی اکثر فرنگی طب میں کی جاتی ہے۔ ان کے ہاں بخار کی شکل دیکھتے ہی فوراً فیورمکسچر یا اسپرین یا اے۔پی۔سی کا استعمال شروع ہوجاتا ہے جن کے نتائج اس قدر خوفناک ہوتے ہیں کہ اگر حکومت ذرا بھی فرنگی طب کی نگرانی کرے تو 99 فیصدی ڈاکٹروں کو روزانہ سزا دینی پڑے۔ اگر ہمارے بیان میں مبالغہ ہو تو ہسپتال اور ڈسپنسریوں میں آج بھی جا کر دیکھا جاسکتا ہے۔ قبل از وقت بخار اتار دینے سے مریض اکثر مرجاتا ہے۔ اگر بچ جائے تو کوئی خوفناک مرض لاحق ہوجاتا ہے۔ اسی طرح عطائی بھی بخار کا نام سنتے ہی فوراً کہہ دیتے ہیں: ''بھئی! یہ جلاب آج پیو۔ دو تین پاخانے ہوجائیں گے اور بخار ٹوٹ جائے گا''۔ لیکن ایسے مسہلوں سے اکثر نتیجہ خوفناک ہی نکلتا ہے اور مریض موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔

بخار کی اہمیت اس کے اکثر الواقع ہونے کی وجہ سے بھی ہے۔ کیونکہ ہر درد سوزش میں کم وبیش ضرور ہوتا ہے۔ اور اورام میں تو لازمی طور پر پایا جاتا ہے۔ یہ زندگی میں ہر انسان کو کئی بار ہوتا ہے اور موت بھی اس کے ہونے نہ ہونے سے واقع ہوتی ہے، گویا بخار کی حرارت صحت کے لئے بے حد اہمیت رکھتی ہے۔ جو علامت اس قدر اہمیت رکھتی ہو کہ اس کا پایا جانا بھی خوفناک اور نہ پایا جانا بھی خطرناک ہے تو اس سے بھاگنا اور گھبرانا

نہیں چاہئے۔ بلکہ اس کو پورے طور پر سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے، چونکہ اکثر معالج خصوصاً فرنگی ڈاکٹر بخاروں کے فوائد سے واقف نہیں ہیں، اس لئے اس کی اہمیت کو پورے طور پر نہیں سمجھتے۔ اور بخاروں کے علاج میں نقصان کا باعث ہوتے ہیں۔

تپ دق یا کوئی ہلکا بخار یا اندر رہنے والا بخار جس کو صرف مریض محسوس کرتا ہے، کیا ہے؟ یہ ایسے بخار ہیں جن میں قوتِ مدبرہ حرارت کی کمی محسوس کرتی ہے اور بخاروں کو دور کرنے پر قابو نہیں ہو سکتی۔ چونکہ فرنگی طب بخار کے اس پہلو اور حقیقت سے واقف نہیں ہے، اس لئے وہ تپ دق وغیرہ کا علاج میں ناکام ہے اور ہمیشہ جراثیم کے چکر میں پھنسی رہتی ہے۔ صرف ان بخاروں پر ہی منحصر نہیں ہے، بلکہ جب دل کی گھبراہٹ یا سینے کی جلن یا سر میں تپش کی کوئی شکایت کرتا ہے جو دراصل وہاں کا ایک ہلکا بخار ہے، جس کو طبیعت مدبرہ بدن حرارت کی کمی کی وجہ سے نہ تمام جسم میں پھیلا سکتی ہے اور نہ ہی مقام شکایت کی تپش کو رفع کر سکتی ہے۔ یہی ہلکی ہلکی تپش جو دراصل وہاں کی معمولی سوزش ہوتی ہے۔ اسی طرح تھکن بھی ایک ہلکا بخار ہے یا بخار کا اظہار ہے جو دورانِ خون کی بے قاعدگی سے پیدا ہوتا ہے۔ کبھی حرکت کی زیادتی سے عضلات کی طرف دورانِ خون زیادہ ہو جاتا ہے۔ کبھی آرام کی کثرت سے اعصاب کی طرف خون کا دور تیز ہو جاتا ہے۔ کبھی بدہضمی سے غدود پر خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اور تھکن محسوس ہوتی ہے بلکہ ہلکا ہلکا بدن ٹوٹتا ہے۔ جو بخار کی علامت ہے۔ (تھکن کی مزید معلومات کے لئے میرا مضمون "تھکن" ٹی بی نمبر میں پڑھیں)

جب جسم میں پوری حرارت پیدا ہو جاتی ہے تو دورانِ خون درست ہو کر تھکن دور ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ تھکن میں کبھی چائے پیتے ہیں اور کبھی گرم پانی سے نہاتے ہیں۔ گویا جسم میں نہ صرف گرمی کا اضافہ کرتے ہیں بلکہ بخار کی کمی کو پورا کرتے ہیں، بخار کی اہمیت کی یہ صورتیں آپ کو فرنگی طب میں نظر نہیں آئیں گی۔

بخار کی اہمیت کا اندازہ اس کی بے شمار اقسام سے بھی کیا جا سکتا ہے جن کے بے شمار اسباب بیان کئے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ آج تک کسی ایک بخار پر بھی قابو نہیں پا سکے، بخاروں کی اہمیت کے تحت ہی کبھی خون اور بلغم کا کیمیاوی تجزیہ کیا جاتا ہے اور کبھی پیشاب پاخانہ کا امتحان کیا جاتا ہے۔ تاکہ علم ہو سکے کہ ان میں کس قسم کے بخار یا زہر کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ یہ بے شمار لیبارٹریاں اور یہ بے شمار امتحان اور تجزیہ کرنے کے آلے اور مشینیں بخاروں کو سمجھنے کے لئے وجود میں آئے ہیں۔ لیکن نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ تپ دق اور دیگر اقسام کے بخار پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

بخار کی اہمیت کا اندازہ ان بے شمار ادویات کے مجربات و مرکبات سے بھی لگایا جا سکتا ہے جو ہزاروں سالوں سے لے کر آج تک تیار کئے گئے، اور تیار کئے جا رہے ہیں۔ ان تمام قسم کے بخاروں سے صرف چند اقسام سے بخاروں مثلاً ٹی بی، ٹائیفائیڈ، نمونیا اور ملیریا وغیرہ کے مجربات و مرکبات کی تعداد خاص طور پر موجودہ دور کے نسخوں کا شمار بھی بہت مشکل ہے۔ لیکن ان میں سے سو فیصدی کیا پچاس فیصدی بھی کامیاب کوئی مجرب اور مرکب نسخہ نہیں پایا جاتا۔ کہا جاتا ہے کہ ملیریا کے لئے کونین مفید ہے۔ لیکن ایک حقیقت پسند انسان جانتا ہے کہ کونین اگر مفید ہوتی تو ملیریا کے لئے دیگر ادویات کیوں تیار کی جاتیں۔ پھر کونین کے متعلق جناب ڈاکٹر ہانمن صاحب بانی ہومیو پیتھی نے اپنے بے شمار تجربات کے بعد ثابت کیا ہے کہ کونین استعمال کرنے سے ملیریا پیدا ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی کونین ایک ایسی دوا ہے جس کے استعمال سے حرارت غریزی کم ہو جاتی ہے۔ اور ضعف قلب شدید پیدا ہو جاتا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ فرنگی ڈاکٹر اس کا صحیح استعمال نہیں جانتے۔ کوئی بخار چڑھنے پر اس کو استعمال کرتا ہے اور کوئی بخار اُترنے پر دیتا ہے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ اس کے استعمال سے صحیح وقت بخار کے دورے سے ایک گھنٹہ پہلے استعمال کرنا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ کونین کے استعمال کے وقت کوئی فرنگی ڈاکٹر یہ نہیں دیکھتا کہ ملیریا کا اثر معدہ، امعاء میں ہے یا جگر طحال میں۔ وہ بے دھڑک کونین استعمال کر دیتا ہے۔ اور جب کونین کے استعمال سے قے اور اسہال یا دل ڈوبنا شروع ہوتا ہے تو پھر گھبراتا ہے اور کہتا ہے کہ کونین خشک ہے اس لئے بہت سا

دودھ پیا کرو اور میٹھے زیادہ چوسا کرو۔ لیکن جو غلطی اس نے خود کی ہے اس کے علم سے بالکل بے خبر ہے۔

کونین کی خرابیوں میں ایک خرابی یہ ہے کہ ملیریا کے دنوں میں حفظ ماتقدم کے لئے روزانہ کونین کھانے کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ تاکہ انسان ملیریا سے محفوظ رہے۔ ملیریا سے کوئی محفوظ رہتا ہے یا نہیں رہتا، البتہ اس کے استعمال سے دماغ میں سائیں سائیں، سر میں خشکی اور ثقل سماعت ضرور ہو جاتی ہے۔ اور ہفتہ دو ہفتہ کے استعمال سے ملیریا بھی ضرور ہو جاتا ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو تجربہ کر کے دیکھا جا سکتا ہے۔

بخار کی اہمیت کا ایک پہلو معالج کی کامیابی بھی ہے۔ اور یہ کامیابی صرف بخاروں کے علاج میں کامل دسترس حاصل کرنا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہسپتالوں، ڈسپنسریوں اور مطبوں میں جس قدر بھی مریض آتے ہیں۔ ان میں اوسط بخاروں میں مبتلا مریضوں کی اکثریت ہوتی ہے۔ اگر ان کا علاج تسلی بخش ہو جائے تو یہ یقینی امر ہے کہ ایسے معالج کو نہ صرف کامیاب معالج تسلیم کیا جاتا ہے، بلکہ اس کی شہرت دور دور پھیل جاتی ہے۔ اس امر کو ذہن نشین رکھیں کہ نوے فیصدی مریض صرف بخاروں کے ہوتے ہیں۔ جو معالجین کی کامیابی کا زندہ ثبوت ہوتے ہیں اور چلتے پھرتے اشتہار ہیں اور یہ ایک ایسا کامیاب پراپیگنڈہ ہے جس کا جواب نہیں ہو سکتا ہے۔ اس امر کا بھی خیال رکھیں کہ جو معالج بخاروں کا کامیاب علاج کر سکتے ہیں ان کو دیگر امراض کے علاج میں بھی بہت دسترس حاصل ہو جاتی ہے، ایسے معالج ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کو دست شفا حاصل ہے۔

بخار کی اہمیت کی ایک صورت یہ ہے کہ بخار ایک ایسی تیز اور خوفناک گرمی ہے کہ اس سے چند دنوں میں انسانی جسم گھل جاتا ہے اور خون خشک ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی مریض کو اپنے سامنے موت نظر آتی ہے۔ اس وقت مریض معالج کو فرشتہ یا اس سے بھی کچھ زیادہ خیال کرتا ہے۔ اگر فوری طور پر بخار پر قابو نہ پایا جائے تو مریض کی قوت مدافعت، اور قوت مدبرہ بدن کا توازن ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اعضاء رئیسہ میں سے کسی ایک میں ضعف واقع ہو جاتا ہے۔ اور باقی دو کے افعال بگڑ جاتے ہیں، نتیجہ خوفناک یا خطرناک نکلتا ہے۔ جو معالج بخار کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس پر پوری دسترس رکھتا ہے، وہ فوراً بخار کی ہر حالت پر قابو پا لیتا ہے۔ مریض کو خوفناک یا خطرناک حالات سے نکال لیتا ہے۔ گویا معالج کی کامیابی اور اقبال اس وقت شروع ہوتا ہے جب وہ بخار کو پورے طور پر سمجھتا ہے۔ اور اس پر مکمل دسترس رکھتا ہے۔

بخار کی اہمیت کا ایک مقام یہ ہے کہ ویدو اطباء اور ہومیو پیتھ اس پر مکمل دسترس اور قابو پالیں تو اس کے ذریعے فرنگی ڈاکٹروں کو عبرت ناک شکست دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ بخار کا علاج صرف وہی معالج کامیابی کے ساتھ کر سکتا ہے جو اس کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ اور اس کی ہر حالت پر صحیح طور پر اپنا قبضہ رکھتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ فرنگی ڈاکٹر نہ بخار کی اہمیت کو سمجھتا ہے اور نہ اس کے علاج میں اس کو دسترس حاصل ہے۔ وہ اس کا علاج صرف مجربات سے کرتا ہے اور ایسا علاج کرنا فن اور اس کے علاج سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ویسے بھی ہمارے پاکستان میں علم العلاج اور ادویات یورپ وامریکہ سے آتی ہیں، جن پر فرنگی ڈاکٹروں کی دسترس کماحقہ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے اس کو آسانی سے بری طرح شکست دی جا سکتی ہے۔

جاننا چاہئے کہ علم العلاج میں چند علامات ایسی ہیں کہ ان کے رفع کرنے میں ملکہ حاصل ہو جائے۔ تو وہ نہ صرف کامیاب معالج خیال کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کو درست شفا کا مالک سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ علامات نزلہ، زکام، سوزش، ورم اور بخار وضعف ہیں۔ ان میں سے نزلہ، زکام اور سوزش وورم کو عارضی اور وقتی طور پر مسکنات ومخدرات سے روکا جا سکتا ہے۔ جو دن رات فرنگی ڈاکٹر افیون و مارفیا اور دیگر منشیات سے کرتے رہتے ہیں۔ لیکن بخاروں میں یہ عارضی اور وقتی علاج کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا جب بھی بخاروں کا علاج عارضی ادویات سے کیا جاتا ہے جو علامات کو روک کر رفع کرنے کی کوشش کی جائے یا اور اصل مرض کو رفع نہ کیا جائے یا اس عضو کے افعال کو رفع نہ کیا جائے جس کے افعال کے تغیر سے بخار پیدا ہوا ہے تو بخار

کا علاج کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ چونکہ فرنگی ڈاکٹروں کو بخار کی حقیقت کا علم نہیں ہے اور نہ ہی اس کے علاج پر اس کو دسترس حاصل ہے، اس لئے وہ اس کے علاج میں بالکل ناکام ہیں۔ جس کا اس کو پورے طور پر علم ہے۔ اس لئے مارکیٹ میں روز نئی نئی ادویات لاتا رہتا ہے، آج کل اس کا فیور مکسچر اور کونین مکسچر وغیرہ تقریباً ختم ہوگئے ہیں۔ اس کی جگہ سلفا گروپ و پنسلین اور دیگر اینٹی بایوٹک نے لے لی ہے۔ چونکہ یہ بھی تجرباتی علاج ہے اس لئے یہ بھی کامیاب نہیں ہے۔ ورنہ سلفا گروپ اینٹی بایوٹک کے لئے مجربات و مرکبات بازار میں آرہے ہیں۔ کبھی پنسلین اور سٹپٹو مائی سین نہایت استعمال ہوتے تھے اور ان کو بڑی زبردست ادویات خیال کیا جاتا تھا۔ مگر اب دونوں کو ملا کر ایک مرکب بنا دیا ہے، اسی طرح روزانہ ان کے مرکبات بدلتے رہتے ہیں، اور ساتھ ہی نئی سے نئی ادویات مارکیٹ میں آتی رہتی ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی تحقیق کئے ہوئے بخاروں کے جراثیم نہیں مرتے اور مریضوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

ان حقائق کے پیش نظر ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ فرنگی ڈاکٹر بہت جلد مات کھا جائے گا۔ اس لئے ہم اس کوشش میں مصروف ہیں کہ بہت جلد اہل فن و صاحب علم اور ذہین معالجین کا ایک گروپ تیار کریں اور ان کو بخاروں کے علاج میں پوری دسترس پیدا کردیں تاکہ ان کی کامیابی فرنگی ڈاکٹروں کو علاج معالجہ میں ناکام اور فیل کردے۔

اس سے قبل ہم تپ دق (ٹی بی) اور سل نمبر میں اپنی تحقیقات اور نسخے پیش کر چکے ہیں۔ جس میں ہمیں پاک و ہند میں بہت کامیابی ہوئی ہے۔ بے شمار مریضوں کو آرام ہوا ہے۔ پاکستان اور ہند کے تمام سرکاری سینی ٹوریم میں بھی ہماری آواز پہنچ گئی ہے۔ اور وہاں بھی مریض مفید ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہم ہر قسم کے بخاروں پر اپنی تحقیقات پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ پوری طرح فرنگی کو مات دے سکیں۔



بخار کی تاریخ اور وسعت

بخار کی تاریخ کا جہاں تک تعلق کہا جا سکتا ہے، انسان کی تخلیق کے ساتھ ساتھ اس کا ظہور بھی عمل میں آ گیا۔ گویا انسان اور بخار لازم و ملزوم ہیں۔ اگر بخار کی پیدائش کو مدنظر رکھ کر غور کیا جائے کہ اس کی پیدائش تعفن اور خمیر کی حرارت اور گرم ابخارات ہیں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ بخار انسانی تخلیق سے بھی پہلے اس کرہ ارض پر موجود تھا۔ اور ہوا، پانی اور مٹی کے تعفن اور خمیر میں پایا جاتا تھا۔ ان کے علاوہ نباتات اور حیوانات اس کے بہترین مسکن تھے۔ اور جب حضرت انسان کی تخلیق ہوئی اس کے جسم وروح اور خون میں اس نے اپنی آماجگاہ بنائی۔ اس وقت سے انسان کا دشمن بنا ہوا ہے۔ اور کبھی کبھی بھلائی بھی کر دیتا ہے۔ گویا دانا دشمن ہے۔

ذی حیات اور غیر ذی حیات کے علاوہ اس کا اثر فضا میں بھی نظر آتا ہے جس کا تعلق آفاق سے ہے۔ گویا جو کچھ ہمیں نفس میں دکھائی دیتا ہے، وہی کچھ آفاق میں بھی نظر آتا ہے۔ ان حقائق پر اگر غور کیا جائے تو بخار کی تخلیق کائنات کی پیدائش کے ساتھ ساتھ ظہور میں آئی ہے۔

قبل از تاریخ طب، بخار کی حقیقت

قبل از تاریخ طب میں امراض کو جن اور بھوتوں کا عمل دخل خیال کیا جاتا تھا یا جادو اور ٹونہ کا اثر سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے ان کے علاوہ کے لئے بھی پجاریوں اور کاہنوں کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ وہ معالجہ کے طور پر مندروں اور بتوں کے سامنے پوجا پاٹ اور ہون اور قربانی وغیرہ کرتے تھے اور کبھی دم، جھاڑ اور تعویذ اور گنڈہ کرتے تھے۔ ان اعمال سے مریضوں پر کیا اثر ہوتا تھا، اس کا اندازہ آن جاہل مریضوں سے لگایا جا سکتا ہے، جو آج بھی امراض کو جن بھوتوں کا دخل اور جادو ٹونے کا اثر سمجھتے ہیں۔

اس دور میں بخار بھی دیگر امراض کی طرح جن بھوتوں کا دخل خیال کیا جاتا تھا اور جادو ٹونے کا اثر سمجھا جاتا تھا۔ اگر اس حقیقت کو صحیح مان لیں، ارتقاء کی کڑیاں دنیا کے دور آور زمانے میں پائی جاتی ہیں۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ آج بھی ایسے ذہن کے لوگ پائے جاتے ہیں جو بخاروں کو وہی کچھ خیال کرتے ہیں جو قبل از تاریخ سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ بخاروں کے علاجات کو ادویات اور پرہیز کی بجائے پوجا پات اور دم جھاڑہ، تعویذ گنڈہ اور خیرات و دعا سے کرانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ہندوستان کی طرح اگر پاکستان میں مندر اور پجاری دیوی اور دیوتا کے بت، ہون اور ارتی نہیں پائے جاتے تو ان کی جگہ مزار اور پیروں اور بھوپے اندر سیدوں کے مرکز پائے جاتے ہیں۔ گویا انسان اپنے ذہن اور فطرت کے لحاظ سے اور عقائد اور تصورات کی تسکین ضرور چاہتا ہے۔

لیکن اگر سائنسی اور علمی نگاہ سے دیکھا جائے اور بخاروں کو ان کے اپنے رنگ میں دیکھا جائے کہ بخار دراصل تعفن اور خمیر کی حرارت کے لطیف اور غیر مرئی بخارات (گیسز) ہیں اور ان لطیف اور غیر مرئی بخارات کو عربی زبان میں اگر جن کہتے ہیں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ بخار کو اگر جن کا نام دے دیا جائے تو کچھ غلط بھی نہیں ہے۔ رہا ان کے نکالنے اور دور کرنے کا علاج وہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ہر زمانے میں طریق علاج بدلتا رہا ہے۔ جوں جوں حقیقت سامنے آتی گئی ہے، عمل بھی علم کے تحت بدلتے رہے ہیں۔ اسی طرح اگر بھوتوں کے خوف اور جادو اور ٹونہ کے وسواس اور

خدشات کو بھی اگر مؤثر و منتج خیال کر لیا جائے تو امراض خصوصاً بخاروں کا پیدا ہو جانا کوئی اُمید از قیاس نہیں۔ بلکہ روزانہ تجربات سے یہ امر ثابت ہوتے رہتے ہیں۔

ان حقائق کی طرف اس لئے اشارہ کیا گیا ہے تاکہ بخار کی تاریخ کے ساتھ اس کی وسعت کا اندازہ بھی ہو سکے۔ دوسرے نفسیاتی قسم تو ہم پرست مریضوں کے احساسات اور ادراکات کو بھی ضرور مدنظر رکھنا چاہئے۔ جب کہ توہم اور جذبات کے ڈانڈے وجدان اور عقل سے ملتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ بخار دراصل جن ہی ہیں، لیکن اس امر سے انکار نہیں ہے۔ جن ضرور ایک لطیف غیر مرئی طاقت اور مخلوق ہے، جس کی مشابہت سادہ قسم کے بخار اور دھواں سے بیان کی جاتی ہے۔ قبل از تاریخ جس قسم کے مریضوں کی زیادتی معلوم ہوتی ہے وہ بخاروں میں مبتلا ہیں۔ ممکن ہے بخار کا نام جن ہی باقی امراض کو دے دیا گیا ہو۔ آج بھی اچھے اچھے سمجھدار لوگ تپ دق اور دردوں سے آنے والے مسلسل بخاروں کو جن بھوت کا اثر خیال کرتے ہیں۔ ہم اس امر سے انکار نہیں کرتے کہ وہ حقیقت کے کس قدر قریب ہیں۔ لیکن اس امر کا ہمیں پختہ یقین ہے کہ وہ لوگ حقیقت سے بے خبر ہیں۔ ان کو نہ بخار کی ماہیت کا علم ہے اور نہ ہی جن کی حقیقت کا علم ہے۔ لیکن اس امر کو تسلیم کرنا پڑے گا، ہزاروں سالوں کے بعد بھی انسان کے تحت الشعور کا اثر اس کی نسل میں برابر منتقل ہو رہا ہے یا یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ اپنی ہر مرض کو غیب کی طاقت کی طرف لے جاتا ہے۔ جس کی ابتداء جن ہیں اور جنکی انتہاء وحدۂ لاشریک ہے۔

جنات کی طرح انسانی جذبات خصوصاً اور غم بھی اپنے اندر اس قدر طاقت رکھتے ہیں، جن سے جسم و روح پر غیر معمولی اثر پڑتا ہے۔ ان سے امراض خصوصاً بخار ہو جانا تو معمولی بات ہے بے شدت خوف اور غم سے اکثر موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جادو ٹونہ اور بھوت پریت کا خوف واثر اور وسواس وخدشہ انسان میں شدید خوف اور غم کا باعث بن کر اس کو امراض خصوصاً بخار میں مبتلا کر دیتا ہے۔

روزانہ زندگی میں دیکھا جاتا ہے کہ بچے ڈر اور غم کی وجہ سے بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایسے بچوں کا علاج اکثر دم، جھاڑ اور تعویز گنڈوں سے کیا جاتا ہے۔ خصوصاً ایسے بچوں کے علاج تو ضرور اسی قسم کے کرائے جاتے ہیں جو خواب میں یا کسی تنہائی اور سنسان جگہ میں ڈر کر بخار میں مبتلا ہو گئے ہوں۔ اکثر کمزور دل مردوں اور عورتوں کا گزر قبرستان، مسان اور غیر معمولی تنہائی اور سنسان جنگل سے ہوتا ہے تو وہ ڈر جاتے ہیں، یا ان کے مسرت ولذت کے جذبات کی تسکین نہ ہو یا ان کے خواہشات نفسانی کی تکمیل نہ ہو تو یقیناً غم وغصہ میں مبتلا ہو کر مسلسل امراض خصوصاً بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حیرت کا مقام یہ ہے کہ ان کا علاج جس قدر جلد دم جھاڑ اور تعویز گنڈوں اور دعاء وصدقات سے ہوتا ہے، علاج معالجہ سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بعض دفعہ علاج معالجہ سے امراض اور بخاروں میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان لوگوں میں اعتقاد اور یقین اسی قسم کے علاج پر ہوتا ہے اور یہ تو ایک بڑی حقیقت ہے کہ روحانی علاج کو مادی علاج کے مقابلے میں ایک بہت بڑی طاقت سمجھا گیا ہے۔ جب تک روحانی علاج کو ایک بہت بڑی طاقت سمجھا جائے گا، عوام کیا خواص بھی مادی علاج کی نسبت روحانی علاج کو افضلیت اور فوقیت دیتے رہیں گے۔

آج کل کے سائنسی اور علمی دور میں بھی تعویذ گنڈے دینے والوں اور دم جھاڑا کرنے والوں اور نجوم اور رمل کو جاننے والوں کے مطب بھرے ہوئے ہیں۔ ان میں اگرچہ عورتوں کی کثرت ہوتی ہے یا عورتوں کے امراض اور بخاروں کے لئے مرد آئے ہوتے ہیں۔ جن میں اکثر معقول قسم کے لوگ نظر آتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج کل کوٹھی کاروں کے مالک اور بہت بڑے بڑے بزنس کرنے والے تو ہماتی ونفسیاتی، خواہشاتی اور جذباتی امراض اور بخاروں میں زیادہ مبتلا ہیں۔ اکثر آرام بھی ان ہی طریق علاج سے پاتے دیکھا ہے۔

بخار خصوصاً تپ دق اور باری کے بخاروں میں مبتلا لوگوں کو جن میں اکثریت عورتوں اور بچوں کی اکثریت ہے۔ تعویز گنڈے کا استعمال

ہو رہا ہے۔ پیسے جا رہے ہیں جسم کے کسی حصہ پر تعویذ باندھے ہوئے ہیں۔ دھونی لی جا رہی ہے۔ درختوں پر تعویز لٹکائے جا رہے ہیں۔ جھاڑیوں اور چوراہوں میں چولہوں میں پھینکے جا رہے ہیں۔ چولہے کے نیچے دبائے جا رہے ہیں۔ سیاہ مرغ یا سیاہ بکرے کی قربانی دی جا رہی ہے یا سرخ کپڑا اور ساتھ سات قسم کے اناج دیئے جا رہے ہیں۔ سات کنوؤں یا نہروں کے پانی یا کسی خاص کنویں یا چشمے سے نہایا جاتا ہے۔ ایسا بھی سنا گیا ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے بالکل الف ننگا ہو کر اگر پیپل، بوہڑ یا کسی خاص درخت کو گلے ملا جائے اور اس کو کہا جائے کہ میرا بخار لے لو تو بخار اُتر جاتا ہے۔ اسی طرح تعویز لکھوا کر چاٹنا صبح روزانہ تلسی کے درخت کو پانی دینا یا بوہڑ کے درخت کی جڑوں پر آٹا ڈالنا وغیرہ غرض بے شمار ایسے ایسے طریقے آج بھی پائے جاتے ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ قبل از تاریخ طب بھی اس قدر توہم پرستی اور نفسیاتی امراض میں لوگ مبتلا نہ ہوں گے اور نہ ہی توان کے جذبات خواہشات اس قدر شدید ہوں گے۔ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ امراض کی حقیقت سے واقف نہ تھے اور ان کا علاج کراتے تھے۔ مگر آج کل کے ایسے لوگ امراض کی حقیقت کو جانتے ہوئے بھی نفسیاتی و جذباتی اور خواہشاتی امراض میں اس قدر کثرت سے مبتلا ہیں کہ ان کے لئے علم و حکمت اور سائنس اور طب کی ترقیاں بالکل بے معنی بن کر رہ گئی ہیں۔

طبی تاریخ کا دور

طب و حکمت اور فلسفہ کا دور تو بابل، نینوا اور ہندو چین کی تہذیبوں میں شروع ہو گیا تھا۔ مگر ان علوم کی باقاعدہ تاریخ یونانی تہذیب و تمدن میں مرتب کی ہیں۔ حکیم بقراط پہلا معالج ہے جس نے ان علوم کو باقاعدہ مرتب کیا۔ اس سے پہلے تمام زمانوں میں بخار کا باقاعدہ ذکر ملتا ہے اور بخاروں کو مذہب اور جادو سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اس دور سے قبل بابل، نینوا، ہندو چین اور مصر وغیرہ تہذیبوں میں اگرچہ امراض و بخار کا علاج ادویات سے کیا جاتا تھا۔ لیکن یہ معالج صرف مذہبی راہ نما ہوا کرتے ہیں اور علاج معالجہ بھی مذہب کا ایک حصہ سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آیورویدک مذہب کا ایک حصہ ہے۔ اگرچہ آج کل کسی ایک وید کا مذہبی آدمی ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ غیر مذاہب کے لوگ بھی آیورویدک طریق علاج بڑی کامیابی سے کر رہے ہیں۔ میری رائے ہے کہ علاج معالجہ مذہب کا ہی ایک حصہ ہونا چاہئے۔ اور قوانین مذہب کو عوام کے ذہن نشین کرانا چاہئے کیونکہ مذہب کے تقدس و پرہیزگاری اور خوف و ہیبت کا اثر جو جسم و روح پر پڑتا ہے وہ صرف علم و سائنس سے نہیں پڑتا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اسلام میں مذہب وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں پرہیزگاری اور پاکی ختم ہوتے ہیں۔

اگر پرہیزگاری اور پاکی کا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو اس پر پورا علم الابدان مرتب ہو سکتا ہے ان امور سے ثابت ہوتا ہے کہ پرہیزگاری اور پاکی کے بعد امراض اور بخار وغیرہ کی کوئی صورت جسم میں باقی نہیں رہ جاتی۔ میری خداوند کریم سے دعا ہے کہ مجھ کو عزت بخشیں کہ میں اسلام کی پرہیزگاری اور پاکی کے قوانین اور اصولوں پر علم الابدان اور علم طب مرتب کر سکوں۔ پھر اہل علم اور صاحب فن اندازہ لگا سکیں گے کہ فرنگی طب نہ صرف غلط طریقہ علاج ہے بلکہ صحیح قسم کی تہذیب و تمدن اور صالح معاشرہ و مجلسی زندگی کے لئے کس قدر خطرناک اور نقصان رساں بھی ہے۔

آیورویدک دور اور بخار

حیرت کا مقام ہے کہ آیورویدک جسم کی اصلاح اور امراض کی شفا کے لئے ایک مذہبی طریق علاج ہے۔ مگر اس میں سے مذہبی تقدس اور پاکی اور پرہیزگاری ختم کر دی گئی ہے۔ جس سے ایک الہامی طریق علاج کو مادی طریق علاج میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس میں چھوت چھات کا جو اصول تھا جس کے معنی پاکی و پرہیزگاری کے ہیں، اس کو غلط شکل دے کر انسانوں سے چھوت چھات شروع کر دی۔ اور انسانوں کی طبقہ بندی کا آغاز کر دیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکی اور پرہیزگاری کی اصل روح فنا ہو گئی۔ اور پنڈت اور اونچے درجے کے لوگ ہر قسم کی پاکی

اور پرہیزگاری سے آزاد ہو کر دُنیا بھر کی برائیوں میں مبتلا ہو گئے۔ اپنی برائیوں کو چھپانے کے لئے ان پنڈتوں اور اونچے طبقہ کے لوگوں نے چھوت چھات کا رُخ ادنیٰ طبقہ کے ہندوؤں اور غیر ہندوؤں سے شروع کر دیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہزاروں سالوں سے ہندوؤں میں طبقاتی جنگ اور ہندو مسلم فساد کا سلسلہ چلا آتا ہے۔

باوجود مہاتما گاندھی اور ان کے ساتھیوں کی کوشش سے ہندوستان میں چھوت چھات ختم نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چھوت چھات کو اس کا صحیح مقام نہیں دیا گیا۔ بلکہ صرف یہ تلقین کی گئی ہے کہ تمام انسان ایک خدا کی پیداوار ہیں اور آپس میں بھائی بھائی ہیں اس لئے چھوت چھات نہیں کرنی چاہئے۔ لیکن ہندوستان کو ایک ایسے لیڈر کی ضرورت ہے جو عوام کو چھوت چھات کا صحیح مقام سمجھائے اس طرح ان میں غلط قومی و ملکی اور لسانی توہمات و جذبات اور خواہشات و اثرات ایک دم دور ہو جائیں گی۔ وہ صحیح معنوں میں ہندی یا آرین قوم بن جائے گی اور اس وقت ان کا کوئی مذہب بھی ہوگا جبکہ آج کل کی ہندو قوم مادر، پدر آزاد اور مذہب کے نام سے بیزار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ یا فرنگی ذہن کے غلام ہیں کیمونسٹ ہوتے جا رہے ہیں۔ قومی و ملکی اور لسانی زور صرف زبانی و تخریبی ہے تعمیری نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان بن گیا ہے۔ اور اگر کوئی صحیح معنوں میں لیڈر نہ ہوا تو ہندوستان بہت جلد حصوں میں تقسیم ہو جائے گا۔

ان حقائق سے ثابت ہوا ہے کہ پاکی اور پرہیزگاری اور تقدس ایسے امور ہیں جن کا تعلق علم الابدان اور طب سے ہے۔ جب تک یہ صورتیں کامیاب نہ ہوں تو صحت اور معاشرتی نظام کامیابی سے نہیں چل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں افضل و اعلیٰ اور محترم انسان کی تعریف اس طرح کی گئی ہے ﴿ اکرمکم عنداللہ اتقاکم ﴾ ''تم میں سب سے مکرم وہ ہے جو انتہائی پرہیزگار ہے''۔

ذرا اکرم کے لفظ پر بھی غور کریں، دوسروں پر بہت زیادہ بخشش کرنے والا۔ یعنی سوسائٹی کا خدمت گزار۔ ایک طرف انتہائی پرہیزگار اور دوسری طرف انتہائی خدمت گزار۔ گویا ہر حیثیت سے پرہیزگار اور خدمت گزار جس میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور رضا بھی شریک ہو۔ گویا صحت اور معاشرہ میں اعلیٰ قدریں رکھنے والا۔ اگر ایسے انسانوں کی زیادتی ہو جائے تو دُنیا جنت بن سکتی ہے مگر فرنگی طب نے ایسی تہذیب و تمدن اور ثقافت و اخلاق پیدا کیا ہے جس میں پاکی اور پرہیزگاری تو رہی ایک طرف مذہب اور نیکی کو معاشرہ سے نکال کر باہر پھینک دیا ہے۔ اب ننگی انسانیت شرم سے سر جھکائے کھڑی ہے۔ ایسی طب انسانی جسم اور روح کا کیا مداوا کر سکی ہے۔

یونانی دور کے بعد اسلامی دور میں بخار پر بہت زیادہ تحقیقات کی گئیں۔ اس کو نہ صرف جن بھوت اور جادو ٹونہ کے احساسات سے پاک کیا گیا بلکہ اس کے صحیح اسباب تلاش کئے گئے۔ اس کی صحیح صحیح علامات قائم کی گئیں۔ اور اس کو کئی اقسام میں تقسیم کر کے ان کا کامیاب علاج پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ آج کل فرنگی طب نے جو تحقیقات بخاروں کے متعلق پیش کی گئی ہے۔ وہ فرنگی طب کی بجائے طب یونانی کا فرنگی ترجمہ ہے۔ فرنگی طب تا حال اسلامی طب کو پورے طور پر سمجھ سکی ہے اور نہ ہی مکمل طور پر پیش کر سکی ہے۔

فرنگی طب اور بخار

فرنگی طب میں بخاروں کو بے حد اہمیت دی گئی ہے۔ بخاروں کے متعلق فرنگی میڈیکل سائنس کی تحقیقات کی گئی ہیں۔ بخاروں میں سے خاص طور پر ملیریا اور ٹی بی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ لیکن جہاں تک ماہیت مرض پیتھالوجی اور علاج (ٹریٹمنٹ) کا تعلق ہے وہ ناکام ہیں۔ آج تک نہ ملیریا کا کامیاب علاج ان کو مل سکا ہے اور نہ ہی ٹی بی کی حقیقت کا علم ہو سکا ہے (جس کے متعلق ہم فرنگی کو عرصہ تین سال سے چیلنج کر رہے ہیں) کیونکہ وہ مچھر اور جراثیم میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ البتہ ان کو یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ انہوں نے تجارتی پروپیگنڈہ سے اس قدر دولت کمائی ہے کہ اس

سے کئی ملک خریدے جا سکتے ہیں۔صرف کونین اور اس کے مرکبات کی آمدنی روزانہ لاکھوں پونڈ تک پہنچتی ہے۔سب سے بڑا فائدہ فرنگی کو بخاروں کی تحقیقات سے یہ پہنچا ہے کہ وہ جب پسماندہ ممالک کو قبضہ کر سکتا ہے یا کم از کم وہاں کے خام مال پر ہاتھ صاف کر جاتا ہے اس کے بعد اس کی تہذیب ننگی ناچنے لگی ہے اور روز بروز وہاں کا تمدن فرنگی ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

ایک چھوت چھات ہندو قوم کا ہے جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں، دوسری چھوت چھات فرنگی نے پیدا کی ہے۔ظاہرہ تو اس کی چھوت چھات متعدی امراض اور خوفناک جراثیم سے ہے، لیکن باطن میں اس کی چھوت چھات کالے آدمی (کلرڈ ین) سے ہے۔وہ اپنے آپ کو ان پر فوقیت دیتا ہے،لطف کی بات یہ ہے کہ وہ عیسائیت کی تبلیغ کرتا ہے اور مہذب بناتا اور دوسری طرف ملک پر قبضہ کر کے غلام بناتا ہے اور وہاں کی دولت پر قبضہ کرتا ہے۔لیکن طبقاتی پوزیشن بھی قائم رکھتا ہے۔مشرقی ممالک خصوصاً افریقہ میں اس قسم کے نظارے روزانہ دیکھنے میں آتے ہیں۔مشرقی ممالک اور افریقہ تک کیا منحصر ان کے اپنے یورپ میں اکثر ہوٹلوں اور مقامات پر اس امر کا سختی سے خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی رنگدار انسان وہاں نہ آنے پائے۔ان کے چھوت چھات کا یہ عالم ہے کہ عمر بھر یورپ میں رہنے اور ان کی لڑکی سے شادی کر لینے کے بعد بھی وہ کسی کو سفید فام قوم میں شامل یا تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔اس لئے ان سے طبقاتی علیحدگی رکھی جاتی ہے۔ہم یہ نہیں کہتے کہ مسلمانوں میں امیر غریب کا فرق اور طبقاتی صورتیں نہیں پائی جاتی ہیں۔ضرور پائی جاتی ہے۔لیکن ان باتوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اس چھوت چھات سے جہاں معاشرہ میں غصہ کا بخار پیدا ہوتا ہے،دوسری طرف چھوت چھات کرنے والے کے اندر نفرت کا بخار پیدا ہوتا ہے اور ان بخاروں کا زہر اس وقت تک نہیں اترتا جب تک طبقاتی جنگ نہ ہو اور خون کی ندیاں بہہ کر نفس اور آفاق کے لئے تسکین کا باعث ہو جاتی ہیں۔

چھوت اور متعدی بخار سے کسی کو انکار نہیں ہے، لیکن اس میں شدت اور جنون کی حد تک احساس تدارک انسان سے ہمدردی کو دور کر دیتا ہے اور انسان، انسان کا مداوا نہیں رہتا۔معاشرہ میں خود غرضی پیدا ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ بھائی سے بھائی بھاگتا ہے اور ماں اپنے بچے کو چھوڑ جاتی ہے۔ویسے بھی شاید کوئی انسان ایسا ہو جس کو کوئی نہ کوئی مرض کم وبیش نہ ہو۔پھر ایک کو دوسرے سے بیماری اور مشکل کے وقت دور رہنا اس دنیا کی تلخی کو زیادہ کرنا ہے۔اگر چھوت اور متعدی بخار اس قدر ہی خوفناک ہو تو جاننا چاہئے کہ ان میں زیادہ تر معالج گرفتار ہوتے جو شب و روز ایسے مریضوں کا علاج کرتے رہتے ہیں، یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی بخار یا مرض کبھی بھی کسی چھوت اور متعدی مادہ سے پیدا نہیں ہوتا۔جب تک کسی عضو میں خرابی پیدا ہو کر اس کی قوت مدافعت (امیونٹی) کمزور نہ ہو جائے، پاکی و پرہیزگاری اور خدمت گزاری کرنے والوں کی اکثر صحت درست رہتی ہے اور ان کی قوت مدافعت مرض ہمیشہ مقابلہ کے لئے تیار رہتی ہے۔

روزانہ زندگی اور بخار

بخار دُنیا کے ہر ملک اور ہر علاقہ میں پایا جاتا ہے، لیکن بعض بخار خاص خاص علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔جیسے موسمی بخار جو نمی والے علاقوں میں پایا جاتا ہے۔محرقہ انتہائی گرم علاقوں میں ہوتا ہے۔نمونیہ سرد اور پہاڑی علاقوں میں تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔اسی طرح بعض علاقوں میں خاص قسم کے کیڑے مکوڑے اور مکھی مچھر کے کاٹ لینے سے بخار ہو جاتا ہے۔یہاں تک کہ گھروں میں چوہوں کے کاٹ لینے سے ان کے زہر سے بخار چڑھ جاتا ہے۔

بخار عمر کے لحاظ سے بھی ہر عمر میں پایا جاتا ہے۔تازہ پیدا شدہ بچے سے لے کے سو سال سے اوپر کی عمر میں بھی پایا جاتا تھا۔پھر ان میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ فلاں بخار صرف بچوں میں پایا جاتا ہے۔اور فلاں صرف جوانوں اور بوڑھوں کے لئے مخصوص ہیں، البتہ بعض بخار بعض اعضاء کے ساتھ مخصوص کئے جا سکتے ہیں۔اور عمر کے جن حصوں میں ان اعضاء میں کمی بیشی ہے اس عمر میں وہ خاص بخار زیادہ پیدا ہوتے رہے ہیں

جیسے ٹی بی اکثر نوجوانوں میں پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس عمر میں نوجوان کو ایک خاص مقدار رطوبت کی درکار ہوتی ہے۔ جو ضعف اعصاب کی وجہ سے اکثر کم ہو جاتی ہے۔ نتیجہ اس کا ٹی بی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور جب یہ رطوبت پیدا کر دی جائے تو یہ بخار چھوڑ جاتا ہے۔ جس کے لئے میں نے اپنی تحقیقات ٹی بی شائع کر کے ساتھ شرطیہ نسخہ لکھ دیا ہے، اس سے عرصہ تین سال میں ہزاروں لوگ ٹی بی کے بخاروں کی اہمیت اور خوف سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔

فرنگی ڈاکٹر کا غلط علاج

جس قدر مریض پرانے بخاروں اور تپ دق کے نظر آتے ہیں، اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کا غلط علاج کیا گیا ہے۔ اور ان میں اکثر فرنگی ڈاکٹروں کے غلط علاج اور زہریلی ادویات کا نتیجہ ہیں۔ بنظرِ غور دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ پرانے بخاروں اور تپ دق بہت کم پتہ چلتا ہے کہ فرنگی ڈاکٹروں کی ہمارے ملک میں آنے سے پہلے کہیں کہیں لمبا اور پرانا بخار یعنی ٹی بی پایا جاتا تھا، اوّل یہ پیدا ہی نہیں ہوتا، اگر پیدا ہوتا تو ہمارے معالج اور ہماری ادویات اس کے لئے کارگر ثابت ہوتی تھیں۔ لیکن جب سے فرنگی علاج اور اس کی زہریلی ادویات کا زمانہ آیا ہے تقریباً ہر گھر میں پرانا بخار و کھانسی اور ٹی بی نظر آنے لگ گیا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ملک بلکہ دُنیا کو ٹی بی سے نجات اس وقت تک کسی اکسیر اور تریاق دوا سے نہیں مل سکتی جب تک کہ فرنگی ڈاکٹروں کے علاج اور ان کی زہریلی ادویات کو نہ چھوڑ دیا جائے، اس کی مثال بالکل شراب و چائے اور سگریٹ کے کثرت استعمال اور رات بھر ہوٹلوں، سینماؤں اور کلبوں میں جاگنے سے دی جا سکتی ہے کہ اس زندگی میں جو لذت اور مسرت ہے اس سے انکار نہیں ہے۔ لیکن اس زندگی سے جو صحت خراب ہوتی ہے، اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو اس زندگی میں گرفتار ہے۔ ایسے انسان کی خراب صحت کا علاج اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس زندگی کو بالکل نہ چھوڑ دے۔ ظاہر ہے وہ اس کا عادی ہو جائے گا۔ لیکن بہت جلد وہ خوفناک امراض میں گرفتار ہو کر ہارٹ فیلور سے مر جائے گا، اگر اس بات میں ذرا بھر مبالغہ محسوس ہو تو ایسے لوگوں کی زندگیوں کو خود قریب سے دیکھا جا سکتا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں بھی یہی نتائج نکل رہے ہیں اور وہ مجبور ہو گئے کہ ایسی زندگی کے ساتھ ساتھ تیز و زہریلی اور منشی ادویات کو فوراً روک دیا جائے جس قدر ٹی بی یورپ و امریکہ اور دیگر سائنسی ملکوں میں ہے۔ ایسے ممالک جن کو یورپ و امریکہ میں بھی یہی نتائج نکل رہے ہیں اور وہ مجبور ہو گئے کہ ایسی زندگی کے ساتھ ساتھ ہارٹ فیلور کے واقعات ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہارٹ فیلور تو نتیجہ ہے امراض کو تیز و زہریلی اور منشی و فوری طور پر روکنے کا۔ مرض رُک جاتا ہے۔ مرض دورانِ عروق رہ جاتا ہے۔ جس کا سیدھا اثر قلب پر پڑتا ہے اور اس کے افعال بگڑ جاتے ہیں اور مریض ہارٹ فیلور سے اپنی قیمتی جان کو ضائع کر دیتا ہے اس لئے ٹی بی کے اثر سے بچاؤ کی یہی صورت ہے کہ فرنگی علاج اور فرنگی ادویات کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا جائے۔ پھر معمولی معمولی ادویات کے استعمال سے بھی ٹی بی سے رہائی مل سکتی ہے۔

بخار کی وسعت کا اندازہ اس طرح بھی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ انسانوں کے علاوہ پرند و چرند اور وحشی جانوروں تک پایا جاتا ہے۔ لیکن پالتو جانوروں اور پرندوں میں جنگلوں کی نسبت بخار کی زیادتی پائی جاتی ہے۔ لیکن بعض بخار جانوروں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اور بعض جانوروں میں بعض بخار قطعاً نہیں پائے جاتے۔ مثلاً پالتو جانوروں میں گائے کو کثرت سے ٹی بی ہوتی ہے، مگر بکری اور بھینس پر اس کا بالکل اثر نہیں ہوتا اور بکری میں یہ خوبی ہے کہ اس کا گوشت اور دودھ ٹی بی کو دور کرنے کے لئے اکسیر کا اثر رکھتا ہے۔ گھریلوں پرندوں میں مرغ و تیتر، بطخ و بٹیرو اور کبوتر اور طوطے وغیرہ بھی بخاروں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور چونکہ ان کے علاج کی طرف خاص توجہ نہیں دی جاتی اس لئے وہ چند دنوں میں انتہائی کمزور ہو کر مر جاتے ہیں۔ بوجھ لادنے والوں اور محنت کرنے والے جانوروں میں بخار بہت کم پایا جاتا تھا۔ لیکن جب وہ گرفتار ہو جاتے ہیں تو بہت مشکل سے جانبر ہو سکتے ہیں۔ ان جانوروں میں گھوڑے، گدھے اور اونٹ خاص طور پر شریک ہیں۔ کتوں اور بلیوں کو جب یہ مرض لاحق ہوتا ہے تو اکثر

پاگل ہوجاتے ہیں یا خشک کھانسی میں مبتلا ہوکر مدت تک کھانس کھانس کر مرجاتے ہیں۔خنزیروں اور بندروں میں بخار بہت زیادہ پایا جاتا ہے،اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے جسم میں متعفن رطوبات اور مادے بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں۔جولوگ ان کا گوشت کثرت سے کھاتے ہیں،وہ بھی اکثر نزلہ اور زکام میں گرفتار رہتے ہیں اور ان ہی امراض میں مرجاتے ہیں۔یہ حقیقت ہے کہ سوراور بندر کے گوشت سے انسان دائم المریض رہتا ہے اور عمر کم ہوجاتی ہے۔

بخار ان لوگوں میں زیادہ پایا جاتا ہے جو زیادہ کھاتے ہیں اور آرام زیادہ کرتے ہیں جو خوش خوراک اچھے اچھے کھانوں کا شوق رکھتے ہیں،وہ اکثر بخاروں میں مبتلا رہتے ہیں،جاننا چاہئے کہ تبخیر معدہ بھی ایک قسم کا ہلکا بخار ہے۔جس کو طبیعت مدبرہ اخراج بدن کرنے کے لئے جسم میں پھیلا نہیں سکی۔اگر تبخیر معدہ کا علاج مقوی معدہ اور دافع ریاح کی بجائے بخاروں کے اصول پر کیا جائے تو چند دنوں میں حیرت انگیز فائدہ ہوتا ہے۔خوش خوراکی ایک اچھا شوق ہے،کیونکہ اچھی تہذیب اور اعلیٰ تمدن کی علامت ہے۔اس سے انسان کے معیار زندگی کا اندازہ لگتا ہے۔لیکن روزانہ اچھے اچھے کھانوں کو پکوا پکوا کر کھاتے رہنا کوئی اچھا جذبہ نہیں ہے۔اس کی حیثیت نفسانی خواہش سے زیادہ نہیں ہے۔خوش خوراکی کا مقصد صرف یہ ہے کہ لذیذ ولطیف،خوش ذائقہ اور قسم قسم کے کھانوں کی تمیز ہونی چاہئے جیسا کہ ایک ماہر باورچی جانتا ہے اور دوسروں کے لئے پکاتا ہے۔لیکن خود روزانہ زندگی میں پکا پکا کر نہیں کھاتا۔**حکیم رازی نے لذیذ وخوش ذائقہ کھانوں اور حسین دوشیزاؤں کے کثرت استعمال سے روکا ہے۔ان سے تبخیر پیدا ہوتی ہے اور عمر گھٹتی ہے۔**

بخار کے متعلق اگر تحقیقی حقائق اور تاریخی وسعت اور اہمیت کو سامنے رکھا جائے تو اس تکلیف کا ایک اچھا خاصا تصور حقیقت بن کر سامنے آجاتا ہے کہ اگر جسم میں حرارت اور رطوبت کا توازن صحیح ہے تو کوئی شخص اس مرض میں گرفتار نہیں ہوسکتا اور جب یہ توازن ختم ہوجاتا ہے تو جسم کے کسی حصے یا عضو میں دورانِ خون کی بے قاعدگی یا اجتماع خون یا سوزش پیدا ہوکر ایک عارضی حرارت پیدا ہوجاتی ہے۔جس کو ہم بخار کا نام دیتے ہیں اور جو شخص بھی اپنے جسم کی حرارت اور رطوبت کے توازن کو رکھ سکے گا۔وہ نہ صرف خود اس مرض سے محفوظ رہے گا بلکہ دوسروں کی بھی اس مرض سے حفاظت کرے گا۔یہ ایک ایسا قانون ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نہ تو اس کو چھوت چھات کا ڈر رہے گا اور نہ وہ ہزاروں اقسام کے جراثیم اور خوردبینی اجرام سے خوف زدہ رہ سکتا ہے۔یہ بھی زندگی کا ایک بہت بڑا سکون ہے۔

حیرت کا مقام یہ کہ یہی بخار جو قبل از طبی تاریخ بھوت پریت اور جناتی اثر سمجھا جاتا تھا۔اب آیورویدک کے زمانے میں ایک مرض قرار پا گیا۔جس کا سب سے بڑا سبب نیکی اور اخلاق قرار دیا گیا۔طب یونانی کے دور میں مذہب واخلاق اور نفسانی اثر سے نکال کر اس کو خالص جسمانی اور مادی قرار دے دیا۔اسلامی دور کی تحقیقات نے اس کی حقیقت کو کمال پر پہنچادیا کہ بخار مرض نہیں ہے بلکہ ایک علامت ہے۔جو جسم کے کسی عضو کی خرابی ہے،جب خون کے مزاج میں توازن قائم نہ رہے تو بخار پیدا ہوجاتا ہے۔لیکن فرنگی طب کی ترقی معکوس نے اس کو پھر جراثیم اور ان دیکھی مخلوق جراثیم بغیر خوردبین کے نظر نہیں آسکتے،ہر وقت کوئی خوردبین نہیں لگائے پھرتا کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے بخار اور دیگر امراض کے جراثیم سے بچتا پھرتا اس لئے ان دیکھی مخلوق کا تصور بھوت پریت اور جناتی اثر سے زیادہ بعید نہیں۔فرق صرف نام کا ہے بھوت پریت اور جناتی اثر نہ کہا جراثیمی اثر کہہ دیا۔علاج میں بھی وہی مشابہت ہے وہ لوگ دم جھاڑ اور تعویز گنڈے استعمال کرتے ہیں اور یہ قاتل جراثیم ادویہ اور تدابیر استعمال کراتے ہیں۔لیکن جہاں تک بخاروں کا تعلق ہے وہ دونوں صورتوں میں اپنی جگہ قائم رہتے ہیں۔مگر پیر فقیر اور فرنگی ڈاکٹر کی جھولی حلوہ مانڈہ سے بھری رہتی ہے۔

حمیات کی حقیقت ان کی پیدائش اور اقسام

تعریف

''حمیات'' جمع ''حمی'' کی جس کو فارسی میں تپ، ہندی میں بخار اور انگریزی میں فیور (Fever) کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کی عارضی اور غیر معمولی حرارت ہے، جو خون کے ذریعے قلب سے شرائین و عروق اور خون و روح کے توسط سے تمام بدن میں پھیل جاتی ہے۔ جس کے مشتعل ہونے سے افعال بدن میں تحلیل اور ضعف پیدا ہوتا ہے اور ان کے طبعی افعال میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ غصہ و لذت، گرم اغذیہ اور اشیاء اور ورزش اور تکان سے بھی حرارت جسم بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اس قسم کی پیدائش حرارت کو بخار میں شریک نہیں کرتے۔ اگرچہ ظاہر میں اس قسم کی پیدا شدہ حرارت بھی عارضی اور غیر معمولی ہوتی ہے۔ لیکن یہ حرارت غیر از جسم نہیں ہوتی بلکہ حرارت اصلیہ ہوتی ہے جو خاص وجوہات سے جسم میں کسی حصہ میں اکٹھی ہو جاتی ہے۔ جس کو اخراج کی خاطر طبیعت مدبرہ بدن قلب کے ذریعے جسم میں بخار کی صورت میں پھیلا دیتی ہے۔ اور وہ سبب رفع ہو جانے کے بعد فوراً رفع ہو جاتی ہے۔

شیخ الرئیس بوعلی سینا اپنی کتاب القانون میں لکھتے ہیں کہ بخار ایک عارضی حرارت کا نام ہے جو پہلے قلب میں بھرتی ہے، اور قلب سے روح و خون اور شرائین کے ذریعے تمام بدن میں پھیل جاتی ہے۔ جس سے یہ حرارت تمام بدن میں اس طرح بھڑک اٹھتی ہے کہ بدن میں ضرر پیدا ہو جاتا ہے۔ غصہ اور تکان کی حرارت اس درجہ تک نہ پہنچی ہو کہ طبعی افعال میں آفت پیدا کر دے۔

شیخ الرئیس کے اس قول پر کہ ''بخار ایک عارضی حرارت ہے'' صاحب شرح اسباب علامہ نفیسی تشریح کرتے ہیں کہ ''یہ حرارت عارضی اس لحاظ سے ہے کہ نہ یہ بدن کے بنانے میں داخل ہے اور نہ یہ بدنی ماہیت کا کوئی جز ہے۔ بلکہ یہ بدن میں فضلات اور مواد کے اکٹھا ہونے کے وقت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ فضلات جب اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ان میں فطرتی طور پر حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے اشتیاق سے فضلات متعفن اور گندے ہو جاتے ہیں۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ ہم بیرونی فضلات میں اس طرح دیکھتے ہیں۔

بخار کو عارضی حرارت کہنے سے بدن کی اصلی حرارت اس سے الگ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اصل حرارت بدن کے بنانے میں داخل ہے، جو بدن کا ایک حصہ اور اس کا ایک جزو ہے۔ کیونکہ جب تک بدن قائم ہے یہ حرارت بھی بدن کے اندر رہتی ہے۔ یہ حرارت انسانی بدن سے بحالت صحت اور مرنے کے بعد بھی جب تک بدن قائم رہتا ہے، الگ نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ برف کے اندر دبانے کے بعد بھی بدن انسان سیاہ اور متعفن ہو جاتا ہے''۔ مقصد یہ ہوا کہ ''بخار ایک حرارت غریبہ ہے جو بدن میں فضلات اور مواد کے اجتماع اور تعفن سے پیدا ہوتی ہے''۔ علامہ قطب الدین شیرازی بھی شیخ الرئیس کے اس قول کی تائید کرتے ہیں کہ حرارت بخار کسی صورت میں حرارت اسطقیہ (حرارت عنصری یا حرارت منویہ) نہیں ہے بلکہ اجتماع فضلات میں تعفن کی وجہ سے ایک جدا قسم کی حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔

ماہیت بخار

بخار کی ماہیت کو صحیح طور پر ذہن نشین کرنے کے لئے اول ضروری ہے کہ اصلی حرارت اور عارضی حرارت کی حقیقت ضرور معلوم کر لی جائے، اور دونوں کے فرق کو سمجھ لینا چاہئے۔ کیونکہ یہ بھی ایک ایسا مسئلہ ہے جو طب قدیم کے زمانے سے لے کر اس وقت تک نہیں سمجھا گیا۔ اسلامی طب کے زمانے میں اس مسئلہ کو بہت حد تک سلجھانے کی کوشش کی ہے۔ مگر حقیقت پر پورے طور پر پردہ اُٹھ نہ سکا۔ لیکن فرنگی طب نے باوجود اس کے کہ حرارت کی اصلیت اور اس کے افعال پر بہت بحث کی ہے، بلکہ بال کی کھال اُتاری ہے، اور اس پر بے شمار طویل کتب لکھی ہیں۔ مگر جہاں تک بخار کی حرارت کا تعلق ہے، اس مسئلہ کو الجھا کر رکھ دیا ہے، اس لئے بخار کی حقیقت اور اس کا صحیح علاج کا بھی پردہ راز میں ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ فرنگی طب جو اپنی ماڈرن سائنس پر ناز کرتی ہے، ایک طرف تو بخار کو حرارت جسم کا حد اعتدال سے زائد ہونا تسلیم کرتی ہے، اور اس کے پیمانے کے مطابق اس کا حد اعتدال (98-4 درجہ فارن ہیٹ) ہے۔ جس کی وجہ نظام جسم کا بگڑ جانا بتلاتی ہے اور دوسرے جراثیم کے زہروں کو بخاروں کی پیداوار بتلاتی ہے۔ گویا مشینی (مکینیکلی) اور کیمیاوی (کیمیکلی) طور پر دونوں صورتوں میں تسلیم کرتی ہے۔ مگر جہاں تک علاج کا تعلق ہے وہ نہ صرف نام بلکہ بخاروں کی حقیقت سے بالکل لاعلم ہے۔

حرارت کیا ہے؟

حکماء متقدمین نے حرارت یا آگ کو ایک عنصر یا ارکان اربعہ کا جزو مانا ہے۔ اور ارکان کی تعریف یوں کی ہے" وہ اجسام بسیط اور بدن انسان وغیرہ کے لئے اجزاء اولیہ ہیں جن کی دیگر اجسام مختلف الصورت اور طبائع میں تقسیم ہونا ناممکن ہے"۔ اس کی کیفیت حرارت کو چھو کر معلوم کی جا سکتی ہے۔ حرارت کے کچھ افعال یہ ہیں کہ وہ رطوبات کو بخار بنا کر اڑا دیتی ہے اور اجزاء ارضیہ کو خشک کر کے چھوڑ دیتی ہے۔ لیکن جو اشیاء اور مادے قابل جلنے کے ہیں، ان کو جلا دیتی ہے۔ جو مادے نہ پورے طور پر بخارات بنتے ہیں اور نہ جلد خشک ہوتے ہیں اور نہ جل اٹھتے ہیں، وہ اس سے متعفن ہوتے ہیں اور سڑنے لگ جاتے ہیں۔ بہر حال حرارت سرگرم عمل رہتی ہے۔

متقدمین میں حکماء نے حرارت کو مادی جسم قرار دیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی چیز گرم ہو جاتی ہے تو مادی حرارت اس کے اندر گھس جاتی ہے۔ اٹھارویں صدی تک یہی خیالات حکماء فرنگ میں رائج رہے، لیکن اس کے بعد ان خیالات نے ایک اور صورت اختیار کر لی، یعنی نئے تجربات کئے گئے، جن میں ثابت کیا گیا کہ جب چیز گرم کی جاتی ہے یا جلائی جاتی ہے تو اس میں جلانے والی چیز خارج سے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ اس چیز کا نام فلوجسٹن رکھا گیا۔

اس کے ثبوت میں جلی ہوئی شے کی راکھ، بخارات وغیرہ کا مجموعہ وزن پیش کیا گیا۔ جو اصل سے زیادہ پایا گیا، زیادتی کو حرارت کا وزن خیال کیا گیا، اس کے بعد اس خیال کی یوں تشریح کی گئی کہ اشیاء کا وزن جو جلنے کے بعد بڑھ جاتا ہے، وہ آکسیجن کا ہوتا ہے نہ کہ حرارت کا۔ اور یہ بھی تسلیم کیا گیا کہ اگرچہ کسی چیز کے ساتھ آکسیجن کا وزن ملنے کے بغیر حرارت پیدا نہیں ہو سکتی مگر آکسیجن اور حرارت کو جدا جدا شے سمجھا گیا ہے۔

عنصری حرارت کے علاوہ حرکت اور ٹکراؤ سے بھی حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے حکماء متاخرین نے حرارت کو دیگر قوی کی طرح از قسم حرکت تسلیم کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حرارت سے تحریک پیدا ہو کر حرکت پیدا ہوتی ہے بجلی اس کا زندہ ثبوت ہے۔ اسی طرح جب دو اقسام آپس میں رگڑ کھاتے ہیں تو گرم ہو جاتے ہیں اور ان میں حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ ابتداء میں انسان نے آگ اسی طرح پیدا کی تھی۔

حرارت کے ان حقائق کو سمجھنے کے بعد اب جاننا چاہئے کہ جسم انسان میں اصلی حرارت کیا ہے اور عارضی حرارت کس کو کہتے ہیں۔ جس سے جسم میں بخار پیدا ہوتا ہے۔ اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ جہاں تک حرارت کی گرمی کا تعلق ہے شاید اس میں کوئی فرق نہ کیا جا سکے، البتہ جہاں تک حرارت میں تبدیلیوں کا تعلق ہے ان سے بہت سے حقائق سامنے آ جاتے ہیں۔ جس سے انسان حقیقت کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

اصل حرارت اور عارضی حرارت

اصلی حرارت جو عنصری حرارت ہے اس کو حرارت غریزہ کہہ سکتے ہیں، کیونکہ وہ اس کے اندر عنصری حرارت کا مناسب جزو ہوتا ہے۔ جس کے متعلق حکماء کا خیال ہے کہ وہ ایک گرم تر لطیف جوہر ہے۔ جس کا کام جلانا، سڑانا اور خشک وخراب کرنا نہیں ہے بلکہ تمام طبعی کاموں میں مدد کرنا ہے۔ جب نطفہ میں جان ڈالی جاتی ہے، اسی وقت یہ جوہر قدرت کی طرف سے نطفہ میں عطا ہوتا ہے جو تا زیست قائم رہتا ہے۔ اور جب جان نکلتی ہے تو یہ جوہر الگ ہو جاتا ہے۔ یہی جوہر بدن میں ہر وقت حرارت پھیلاتا رہتا ہے۔ اور قلب اور شرائین کے ذریعے تمام بدن میں پھیلاتا ہے۔ مگر متاخرین کا خیال ہے کہ بدن حرارت کا دارومدار غذا اور تنفس پر ہے۔ غذا کا کچھ حصہ ایندھن کے طور پر جل کر حرارت پیدا کرتا ہے۔ جو خون کے ذریعے تمام بدن میں پھیل جاتی ہے۔ [مزید معلومات کے لئے ''تحقیقات اعادہ شباب'' کا مطالعہ کریں]

حرارت عارضی کو حرارت غریبہ بھی کہتے ہیں، بدن کی عارضی گرمی سے مراد وہ گرمی ہے جو عارضی طور پر فضلات اور مواد کے تعفن سے پیدا ہوتی ہے یا حرکت ودھوپ اور غذاؤں اور دواؤں سے پیدا ہوتی ہے۔ جس کی زیادتی سے بدن میں جلنا و خشکی اور تعفن اور ضرر پیدا ہوتا ہے۔

حرارت غریزیہ اور حرارت غریبہ کا فرق

حرارت غریزیہ کو بخارات اور حرارت غریبہ کو دخان سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ حرارت غریزہ کا مزاج گرم تر اور اس کے مقابلے میں حرارت غریبہ کا مزاج گرم خشک ہے۔ اگر اول الذکر کی کیمیاوی ترکیب میں کھاری پن (الکلی) زیادہ ہے تو ثانی الذکر کی کیمیاوی ترکیب میں تیزابیت (ایسڈیٹی) زیادہ پائی جاتی ہے۔ اگر یہ باعث سوزش ہے تو اول الذکر دافع سوزش ہے۔ اگر جسم انسانی قلب کو حرارت کا مسکن اور منبع قرار دیا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ قلب کے دائیں اذن اور بطن میں حرارت غریبہ قائم ہے جہاں سے شش کے ذریعے تبرید اور تسکین ہوتی رہتی ہے۔ گویا صفائی یا حرارت غریزیہ میں تبدیلی کے لئے پھیپھڑوں میں چلی جاتی ہے اور تبدیلی کے بعد اپنے مقام بائیں قلب میں پہنچ جاتی ہے انتہائی آسانی سے سمجھانے کے لئے اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے کہ حرارت غریزیہ وہ حرارت ہے جو دخان کے ساتھ قائم رہتی ہے اس کے ثبوت میں ابن ابی صادق کی حقیقت پیش کی جا سکتی ہے جو اس نے ''شرح مسائل'' میں بخار (حرارت غریبہ) کے متعلق مختصر الفاظ میں نہایت جامعیت کے ساتھ کر دی ہے۔ ''الحمی حرارۃ ناریہ'' (بخار حرارت ناریہ) گویا حرارت اور نار میں جو فرق ہے وہی غریزیہ اور حرارت غریبہ میں پایا جاتا ہے۔ یعنی ابخرات میں مائیت کے ساتھ لازمی مادے نہیں ہوتے یا نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ پس یہی حرارت اصلیہ کا نمونہ ہے اور دخان کے ساتھ ارضی مادے پائے جاتے ہیں، جن کو جلاتی ہے، گویا دخان نار کی دلیل ہے۔ ابخرات میں نور اور انبساط ہے، اور یہی صفت حرارت غریزیہ میں پائی جاتی ہے۔ دخان میں ظلمت اور انقباض ہے یہی اثر حرارت غریبہ میں پایا جاتا ہے۔

حرارت غریبہ کے متعلق حکماء کا اکثر اختلاف رہا ہے۔ ایک گروہ اس کو خارجی حرارت سمجھتا ہے دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ جب بدن انسان میں غیر طبعی حرارت پیدا ہو جاتی ہے تو اس وحرارت غریبہ کہتے ہیں۔ جمہور اطباء اس کو حرارت اسطقی کی ایک قسم خیال کرتے ہیں۔ جس کے متعلق ان کا قول ہے کہ ''وھی الحرارۃ الاسطقیہ اذا ستعت سورتھا و اوجنبت ضربا فی الافعال'' یعنی جب تک حرارت اسطقہ حد اعتدال تک رہتی ہے اور اس کے افعال میں ضرر واقع نہیں ہوتا، اس وقت تک اس کو حرارت غریزیہ کہتے ہیں، لیکن جب عنصری حرارت درجہ

اعتدال سے تجاوز کر جاتی ہے جس سے افعال اعضاء میں خلل واقع ہوتا ہے تو اس کا نام حرارت غریبہ ہو جاتا ہے۔ حرارت غریبہ کی پیدائش اس وقت بڑھ جاتی ہے۔ جب حرارت غریزیہ کی پیدائش کم ہو یا اس میں تبرید اور تسکین کی صورت کم ہو جاتی ہے۔ اگر متقدمین اور متاخرین حکماء کے خیالات پر غور کیا جائے تو ان کے خیالات میں کچھ زیادہ فرق نہیں پایا جاتا۔ اگر ان پر غور کیا جائے تو بہت سے حقائق سامنے آ جاتے ہیں۔

حرارت غریبہ کی پیدائش

حرارت کے ان حقائق اور اثرات سے پتہ چلتا ہے کہ حرارت مستقل ایک رکن ہے مگر وہ تنہا نہیں پایا جاتا، کبھی ہوا کی زیادتی کے ساتھ ملا ہوتا ہے، کبھی پانی کی زیادتی سے ترتیب پالیتا ہے اور کبھی ارضی مادوں کی زیادتی کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اور اس کی ادنیٰ صورت یہی ہے کہ جب وہ ارضی مادوں کے ساتھ پایا جاتا ہے حقیقت بھی یہ ہے کہ جب حرارت ہوا سے ملتی ہے تو اس میں روح کے خواص پیدا ہو جاتے ہیں اور جب وہ پانی کی زیادتی کے ساتھ ملتی ہے تو اس میں حرارت غریزیہ کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں اور جب وہ ارضی مادوں سے ملتی ہے تو حرارت غریبہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب حرارت کی زیادتی سے ہوا میں اشتعال یا پانی میں احتراق پیدا ہو جاتا ہے تو وہ بھی حرارت غریبہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح حرارت غریبہ کی پیدائش جاری رہتی ہے۔

حرارت غریبہ کی حقیقت

حرارت غریبہ یا حرارت عارضی جو جسم انسانی میں پائی جاتی ہے اس کے مندرجہ بالا اوصاف حقائق پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ماڈرن سائنس جس عنصر کو کاربن کہتی ہے اس کے خواص سے ملتی جلتی ہے۔ جو کاربن ڈائی آکسائیڈ اور کاربانک ایسڈ کی صورت میں پایا جاتا ہے۔ اوّل صورت میں اس کے اندر ہوائی اثرات زیادہ ہوتے ہیں۔ اگر دوسری صورت میں اس کے ساتھ ارضی مادے زیادہ پائے جاتے ہیں یہ بات ہم لکھ چکے ہیں کہ حرارت تنہا کبھی نہیں اور کہیں نہیں پائی جاتی ہے، وہ ہمیشہ دیگر عناصر کے ساتھ اپنے مظاہر کا اظہار کرتی ہے۔ گویا کاربن بھی اس کا ایک مظاہر ہے۔

کاربن کیا ہے؟

کاربن ایک ایسا عنصر ہے جو دُنیا میں آزاد اور دیگر اشیاء سے ملا جلا، دونوں صورتوں میں بہت عام پایا جاتا ہے۔ کاربن آزاد حالت میں ہیرے، سیاہ شیشہ اور کوئلہ کی صورت میں پایا جاتا ہے۔ ہیرا اور سیاہ شیشہ تو اس کی قلمی شکلیں اور کوئلہ اس کی نقلی شکل ہے۔ مرکب صورت میں کاربن ڈائی آکسائیڈ قدرتی پانیوں میں آکسیجن مرکب ہے۔ چونے کے پتھر، سنگ مرمر اور کھریا (ان تینوں کا کیمیاوی نام کیلشیم کاربونیٹ ہے) کی ترکیب میں بھی یہ عنصر داخل ہے۔ پیرافین موم، مٹی کا تیل اور دیگر معدنی تیل سب کے سب کاربن اور ہائیڈروجن، پانی کے مرکب ہیں۔ کاربن نباتی وحیوانی اشیاء کا ایک جزو ترکیبی ہے۔ قدرتی طور پر کاربن کے مرکبات دیگر عناصر کے مرکبات سے بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔

اسی طرح کا جل، دیئے اور لیمپ کی سیاہی، لکڑی کا کوئلہ، معدنی کوئلہ اور حیوانی کوئلہ کاربن کی کم وبیش خالص شکلیں ہیں۔ لیکن ان کی بناوٹ قلم دار نہیں ہوتی۔ ان سب میں صرف طبعی خواص مثلاً رنگ، کثافت اضافی، قلمی شکل اور قابلیت کل کا اختلاف ہے۔ لیکن کیمیاوی ترکیب کے اعتبار سے یہ سب چیزیں یکساں ہیں۔ یہ سب چیزیں جلتی ہیں اور کاربن ڈائی اکسائیڈ پیدا کرتی ہیں، کاربن ملی جلی صورت میں کاربن ڈائی اکسائیڈ کی شکل میں کرہ ہوائی میں پایا جاتا ہے۔

ہوا اور پانی میں اس گیس کی موجودگی کی طرف اشارہ پہلے کر چکے ہیں۔ یہ گیس ہوا میں کہاں سے آتی ہے؟ ایندھن کے جلانے، فعل تنفس اور نامیاتی اشیاء (حیوانی یا نباتی) کی تخمیر اور تعفن سے یہ گیس پیدا ہو کر ہوا میں مل جاتی ہے اور ملی جلی حالت میں یہ گیس کھریا، سنگ مرمر، چونے کے پتھر، انڈے کے خول، سیپ، سنکھ اور دیگر کاربونیٹس میں موجود ہوتی ہے۔

جب موم بتی جلتی ہے تو پانی اور کاربن ڈائی اوکسائیڈ پیدا ہوتے ہیں موم بتی دو عناصر کاربن اور ہائیڈروجن کا مرکب ہے جب بتی جلتی ہے تو اس کا کاربن ہوا کی آکسیجن سے مل کر کاربن ڈائی آکسائیڈ بناتا ہے اور اس کی ہائیڈروجن ہوا کی آکسیجن کے ساتھ ترکیب پا کر پانی بناتی ہے۔ موم بتی پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ دیگر جلنے والی اشیاء بھی عموماً مذکورہ بالا عناصر میں کاربن اور ہائیڈروجن موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب کاغذ، لکڑی یا تیل وغیرہ جلتے ہیں تو یہ دونوں چیزیں کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی ضرور پیدا ہوتے ہیں۔

کاربن کے طبعی خواص

یہ گیس بے رنگ ہے لیکن اس کا مزہ ہلکا سا ترش ہے۔ اور خفیف سی بو پائی جاتی ہے۔ یہ پانی میں حل ہو جاتی ہے اور زیادہ دباؤ کے تحت اس کے حل ہونے کی قابلیت بڑھ جاتی ہے۔ سوڈا واٹر، لیمونیڈ وغیرہ اس گیس کے آبی محلول ہیں۔ جن میں یہ گیس زیادہ دباؤ کے تحت بہت زیادہ مقدار میں حل کر دی گئی ہوتی ہے۔ جونہی بوتل کھولنے پر دباؤ ہٹا لیا جاتا ہے تو یہ گیس خارج ہونے لگتی ہے۔ سوڈا واٹر تو دراصل معمولی پانی ہوتا ہے جس میں پانی کی بہ نسبت تقریباً چار گنا حجم کی کاربن ڈائی آکسائیڈ پائی جاتی ہے۔ یہ ایک وزنی گیس ہے اور ہوا سے تقریباً ڈیڑھ گنا بھاری ہے۔ اس لئے ہم اس کو پانی کی طرح ایک برتن سے دوسرے برتن میں ڈال سکتے ہیں۔

کاربن کے کیمیاوی خواص

کاربن ڈائی آکسائیڈ نہ خود جلتی ہے اور نہ معمولی جلنے والی اشیاء کو جلا سکتی ہے۔ یہ گیس حیوانات کے لئے ممد حیات بھی نہیں ہے۔ جب جلتی ہوئی موم بتی اس کی ٹیوب میں داخل کی جاتی ہے تو وہ بجھ جاتی ہے۔ یہ گیس زہریلی تو نہیں ہے، البتہ اس سے دم گھٹ/موت واقع ہو جاتی ہے۔ روٹی کا خمیر ہونا بھی اسی گیس سے عمل میں آتا ہے۔

کاربن کا جسم انسان پر اثر

جب ہم سانس لیتے ہیں تو ہوا کی آکسیجن پھیپھڑوں سے خون میں جذب ہو کر قلب میں پہنچتی ہے، جہاں سے وہ شرائین کے ذریعے تمام جسم میں پھیل جاتی ہے۔ اس آکسیجن کا کچھ حصہ ہمارے جسم کے کاربن سے مل کر کاربن ڈائی آکسائیڈ بنا دیتا ہے۔ جو خون میں جذب ہو کر بذریعہ اور وہ قلب پھیپھڑوں میں پہنچتا ہے۔ جہاں سے وہ سانس چھوڑنے پر باہر خارج ہو جاتا ہے۔ اس لئے جو ہوا ہم منہ سے خارج کرتے ہیں اس میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔

جس مقدار میں کاربن ڈائی آکسائیڈ فعل تنفس سے پیدا ہو کر کرۂ ہوائی میں شامل ہوتی ہے اگر اس قدر گیس ہوا میں برقرار رہے تو بہت جلد ہوا میں اس کا تناسب اس قدر زیادہ ہو جائے کہ کسی شخص کا زندہ رہنا ممکن نہ ہے۔

کاربن سے خون میں سیاہی اور ترشی بڑھ جاتی ہے، یہ اعضاء میں سوزش اور انقباض پیدا کر دیتی ہے جس کے نتیجہ میں آکسیجن کم جذب ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ حرارت اور خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اور خاص بات یہ ہے کہ جسم میں کہیں بھی فضلا اور مواد رُکا ہو تو اس میں خمیر پیدا کر کے اس کو متعفن کر دیتی ہے، جس کے نتیجہ میں عارضی حرارت یا حرارت غریبی اور بھی بڑھ جاتی ہے جس کو ہم "بخار" کہتے ہیں۔

عمل تخمیر

بخار کو سمجھنے کے لئے عمل تخمیر کا جاننا نہایت اہم ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر تعفن اور فساد پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ یہی عارضی حرارت اور بخار کا راز ہے۔ جس کی طرف غور نہیں کیا گیا۔ فرنگی ڈاکٹر دیگر صورتوں میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ تخمیر (فرمن ٹیشن) خمیر اٹھانا ایک کیمیاوی فعل ہے جو اکثر عضوی اشیاء میں عام طور پر جراثیم کے ذریعے ظہور میں آتا ہے۔ کسی چیز میں خمیر اٹھانے کے لئے جو چیز ملائی جاتی ہے اس کو بھی خمیر کہتے ہیں۔ خمیر حقیقت میں جراثیم ہوتی ہیں جن میں خمیر اٹھانے کی قوت ہوتی ہے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خمیر ملائے بغیر عمل تخمیر ہونے لگتا ہے اس کی یا تو یہ صورت ہوتی ہے کہ جراثیم ہوا میں سے اس چیز کے اندر گر پڑتے ہیں یا اس چیز میں پہلے خمیر ہوتا ہے۔ جیسے انگور کے رس میں خمیر ہوتا ہے، اس لئے انگوری شراب بنانے میں مزید خمیر ملانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب کسی شے میں عمل تخمیر شروع ہوتا ہے، تو وہ چیز گرم ہوجاتی ہے۔ اور اس میں گرم ابخرے اٹھنے لگتے ہیں۔ عمل تخمیر کی مختلف اقسام ہیں۔ سب سے زیادہ عام قسم وہ ہے جس میں الکوحل اور کاربن ڈائی آکسائیڈ پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے جس سے بعض خمیرات کے عمل سے تیزاب بنتے ہیں۔

کاربن اور حرارت غریبہ

کاربن کے خواص واثرات اور مظاہر کے سمجھ لینے کے بعد جب حرارت غریبہ کے اوصاف پر نگاہ کی جاتی ہے، تو ظاہرہ صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ ایک ایسی حرارت ہے جو تعفن سے پیدا ہوتی ہے جس سے بدن انسان کو ضرر پہنچتا ہے، لیکن اگر غور وفکر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تعفن کبھی بھی بغیر خمیر کے پیدا نہیں ہوتا اور ہر خمیر اپنے اندر ترشی وانقباض اور دیگر وہ تمام خواص رکھتا ہے جو کاربن اور اس کے مختلف مظاہر میں شامل پائے جاتے ہیں۔ گویا حرارت غریبہ بھی کاربن کی طرح ایک قسم کا خمیر ہے۔

جہاں تک حرارت غریبہ کے افعال اور اثرات کا تعلق ہے۔ اس کے مضر اثرات جسم انسان پر عمومی بخار کی صورت میں اور خصوصی بخاروں کی صورت میں واضح ہیں یعنی عمومی بخار کی صورت میں مثلاً خون میں جوش اور دباؤ کا بڑھ جانا، جسم میں کسی مقام پر سوزش اور تعفن کا پیدا ہو جانا، جسم میں ترشی زیادہ بڑھ جاتی ہے جس کا ثبوت پیشاب میں نمایاں ہوتا ہے۔ جہاں تک دیگر بخاروں کا تعلق ہے، جسم میں تعفن بڑھ جاتا ہے۔ جس کا اخراج پیشاب و پاخانہ اور تنفس و پسینہ سے ہوتا ہے۔ مختلف بخاروں میں مختلف مقامات پر درد، سوزش اور ورم کی صورتیں نظر آتی ہیں، سانس کی تنگی خاص طور پر قابل غور ہے۔ ان حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ کاربن اور حرارت غریبہ میں بہت کچھ مشابہت ہے۔

حرارت غریزیہ اور حرارت غریبہ کا تعلق

بعض حکماء متاخرین نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ حرارت غریزیہ یعنی اصل اور عناصری حرارت میں جب شدت پیدا ہوتی ہے تو وہ حرارت غریبہ اور عارضی حرارت بن جاتی ہے۔ فرنگی طب کی تحقیق اور کاربن کے مظاہرے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت حرارت غریزیہ کے متعلق یہ بہت بڑا دھوکا ہے، یہ حرارت غریبہ بلکہ حرارت اصلیہ سے بھی ایک جدا شے ہے جس کو سمجھنا نہایت اہم ہے۔

حرارت کی حقیقت

حرارت ایک عنصری جسم (قوت) ہے۔ جو دیگر عناصر کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ تمام جسم کی پیدائش قوئی سے ہے اور قوئی کے تمام اقسام ارواح سے پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں تک حرارت کا تعلق ہے یہ ہر ذی حیات اور غیر ذی حیات میں بصورت ارکان اس کے تناسب کے مطابق پائی جاتی ہے۔ جہاں تک اس کی عنصری حالت کا تعلق ہے، اس میں تبدیلی اور تقسیم نہیں ہوسکتی ہے۔ البتہ وہ کم وبیش ضرور ہوسکتی ہے۔ یہ

کمی بیشی بھی اصلی عنصری حرارت سے ہوتی ہے۔ اصلی حرارت سے مراد صرف یہ ہے کہ عنصری حرارت کی صرف ایک قسم ہے جو جلاتی ہے، اس لئے اس حرارت کو حرارت اسطقیہ بھی کہتے ہیں۔

حرارت عنصری یا اصلی حرارت ہر ذی حیات اور غیر ذی حیات اور فضاء میں دیگر عناصر کے ساتھ مل کر ایک مزاج رکھتی ہے۔ جب ان کے امزجہ میں کمی بیشی واقع ہوتی ہے تو عناصر کی کمی بیشی کا ارکان کے خواص سے پتہ چلتا ہے، حرارت کی زیادتی سے تحلیل پیدا ہوجاتی ہے یعنی اس شے میں تحلیل واقع ہوتی ہے، یا جل اٹھتی ہے۔

جب یہ حرارت نطفہ کی صورت میں منتقل ہوتی ہے تو اس کو حرارت غریزی کہتے ہیں۔ جس کے اثر سے انسان اپنی طبعی عمر کو پہنچتا ہے۔ اکثر حکماء کا اتفاق ہے کہ اس کا بدل ما یتحلل نہیں ہوتا۔ اور اس میں اس قدر (ایٹمی) قوت ہوتی ہے کہ سالہا سال تک اسی سے زندگی قائم رہ سکے۔ لیکن بعض حکماء کا خیال ہے کہ غذا چونکہ عناصر سے ترکیب پاتی ہے، اس لئے غذا کی عنصری قوت خون کے توسط سے حرارت غریزیہ کا بدل ما یتحلل پیدا ہوتا رہتا ہے، دونوں صورتوں میں ظاہر میں بڑا فرق معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ اگر حرارت غریزی بدل ما یتحلل پر قائم ہے تو پھر بھی اس وقت تک اصلی عنصری حرارت میں جذب نہیں ہوسکتی، جب تک حرارت غریزیہ قائم نہ ہو اور جب وہ ختم ہوجاتی ہے یا اس کا شعلہ بجھ جاتا ہے تو موت واقع ہوجاتی ہے۔

ان امور سے ثابت ہوا کہ حرارت غریزی بھی اصلی عنصری حرارت کی طرح ایک مزاج رکھتی ہے اور وہ اس پر قائم رہتی ہے۔ اس میں کمی بیشی تو ہوسکتی ہے لیکن وہ بدل نہیں سکتی۔ اس لئے حرارت غریزیہ کا حرارت غریبہ میں بدل جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حرارت غریبہ ایک جدا شے ہے اور وہ جدا طریقہ سے پیدا ہوتی ہے، دونوں کے اوصاف وخواص اور اثرات وافعال میں بہت زیادہ فرق ہے۔

فرنگی طب کی غلط فہمی

فرنگی طب میں حرارت عنصریہ، اصلیہ، حرارت غریزیہ اور حرارت غریبہ کا کوئی تصور نہیں ہے۔ ان کے ہاں آکسیجن، کاربن، ہائیڈروجن اور نائٹروجن وغیرہ کو عناصر کی صورت حاصل ہے، جو مفرد اور مرکب دونوں صورتوں میں پائے جاتے ہیں۔ طب قدیم کے قانون کے مطابق ان کی مفرد صورتیں بھی مرکب ہیں، کیونکہ ان کی تقسیم ہوسکتی ہے۔ ان کے تمام عناصروں کو اب ماڈرن سائنس نے ایٹم کی تقسیم کے بعد الیکٹرون اور نیوٹرون اور پروٹون سے مرکب تسلیم کرلیا ہے۔ جس سے کم از کم یہ ثابت ہوگیا ہے کہ جلانے کا کام صرف آکسیجن کا نہیں ہے۔ ماڈرن سائنس میں یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ آکسیجن خود نہیں جلتی بلکہ دیگر عناصر کو جلاتی ہے۔ ہائیڈروجن خود جلتی ہے مگر کسی کو جلا نہیں سکتی۔ کاربن نہ خود جلتی ہے اور نہ جلاتی ہے۔ بلکہ خود دیگر عناصر سے مل کر جلتی ہے اور نائٹروجن نہ جلتی ہے اور نہ جلاتی ہے بلکہ آگ کو بجھادیتی ہے۔

اگر ہم آکسیجن کو عنصری واصلی حرارت کا لطیف، کاربن کو دخان کا لطیف اور ہائیڈروجن کو پانی کا لطیف اور نائٹروجن کو ارضی لطیف سمجھ لیں، اور ان کے مرکبات پر غور کریں تو اسی قسم کے نتائج سامنے آسکتے ہیں کہ جب آکسیجن وہائیڈروجن اور دیگر ہوائی عناصر (جن کو سات شمار کیا گیا ہے) میں غالب ہو تو اس میں حرارت غریزیہ کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ جب کاربن اور آکسیجن کا غلبہ ہو تو جسم میں حرارت غریبہ کے اثرات وافعال اور خواص پائے جائیں گے۔ ان حقائق سے ثابت ہوا کہ فرنگی طب نہ صرف حرارت غریزیہ اور حرارت غریبہ سے بے خبر ہے بلکہ گیسوں کے امتزاج اور مرکباتی خواص بلکہ مزاج کی حقیقت سے بھی ناواقف ہے۔ جو ہزاروں سال پہلے طب یونانی میں بیان کردیئے گئے۔ جن کی معرفت سے نہ صرف امراض کا صحیح تصور ذہن میں پیدا ہوتا ہے، بلکہ علاج علمی وسائنسی صورت کے ساتھ یقینی اور بے خطا ہوجاتا ہے۔ حیرت ہے کہ سینکڑوں سالوں کی تحقیقات کے بعد بھی اب تک فرنگی طب اندھیرے میں بھٹک رہی ہے۔ اس کی وجہ صرف طب یونانی اور خصوصاً طب اسلامی کو سمجھے بغیر

تعصب سے نظرانداز کردیا ہے اور خود غلط راستہ پر پڑ گئی ہے۔ اس کی غلط فہمی اور غلط راہ روی نے ہزاروں ممالک اور لاکھوں انسانوں کو گمراہ کیا ہے۔
اب ہمارا فرض ہے کہ نہ صرف فرنگی طب کی غلطیاں دور کریں، بلکہ جو لوگ اور ممالک ان سے گمراہ ہو گئے ہیں ان کو راہ راست پر لائیں۔ فرنگی طب کے بخاروں کے تحت ان کی پیدائش بخار، تقسیم اور علاج کی غلطیاں بیان کریں گے۔ تاکہ معالج ان سے پوری طرح آگاہ ہو جائیں۔

بخار کی ماہیت

ان تمام حقائق کے بعد جو ہم اپنی تحقیقات کے سلسلہ میں لکھ چکے ہیں ان کو سامنے رکھ کر اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بخار ایک ایسی حرارت ہے جو اپنے اندر ناریت اور دخان (کاربن) رکھتی ہے۔ جس کو ہم حرارت غریبہ کا نام دیتے ہیں۔ جس کی پیدائش تعفن و فساد اور تخمیر سے عمل میں آتی ہے۔ جس کا مزاج گرم خشک ہے۔ اور کیمیاوی طور پر اس میں ترشی پائی جاتی ہے۔

بخاروں کی تقسیم و تشخیص اور علاج لکھنے سے قبل معلوم ہوتا ہے یہ بھی دیکھ لیا جائے دیگر طریق علاج اس سلسلہ میں کیا لکھتے ہیں، تاکہ سمجھنے اور ذہن نشین کرنے میں سہولتیں پیدا ہو جائیں اور یہ بھی اندازہ کیا جا سکے کہ ہم نے جو اس سلسلہ میں تحقیقات کی ہیں وہ اپنے اندر کس قدر اہمیت رکھتی ہیں۔ کیونکہ آیورویدک انتہائی قدیم طریق علاج ہے۔ اس لئے اول اس پر تحقیقاتی نگاہ ڈالتے ہیں کہ اس میں بخاروں کو کیا سمجھا گیا ہے اور اس کا علاج کیسے کیا گیا ہے۔ لیکن یہ ضرور ذہن نشین کر لیں کہ آیورویدک مذہبی اور الہامی طریق علاج ہے۔ اس کی سچائی اور حقیقت میں کوئی کلام نہیں ہے مگر اکثر اس کا اندازہ کنایات و استعارات اور تلمیحات میں کیا گیا ہے۔ جیسے مذہبی کتب کا خاصہ ہے کہ جیسے قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور پنڈلی کا ذکر ہے یا وہ دیکھتا ہے سنتا ہے اور کہتا ہے تو اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے ہماری طرح ہاتھ پاؤں، آنکھ کان اور منہ زبان ہیں۔ اس طرح کے بیان سے مراد خاص اقسام کے قوئی کا ذکر اور بیان ہوتا ہے جیسے ہمارا یقین ہے کہ فرشتے اور جن اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جن کو ہم نے دیکھا نہیں ہے۔ مگر ان کے جو قوئی اور افعال بیان کئے گئے ہیں جن سے ہم ان کی ہستی کو تسلیم کرتے اور ان میں فرق کر سکتے ہیں یاد رکھیں بولنے کے لئے منہ اور زبان کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ گراموفون اور ریڈیو بولتے ہیں، لیکن ان کے نہ منہ ہیں اور نہ زبانیں ہیں۔ اسی طرح دیکھنے اور سننے کے لئے انسانی آنکھ اور کان کا تصور کر لینا صحیح نہیں ہے۔ یہ صورتیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ اور پاؤں کے متعلق ہیں۔ ان کا مقابلہ بھی انسانی جسم سے نہیں کرنا چاہئے۔ اکثر یہ صورتیں آیورویدک میں نظر آتی ہیں۔ اس لئے ان اشارات (سمبل) پر غور کرنا چاہئے، جیسا کہ ہم اپنی کتاب تحقیقات اعادہ شباب میں وضاحت کر چکے ہیں۔ یہ تاکید اس لئے کر دی ہے کہ جو لوگ غور و فکر کرنا نہیں جانتے وہ لوگ ظاہری باتوں پر تمسخر اڑاتے ہیں۔ اور ان کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر ایسے علوم کو سمجھا جائے تو بے شمار اسرار و رموز کا پتہ چلتا ہے۔

آیورویدک میں بخاروں کی حقیقت

آیورویدک میں بخار کو "جور" کہتے ہیں، اس کے متعلق ایک شاگرد اپنے استاد سے یوں دریافت کرتا ہے۔

بھگوان! آپ نے فرمایا تھا کہ سب روگوں (امراض) سے جور (بخار) کا درجہ بلند ہے۔ کیونکہ یہ شریر (جسم) اور من (روح) کو تپا دیتا ہے اور نہایت ہی اتی روگ (زبردست مرض) ہے۔ نیز یہ تمام روگوں سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ (بخاروں کا تمام امراض سے پہلے پیدا ہونا غور و خوض کرنے کے قابل اشارہ ہے)۔ اس لئے اس مہلک اور موت و پیدائش کے وقت بنی نوع انسان کو گھیرنے والے روگ کی پرکرتی، مزاج اور اصلیت پرورتی (پیدائش) پربھاؤ (اثر) کارن (سبب) پورب روپ (علامات ماقبل) لوہشان (مراکز) بل (طاقت) کال (وقت) لکھشن (علامات) بہ تفصیل بیان فرمائیں۔

نیز اس کی اقسام الگ الگ اقسام کی الگ الگ اشکال آم جور اور جیز جور (کمزور کرنے والا) کی علامات۔اس کے پنجے سے نجات پائے ہوئے شخص کی حفاظت کی تدابیر، ایک دفعہ دور ہوکر پھر عود کرنے کے اسباب اور مکرر عود کرآنے والے جور کا علاج دُنیا کی بھلائی کے لئے مجھے ارشاد فرمائیں (یہ تمام سوالات بخاروں کے متعلق بڑی عقلمندی اور سمجھ سے کئے گئے ہیں، اس لئے غور وخوض کے قابل ہیں)۔

یہ سن کر ''مہارشی پتروسو'' بولے۔ بہت اچھا! جور (بخار) کے متعلق جو باتیں کرنے کے قابل ہیں میں بیان کئے دیتا ہوں۔اے عزیز! غور سے سنو!

ماہیت جور (بخار)

جس کو روگ، دکار، دیادھی اور آتنگ بھی کہہ کر پکارتے ہیں۔ چونکہ یہ شریر کو اجیرن (کمزور) کر دیتا ہے، اس لئے اس کو جور کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی ایسی بیماری تمسکل العلاج اور بہت سے عوارض والی نہیں ہوتی ہے۔ جور تمام امراض کا ادھی پتی (قبضہ رکھنے والا) اور تمام پشو پنکھیوں کو گھیرنے والا ہے۔ اس لئے مختلف حالات کے مطابق اس کے نام بھی الگ الگ ہیں، تمام پران دھاری جیو (حیوانات) جور کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں اور جور ہی کے ساتھ مرتے ہیں اور جور ہی کے ساتھ مہاموہ (جذبات میں کشش) کا سروپ (شکل) ہے۔

جور مشہور کے کرودھ (تعصب) سے پیدا ہوتا ہے، یہ جانداروں کا ہلاک کرنے والا ہے۔ دیہہ، اندرویوں اور من کو تپانے والا ہوتا ہے۔ عقل وطاقت، رنگت خوشی اور حوصلے کو زائل کر دیتا ہے۔ اور تکان، کلانتی موہ اور آہار، اپ رودھ (کھانے کی خواہش نہ ہونا) کو پیدا کرتا ہے۔

جور پرورتی (پیدائش بخار)

بخار کی پیدائش شاریرک (جسمانی) اور مانسک (روحانی) دونوں صورتوں میں تسلیم کی جاتی ہے۔ خرابیوں سے پاک صاف انسان کو بخار کبھی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ذرا اور سخت غصے کی وجہ سے اس کی پیدائش ہوئی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ تر تیا یک میں مہادیو نے (دویہ مسہورش) دیوتاؤں کی ہزار سال کا (کرودھ) بہت ''غصہ نہ کرنے کا عہد'' اختیار کیا تھا۔ اس اثناء میں اسروں (راکھشوں) نے بڑی خرابی مچائی اور زاہدوں کے زہد میں خلل ڈال دیا۔ اپنے برت میں خلل پڑنے کے باوجود رفع خلل کی طاقت رکھنے پر بھی مہادیو نے اس کے دفعیے کی کوئی تدبیر نہیں کی۔ اسی اثناء میں دکھش پرجاپتی ''عوام کے دکھ کے نگران'' یگیہ (قربان) کو نی شروع کی۔ لیکن دیوتاؤں کے خبردار کرنے کے باوجود اس نے مہادیو کا حصہ نہ نکالا، اور یگیہ کو سدھ کرنے والی پشوپتی رچائیں۔ اور شیو یہ آہو نیادانستہ چھوڑ دیں۔ جب مہادیو کے برت کی مدت پوری ہوگئی، انہوں نے رکھش کی نامناسب کارروائی سے آگاہی پاکر اپنی جلالی صفت کا اظہار کیا۔ اپنی پیشانی کی تیسری آنکھ کھول کر پہلے ان اسروں کو بھلا دیا پھر دشمنوں کو جلانے والی غصے کی آگ سے جلے ہوئے بان چھوڑے۔ جس سے رکھش کا یگیہ ناش ہوگیا۔ اور سب دیوتا پریشان ہوگئے اور سب بھوت سوزش وتپش سے بے قرار ہوکر چاروں طرف بھاگ نکلے۔ یہ حال دیکھ کر سپت رشی دوسرے دیوتاؤں سمیت مہادیو کی استتی (حمد وثنا) رگ وید کے منتروں کے کرنے میں مشغول ہوگئے۔ اور اس وقت تک استتی کرتے رہے جب تک مہادیو کا غصہ نہ ٹل گیا۔ جانداروں کی بھلائی کے لئے مہادیو کو ٹھنڈا ہوا دیکھ غصے کی آگ نے دست بستہ عرض کی مہاراج! اب میں کیا کروں؟ مہاراج نے فرمایا کہ تو جور کی شکل اختیار کرکے دُنیا میں پھیل جا اور انسان کے پیدا ہونے اور مرنے کے وقت اور ایام (زندگی) میں اپنا کام کیا کر۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ بخار مہادیو کی لاٹ سے پیدا ہوا ہے۔

ظاہر میں تو یہ دیوتاؤں، راکھشوں، اور بھوتوں کی مذہبی کہانی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس کے جو سمبل (اشارات) بیان کئے گئے ہیں، ان

پراگر غور وخوض کیا جائے تو بخار کی ماہیت (پرکرتی) اوراس کی پیدائش ''پرودتی'' پر صحیح روشنی پڑتی ہے۔اور بخار کے اوصاف بھی درست بیان کئے گئے ہیں۔اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ بخار ایک ایسی حرارت ہے جو مثل غصہ کے ہے جو مہادیو کی تیسری آنکھ سے پیدا ہوئی ہے۔اور غصہ سے بھی حرارت پیدا ہوتی ہے اور راکھشوں اور بھوتوں کو آج کل کے جراثیم تصور کرلیں جو ہر قسم کی حرارت سے مرجاتے ہیں۔اگر جسم میں حرارت کی کمی ہو جائے تو یہ مخلوقات جسم میں بھاگ دوڑتی ہیں اور بخاروں کی گرمی کو اس وقت سکون آتا ہے جب قلب میں اس حرارت کی تپش کم ہوجائے۔جس کی طرف حمد وثناء سے اشارہ کیا گیا ہے۔

آیورویدک بخاروں کی تقسیم

ودھی (ترکیب) کے لحاظ سے جور دوطرح کے ہوتے ہیں۔اوّل شاریرک (جسمانی) دوسرے مانسک (روحانی)۔جاننا چاہیے کہ ''شاریرک جور'' پہلے جسم میں پیدا ہوتا ہے۔''مانسک جور'' پہلے من میں پیدا ہوتا ہے۔من کی بے قراری، عاجزی اوراداسی اس کی علامات ہیں۔اور اندریوں میں خرابی واقع ہونا ''شاریرک جور'' کا نشان ہے۔کتنی اچھی تقسیم ہے۔اوّل بخار کو ہم عضوی اور مستثنی کہہ سکتے ہیں۔دوسری قسم کے بخار کو کیمیاوی کہا جاسکتا ہے۔من کا تعلق طبی روح کے ساتھ ہے جس میں کیمیاوی تبدیلیاں پیدا ہونے سے بخار پیدا ہوتا ہے۔پھران میں سے ہر ایک یا سومیہ (سرد) ہوگا۔یا گنیہ (گرم) ہوگا۔پھر یہ سردی اور گرمی کبھی اندرونی ہوگی اور کبھی بیرونی ہوگی۔اسی طرح کبھی یہ گرمی سردی طبعی حالت کے تحت ہوگی کبھی غیر طبعی صورتوں میں کمی بیشی سے ظاہر ہوتی ہے۔ان صورتوں کو پراکرت اور وکرت کہتے ہیں۔ان کے حالات کے تحت ان کو سادھیہ (قابل علاج) اور اسادھیہ (ناقابل علاج) بھی کہہ دیتے ہیں۔

دوشوں کے لحاظ سے بخار کے آٹھ اقسام ہیں: (۱) وات جور (۲) پت جور (۳) کف جور (۴) وات پت جور (۵) وات کف جور (۶) پت کف جور۔گویا دو دوشوں کی خرابی سے ہونے والے بخار جیسے طب یونانی میں دواخلاط کی خرابی سے مرکب بخار ہوتے ہیں۔(۷) سنپات۔ تینوں دوشوں کی خرابی سے پیدا ہونے والے بخار۔(۸) آگنتک (حادثاتی)۔

بخاروں کے متعلق کہا گیا ہے کہ دیہ، من اور اندریوں کے تپائے مان ہوئے سے سرب روگوں کا درجہ بلی جور پیدا ہوتا ہے۔یہ بخاروں کی بہت اچھی تقسیم ہے، دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، کئی ہزار سال قبل اس قدر اصولی تقسیم کردی گئی ہے کہ اگر ان کو مدنظر رکھ کر علاج کیا جائے تو کبھی بھی معالج ناکام نہ ہو۔اور فوراً ہر مریض صحت یاب ہوجائے۔افسوس فرنگی نے اپنے اثر سے آیورویدک طریق علاج کو جو نہ صرف اصولی وقانونی ہے بلکہ مذہبی اور الہامی بھی ہے کو غلط، نامکمل اور غیر علمی اور ان سائنٹفک کہہ دیا ہے۔اس سے بھی زیادہ افسوس بھارت کی حکومت اور وہاں کے وید صاحبان پر ہے کہ وہ فرنگی طب کو، آیورویدک سے افضل اور مفید خیال کرتے ہیں، اور جو وقت اور دولت فرنگی طب پر خرچ رہے ہیں۔اس کا عشر عشیر بھی آیورویدک پر صرف نہیں کیا جارہی ہے۔

صرف اسی تقسیم پر بس نہیں کی گئی بلکہ ہر دوش کے اقسام اور مقام کے لحاظ سے بھی مزید تقسیم کی گئی ہے۔تاکہ چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھا جائے۔شاید کہیں علاج میں غلطی نہ ہوجائے۔چونکہ دوش پانچ پانچ اقسام کے ہوتے ہیں۔اس لئے ہر دوش کی پھر پانچ صورتیں سامنے آجاتی ہیں۔مثلاً پران وایو دل میں، پاچک پت آپ کو آشیہ (چھوٹی آنتوں میں) اور کلبدن کف معدہ میں وغیرہ وغیرہ کل پندرہ مفرد اور پندرہ مرکب مقام گنوائے گئے ہیں۔

اسی طرح سنپات جور کو پہلے تیرہ اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے اور پھر چار چار صورتوں کو سامنے رکھ کر باون اقسام سامنے آجاتی ہیں۔اس

کے بعد کے آگنک یوم کو بھی تیرہ اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کم جور نائنہ کے بخار کے پانچ اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ چند اور متفرق اقسام بھی بیان کی گئی ہیں، طوالت کے لئے نام نہیں لکھے گئے۔ اگر تفصیل سے ان کا مطالعہ کیا جائے تو بخاروں کے متعلق معلومات کا ایک زبردست خزانہ ہاتھ آجاتا ہے۔ ان بخاروں کی تفصیل میں ایسے اسرار و رموز کا علم ہوتا ہے کہ فرنگی طب صدیوں تک ان حقائق کو حاصل نہیں کر سکتی۔

اعتراض

بعض قسم کے ایسے کم علم وید صاحبان نے جو ایک طرف آیورویدک سے پورے طور پر واقف نہیں ہیں اور دوسری طرف فرنگی طب کو حکومت کی داشتہ اور گوری چٹی دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئے۔ وہ ایک طرف ہر گھڑی اس کی تعریف کرتے رہتے ہیں اور خود کو فرنگی ڈاکٹر ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو دوسری طرف آیورویدک پر بے معنی ولایعنی اور غلط قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔ ان کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ آیورویدک میں بخاروں کی اس قدر اقسام ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا بھلا ان کی تشخیص کیسے کی جاسکتی ہے۔ ان کی گنتی کے مطابق بخاروں کی 109 اقسام ہیں۔ لیکن ان کو ایک دوسرے سے ضرب دی جائے تو ہزاروں اقسام بن جاتی ہیں۔ اور اگر مرکب بخاروں کو شمار کیا جائے اور پھر ان کو آپس میں ضرب دے کر پھر مفرد بخاروں سے ضرب دی جائے تو ان کا شمار مشکل ہے۔

جواب

کم عقل لوگ اپنی سہولت کی خاطر اس اعتراض کو سن کر بے حد خوش ہوں گے لیکن حقیقت ہے کہ وہ بھی اسی طرح بے خبر ہیں جس طرح اعتراض کرنے والے آیورویدک سے ناواقف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کل بخار آیورویدک میں آٹھ ہیں جن میں تین وات، پت، کف، دوشوں کے کوپ (خراب) ہونے سے پیدا ہوتے ہیں اور تین ان کے مرکب، وات پت، وات کف، اور پت کف کے کوپ سے ظاہر ہوتے ہیں اور ایک ''سنپات'' بخار ہے جو ان تینوں دوشوں کے بیک وقت کوپ ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ آخری اور آٹھواں بخار آگنک ہے۔ حادثاتی قسم کا بخار ہے اور بس کوئی بخار نہیں ہے۔ البتہ ان بخاروں میں کمی بیشی دوشوں کے فساد کی مختلف صورتیں اور مختلف مقامات کی خرابی سے نئی نئی صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کو سمجھایا گیا ہے تا کہ کسی بخار کے سمجھنے میں کمی نہ رہ جائے۔ مثلاً سنپات بخار صرف ایک ہی قسم کا ہے۔ اس میں کبھی کف کی زیادتی ہوگی کبھی وات اور کبھی پت کا اثر زیادہ ہوگا پھر ہر دوش کے پانچ پانچ اقسام ہیں۔ اور پھر ہر ایک کے جسم میں مختلف مقام ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سنپات کے اس قدر اقسام بن گئے ہیں بلکہ اس کا صحیح مقصد یہ ہے کہ جب اس امر کا علم ہو جائے کہ بخار سنپات ہے تو پھر یہ تسلی کر لینی چاہئے کہ کون سا دوش زیادہ ہے اس کی کیا قسم ہے اور وہ کس مقام پر خراب ہوا ہے۔ گویا علاج سے پہلے پوری تسلی کر لینی چاہئے کہ بخار کی کیا صورت ہے۔ یہ تشخیص کی سہولتیں ہیں، ان کو اقسام نہیں کہا جاسکتا۔ اس تشریح سے ثابت ہوتا ہے کہ سنپات باون اقسام کا نہیں ہے بلکہ صرف ایک ہی قسم ہے، بلکہ آیورویدک کی تشخیص میں اور صورتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً اس امر کو دیکھا جانا بھی ضروری ہے کہ بخار کی ابتداء جسم سے ہوئی ہے یا علاج سے ظاہر ہوئی ہے۔ ابتداء گرمی سے ہوئی یا سردی سے۔ طبعی اور غیر طبعی فرق اور اسی طرح پہلے یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ یہ بخار قابل علاج ہے یا نہیں۔

اتنی باریکی سمجھ لینے کے بعد بخار کا علاج مشکل نہیں رہتا۔ مگر جو لوگ صرف بخار کے نام کا علاج کرتے ہیں ان کو سمجھنے اور تشخیص کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ ایسے لوگ مجرباتی معالج ہیں۔ ان کو وید کہنا گناہ ہے بلکہ وہ عطار کہلانے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ وہ صرف فرنگی ڈاکٹر کی طرح ہر بخار میں فیور مکسچر اور اسپرین دے کر بخار اتارنے کے طریق سے واقف ہیں۔ بخار کی اصلیت اور علاج کی اہمیت سے وہ بالکل بے علم ہیں۔

آیورویدک میں کسی مرض کا علاج کرنے سے قبل ضروری ہے کہ مرض کی حقیقت کو سمجھنے اور اس کی تین صورتوں میں سے ایک ہو سکتی ہے۔

① دوشوں میں کمی بیشی ہوگی، لیکن وہ اپنی حالت میں درست اور اپنے مقام پر ہوں گے۔

② دوشوں میں خرابی ہوگی، اس میں کمی بیشی اور مقام کی تبدیلی ضروری نہیں ہے۔

③ دوش اپنے مقام پر نہیں ہوں گے۔ ان میں اوّل دو صورتیں ضروری نہیں ہیں۔

مرض کی تشخیص وہی وید کر سکتا ہے جو دوش کی حقیقت اور ان کی تبدیلی کے مقام سے واقف ہوگا۔ مجھے بڑے بڑے ویدوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے جن میں اکثر پروفیسر اور مصنف تھے۔ جب ان سے مقام کی تبدیلی کا ذکر آیا تو کانوں کو ہاتھ لگانے لگے۔ کہنے لگے یہ تو کوئی اور چرک یا سشسرت آ کر بیان کرے گا۔ پھر میں نے کہا کہ میں چرک اور سشسرت نہیں ہوں۔ بلکہ ایک دیسی معالج ہوں۔ آپ مجھ سے جس مرض میں یا جس دوا کے استعمال سے دوشوں کے مقام کی تبدیلی کے متعلق چاہئے پوچھ سکتے ہیں۔ انہوں نے سوال کئے اور میں نے تسلی بخش جواب دیئے۔ میرا اس بیان سے مقصد بڑائی نہیں ہے بلکہ یہ کہنا ہے کہ جب سے آیورویدک کے اصولوں اور قوانین کو علاج میں برتنا چھوڑ دیا ہے، طریق علاج ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اور مجرباتی معالج وید کہلانے شروع ہو گئے ہیں۔

جہاں تک آیورویدک کے بخاروں میں لاکھوں اقسام ہونے کی وجہ سے اعتراض ہے۔ اوّل تو یہ اعتراض اس کی بڑائی ہے کہ اگر اعتراض ہی خیال کرنا ہے تو فرنگی طب میں بخاروں کی لاکھوں سے بھی زیادہ اقسام ہیں۔ صرف ملیریا کے اقسام نہیں گنوائے جا سکتے۔ جو معالج بھی فرنگی بخاروں سے واقف ہیں ان کو علم ہے کہ ملیریا کی کئی اقسام، کئی قسم کے جراثیم سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو اگر ضرب در ضرب لکھا جائے تو سینکڑوں نہیں ہزاروں اقسام بن جاتی ہیں۔ باقی اگر تمام بخاروں کے مرکب بنائے گئے تو لاکھوں تک نوبت پہنچ جائے گی۔ فرنگی طب کے بخاروں میں ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی تمام اقسام گنوائیں گے۔ لیکن یہ سب کچھ الزامی جواب ہے۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ اس طرح کی الجھن آیورویدک کے بخاروں کی تشخیص میں ہے اور نہ ہی بخاروں کے اقسام کی الجھن فرنگی طب میں پائی جاتی ہے۔ یہ مغالطہ پیدا کرنے کی صورت ہے۔

آیورویدک کا کمال یہ ہے کہ ان بخاروں کو اس قدر مکمل انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک معالج کہیں بھی تشنہ کام نہیں رہتا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ بخار سے قبل کی علامات لکھشن بھی اس انداز سے بیان کی گئی ہے کہ آج بھی ہم ان میں اضافہ نہیں کر سکتے۔

جور پوروپ روپ (قبل از بخار علامات)

منہ کا بے ذائقہ پن، گرانی جسم، کھانے کی خواہش نہ ہونا، آنکھوں میں سرخی اور ایک نیند کا زیادہ ہونا، بے چینی ہونا، جمائیاں آنا، اداسی، لرزہ، تکان، چکر آنا پرلاپ، رونگٹے کھڑے ہونا، دانتوں کا ترش سا ہونا، آواز گائن، وات اور پت کا کبھی اچھا برا لگنا، اروچی اوباک، کمزوری، اعضاء شکنی، گرانی، اعضاء، الپ پراتیا، ویرگھ سوترنا، السیہ چستی کے کاموں میں اچھا نہ ہونا۔ اچھے کاموں کے خلاف خواہش ہونا۔ بزرگوں کے کلام میں اعتقاد نہ رہنا، بچوں سے نفرت، دھرم سے لاپرواہی، پھولا مالا، چندلیپ اور بھوجن سے تکلیف محسوس ہونا، میٹھی چیزوں کی خواہش نہ ہونا، کھٹے چرپرے پدارتھیوں کا اچھا لگنا وغیرہ وغیرہ۔ کم وبیش مختلف بخاروں کی مناسبت سے یہ علامات پائی جاتی ہیں۔ البتہ سنپات کی علامات نہایت شدید ہوتی ہیں۔

جہاں تک ان آٹھ اقسام کے بخاروں کی مفرد و مرکب اور مرکب در مرکب اسباب وعلامات اور علاج کا تعلق ہے ان کا ذکر آیورویدک کی کتاب میں تفصیل سے درج ہے اس کو دہرانا طوالت کا باعث ہوگا۔ البتہ راج یکھشما (دق وسل) کے متعلق آیورویدک معلومات پیش کیے دیتے

ہیں تاکہ معالج ان کی مفید معلومات سے بھی مستفید ہوسکیں۔ اگرچہ اس کے متعلق ہم نے اپنی کتاب ''تحقیقاتِ دق وسل (ٹی بی)'' میں ضرورت کے مطابق لکھ دیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفصیل کے ساتھ لکھا جائے۔ اس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مزید تحقیقات کرنے والوں کے لئے ہر ممکن سہولتیں پیدا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

آیورویدک میں دق وسل کی ماہیت

عام بخاروں کے متعلق لکھ چکے ہیں کہ ''جور'' مہادیو کے لاٹ ''غصہ'' سے پیدا ہوا۔ اور اس کے سنتاپ گرمی سے رکت پت اور دکھش کی کنیاؤں کے ساتھ گمن ''مواصلت'' کرنے سے راج یکھشتر چندر مان کو راج یکھشما ہوا۔ جس کی تفصیل سے متعلق چندر مان کی ایک شہوانی خیالات سے بھری ہوئی ایک پورانک کہانی رشیوں کو دیوتاؤں نے سنائی تھی جسے ہم یہاں پر غور وفکر کے لئے بیان کرتے ہیں۔

کہتے ہیں چندر مان روہنی پر عاشق تھا، اس لئے اس نے اپنے جسم کی بھی پرواہ نہیں کی جس سے اس کے جسم کی چکناہٹ (کھشے) بالکل زائل ہوگئی اور اس کا جسم لاغر ہوگیا۔ چونکہ چندر مان کی روہنی سے خاص محبت تھی، اس لئے دکھش پرجاپتی کی باقی لڑکیوں کو جو چندر مان سے بیاہی ہوئی تھیں چندر مان کی ہم بستری کے لطف سے محروم رہنا پڑتا تھا۔ یہ سن کر دکھش کے منہ سے سانس کے ذریعے غصہ مجسم ہوکر ظاہر ہوا۔ دکھش پرجاپتی کی 38 لڑکیاں چندر مان سے بیاہی ہوئی تھیں۔ لیکن چندر مان کا برتاؤ سب کے ساتھ ایک جیسا نہ تھا۔ وہ روہنی کے سوا کسی کے پاس نہ جاتا تھا۔ رجوگن سے اندھا ہوکر چندر مان اپنی استریوں سے مساوات کا برتاؤ نہ کرتا تھا۔ اس لئے دکھش کی بددعا سے راج یکھشما نے اس میں دخل جمالیا۔ آخرکار وہ اس مرض سے سخت عاجز ہوگیا۔ اس کے چہرے کا تمام نور جاتا رہا۔ یہ دیکھ کر وہ دیوتاؤں اور دیورشیوں کو ساتھ لے کر اپنے خسر کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی طلب کی۔ دکھش نے جب دیکھا کہ اس کی عقل ٹھکانے آ گئی ہے تو اس کو خوشی ہوئی اور اس نے اپنے شاگرد ''آشوکی کمار'' کو حکم دیا کہ چندر مان کا علاج کیا جائے۔ چنانچہ اشوکی کمار کے علاج سے چندر مان کو راج یکھشما سے نجات مل گئی۔ اور پہلے کی نسبت بہت خوبصورت نکل آیا۔ اشوکی کمار کی بدولت تیج (حرارت) کے بڑھ جانے سے اس سے نہایت شدھ ستو حاصل ہوا۔

راج یکھشما کو صرف یکھشما، کرودھ، جور اور دکھ بھی کہتے ہیں، چونکہ یہ روگ اوّل اوّل چندر مان کو ہی ہوا تھا اس لئے اس کو راج یکھشما بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ چندر مان کا دوسرا نام راجہ ہے۔ آشوکی کمار کے پھنکارنے کی وجہ سے یہ روگ سورگ لوک کو ترک کر کے منش لوک میں آ گیا۔

چند سمبل کی تشریح

ظاہر میں یہ کہانی بے معنی اور عجیب معلوم ہوتی ہے اور اس کا دق وسل سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ ایک اعتقادی کہانی ہے جس میں مذہبی تقدس کے تحت یکھشما کی پیدائش کو تسلیم کرلیا جائے۔ لیکن ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ سمبل (اشارات) کا پڑھنا بھی ایک خاص قسم کا علم ہے۔ جس سے عجیب وغریب اسرار ورموز اور علم وحکمت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ علم بالکل اسی قسم کا علم ہے جیسے خواب کی تعبیر دینا ہے۔ ظاہر ہے یہ علم بہت مشکل ہے۔ اس میں غلطی کا امکان ہے۔ بہرحال اپنی طاقت کے مطابق ہر شخص تعبیر کرتا ہے۔ البتہ تعبیر خواب اور تشریح سمبل میں عقل سے زیادہ علم کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس کہانی میں کئی سمبل (اشارات) بیان کئے گئے ہیں، لیکن ہم چند ایک کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً (۱) راج چندر مان (۲) عشق ومحبت (۳) مواصلت کی کثرت (۴) جسم کا نور (۵) تیج کی کمی۔ جن کی مختصر تشریح یہ ہے کہ چندر مان کا اشارہ رطوبات کی زیادتی کی طرف ہے۔ اس

لئے ایسے لوگ جن میں رطوبات زیادہ پائی جاتی ہیں وہ اس مرض میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ یہ رطوبات نزلہ، زکام، اور بلغم کی زیادتی کی طرف اشارہ ہے۔ عشق ومحبت کا اشارہ کسی خاص قسم کی لگن کے ساتھ ہے جس سے زندگی کے باقی کام رہ جاتے ہیں، ایک مسلسل لگن ایک ہی مرض میں مبتلا کردیتی ہے۔ مواصلت کی کثرت اخراج مواد اصلیہ ہے جس کا لازمی نتیجہ اس مرض میں گرفتار ہونا ہے۔ نور سے مراد عقل ہے، جس کا تعلق اعصاب سے ہے، نور کے ختم ہونے سے مراد اعصاب کا کمزور ہوجانا ہے۔ تیج آگ کو کہتے ہیں اور اس کی کمی سے ہی دق وسل کی ابتداء ہوتی ہے۔

ان حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ قدیم ویدصاحبان دق وسل کی حقیقت اور اس کی ابتداء سے پورے طور پر واقف تھے۔ اور اس کے علاج پر بھی پورے طور پر حاوی تھے۔ لیکن آج کل کے وید اپنے مذہبی وطبی اور قومی وملکی علم کو بھلا کر فرنگی طب کی طرف جھپٹ پڑے ہیں، جو دق وسل کے حقائق سے قطعاً واقف نہیں ہے۔ بلکہ مچھر و مکھی اور جراثیم وکیڑوں کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ یادرکھیں! عرصہ تین چار سو سال سے جدید سائنس دُنیا کے سامنے اپنے ماڈرن علاج پیش کررہی ہے، اس کے مقابلے میں آیورویدک میں ہزاروں سال سے صحیح اور مکمل علم وحکمت چلی آرہی ہے۔ جو آج بھی بالکل اسی طرح صحیح حقائق اور مکمل تجربات پیش کررہی ہے۔ اس لئے ویدصاحبان کو ذرا پیچھے لوٹ کر دیکھ لینا چاہئے۔

آیورویدک میں دق وسل کے اسباب

اس کے بڑے چار اسباب بیان کئے جاتے ہیں: (۱) طاقت سے بڑھ کر کسی کام کا شروع کرنا۔ (۲) حوائج ضروریہ کا روکنا یا رکنا (۳) کھٹے (چکناہٹ) کا زائل ہوجانا۔ (۴) وشماش کھانے پینے میں بے ترتیبی جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

طاقت سے بڑھ کر زور لگانا

طاقت سے بڑھ کر زور سے کسی کام کا شروع کرنا۔ اس کی آیورویدک میں ''استھابل ارنبھ'' کہتے ہیں۔ مثلاً طاقت سے بڑھ کر لڑنا، پڑھنا، لکھنا، بوجھ اٹھانا، سفر کرنا، پھلانگنا، چھلانگ مارنا، گرنا، چوٹ کھانا، یا دیگر حوصلہ طلب کاموں میں مشغول ہونا وغیرہ۔ طاقت سے بڑھ کر کام کرنے سے چھاتی کا گوشت پھٹ کر زخم ہوجاتا ہے۔ اور وایو بگڑ کر کف وپت دونوں کو ہنتری میں لاکر زبردست بن جاتی ہے۔ (سوزش) چھاتی میں قیام پذیر ہوکر درد دل پیدا کردیتی ہے۔ جب دل میں زخم ہوجاتا ہے تو کھانستے وقت کف کے ساتھ خون بھی آجاتا ہے۔ جب چھاتی زخمی ہوجائے تو کھانستے وقت دل میں بھی درد ہوجاتا ہے۔ چونکہ یہ روگ ساہس (طاقت سے بڑھ کر حوصلہ) کرنے سے پیدا ہوتا ہے، اس لئے عقل مند آدمی کو ان کاموں سے دور رہنا چاہئے جن میں ساہس سے کام لینا پڑتا ہے۔ کیونکہ اس سے کھانسی اور بخار شروع ہوجاتا ہے۔

حوائج ضروریہ کا روکنا اور رکنا

جب انسان حیاء، شرم اور خوف یا غصہ سے باد مخالف و پاخانہ اور پیشاب وحوائج ضروریہ کو روک لیتا ہے یا اور چند اسباب سے رُک جاتے ہیں تو وایو بگڑ کر کف وپت دونوں کو ہنتری میں لاکر (سوزش پیدا کردیتی ہے) کئی قسم کی خرابیاں پیدا کردیتی ہے۔ جیسے زکام، کھانسی، سور بھید (آواز کا بیٹھ جانا)، اروچی (بھوک بند ہوجانا)، دردپسلی، شراستول (دردسر)، بخار، کندھوں کا درد، اعضاء شکنی، بار بار قے اور مل بھید۔ یہ گیارہ عوارض ضروریہ کے روکنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ انہی ترودشج عوارض کی وجہ سے ''یکھشما روگ'' پیدا ہوجاتا ہے۔

چکناہٹ کا زائل ہو جانا

اس کو آیورویدک میں ''کھشے'' کہتے ہیں غصہ، افسوس، خواہش کی زیادتی اور حسد کے غلبہ کی وجہ سے انسان بہت دُبلا ہو جاتا ہے۔ نیز جماع یا فاقہ کشی سے دیرج (منی) اور ارج زائل ہو کر چکناہٹ دور ہو جاتی ہے اور وایو بگڑ کر دوشوں کو ابھارتا ہے جس سے زکام، بخار، کھانسی، اعضاء شکنی، دردسر، دمہ، ہل بھید، وجی، دردپسلی، آواز بیٹھ جانا، کندھوں کی جلن، یہ گیارہ عوارض پیدا کر دیتی ہے اور آخر کار دھاتوؤں کے زائل کرنے والے راج یکھشما مہاروگ پیدا ہو جاتا ہے اور یہ بہت جلد مریض کو ہلاک کر دیتا ہے۔

کھانے پینے میں بے ترتیبی

اس کو آیورویدک میں دوشماشن کہتے ہیں، جب مختلف قسم کی اغذیہ اور اشربہ کو بے ترتیبی سے استعمال کیا جاتا ہے تو بے ترتیب دوش پیدا ہوتے ہیں، جو مہلک امراض پیدا کر دیتے ہیں۔ نیز اپنی بے ترتیبی کی وجہ سے خون وغیرہ دھاتوں کے سوراخوں کو روک کر انہیں طاقت نہیں پہنچنے دیتا۔ وشماشن سے پیدا ہونے والے امراض مندرجہ ذیل ہیں: زکام، رال گرنا، کھانسی، قے، کھانے سے بے رغبتی، بخار، کندھوں کی جلن، خون کی قے ہونا، دردپسلی، دردسر، آواز کا بیٹھ جانا۔ یہی عوارض تردرج یکھشما میں بالترتیب پیدا ہوتے ہیں۔

- آیورویدک میں اسباب تپ دق وسل پر ایسی مفصل بحث کی گئی ہے کہ اگر ان اسباب کو مدنظر رکھا جائے اور ان کے مطابق علاج کیا جائے اور ادویات دی جائیں تو یقینی امر ہے کہ اس کو شرطیہ آرام ہو سکتا ہے۔ اس طریقہ علاج میں نہ صرف اسباب امراض کو عمدگی سے بیان کیا گیا ہے، بلکہ علامات قبل از مرض کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ تاکہ ان کی موجودگی میں بہت جلد اس مرض کے چنگل سے چھٹکارا حاصل کر لیا جائے۔

پورب روپ علامات قبل از مرض

اس مرض میں سب سے پہلے زکام ہوتا ہے، اس کے بعد بہ ترتیب، دُبلا پن، بے نقص باتوں میں نقص دکھائی دینا، جسم کا خوفناک ہونا، کراہت سا ہو جانا، غذا کھاتے رہنے کے باوجود طاقت اور گوشت کا کم ہوتے جانا، عورتوں کا اچھا لگنا، شراب اور گوشت کی خواہش ہونا، خلوت گزینی پر مائل ہونا، کھانے پینے کی چیزوں میں مکھی، گھن، بال اور تنکوں کا بالعموم گرنا، بالوں اور ناخنوں کا بہت بڑھ جانا، خواب میں پرندوں پتنگوں وغیرہ سے ڈر جانا، خواب میں بالوں، ہڈیوں اور راکھ کے ڈھیر پر جھپٹنا، نیز سوکھے ہوئے کنوؤں، کم ہوتے ہوئے پہاڑوں، جنگلوں اور ٹوٹے ہوئے تاروں کو دیکھنا راج یکھشما کے پورب روپ ہوتے ہیں۔

تپ دق اور سل کی ابتداء

اپنی اپنی حرارت سے جیسے جسم کے تمام دھاتو (رطوبات) پکتے ہیں۔ ویسے ہی اپنے اپنے سروتوں (سوراخوں) میں پہنچ جاتے ہیں، پھر خون دھاتوں کے ذریعے قوت حاصل کرتے ہیں، اس لئے سروتوں کے رُک جانے سے دھاتوں کے کم ہو جانے اور دھاتو کی حرارت کے زائل ہو جانے سے راج یکھشما کی پیدائش ہوتی ہے۔ جب حرارت کم ہو جاتی ہے تو شکم میں پڑے ہوئے تقریباً تمام کھانے کو طبیعت ہضم نہیں کر سکتی اور وہ تمام کا تمام کھانا پاخانہ (خمیر) بن جاتا ہے اور اس کا نہایت قلیل حصہ ارج میں شامل ہوتا ہے اس لئے راج یکھشما کے مریض کے پاخانے کا خصوصیت سے خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ تمام دھاتو کے کم ہونے سے مریض نہایت کمزور ہو جاتا ہے اور صرف پاخانے ہی کی نگرانی سے اس کی طاقت قائم رہ سکتی ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو، ایسی تدابیر عمل میں لاتے ہیں کہ پاخانے کا خمیر کم بنے اور خون زیادہ پیدا ہوتا رہے۔

جہاں تک آیورویدک کے علاج کا تعلق ہے، علامات کے مطابق نہایت کامیاب علاج وادویات اور اغذیہ تجویز کی گئی ہیں، ضرورت مند

اچھی طرح مستفید ہو سکتے ہیں۔

ہماری تحقیقات کا مقصد

آیورویدک بخاروں کے متعلق یہ نہیں ہے کہ اس میں بخاروں اور خاص طور پر تپ دق وسل میں اس کی معلومات غلط ہیں یا اس کا علاج اور ادویات مفید نہیں۔ بلکہ ہمارا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ آج کل اکثر ویدوں میں ایسے ہیں جو آیورویدک سے پورے طور پر واقف نہیں ہیں جو تھوڑے سے معالج واقف بھی ہیں وہ دوشوں کے تحت علاج نہیں کرتے اور اکثر مجربات سے علاج کرتے ہیں۔ جن میں فرنگی ادویات کی اکثریت ہوتی ہے جن کے دوشوں اور پرکرتی سے وہ بالکل واقف نہیں ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بخاروں اور خاص طور پر تپ دق اور سل کے علاج میں بالکل ناکام ہیں۔

چونکہ اکثریت ویدوں کی ایسی ہے جو دوشوں کے ذریعے علاج نہیں کر سکتی، اس کی وجہ سے کہ وہ دوشوں کے افعال اور اثرات سے پورے طور پر واقف نہیں رہے اور مجربات تلاش کرتے ہیں، اس لئے ہم نے نظریہ مفرد اعضاء کے تحت دوشوں کی تقسیم کر کے ان کے افعال و اثرات بیان کر دیئے ہیں۔ پھر مفرد اعضاء کے تحت بخاروں کی تقسیم کر دی ہے، تاکہ دوشوں کو سمجھنے کے بعد علاج بھی آسان ہو جائے۔

طب یونانی میں بخار کی اہمیت

طب یونانی سے مراد ہماری ہمیشہ اسلامی دور کی طب یونانی رہی ہے، کیونکہ اس دور میں طب یونانی اپنے انتہائی دور پر بھی تھی، اس میں طب یونانی میں کئی سو گنا اضافات ہوئے ہیں، ایسی ایسی نئی معلومات و مشاہدات اور تجربات کا اضافہ کیا گیا ہے جن کا طب یونانی میں اس کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ نیز اس دور میں ایسی ایسی تحقیقات ہوئیں جن کا عشر عشیر بھی فرنگی طب میں نہیں پایا جاتا ہے۔ طب یونانی کو سمجھنے کے لئے ابھی فرنگی طب کو کم از کم ایک صدی کی ضرورت ہے۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ فرنگی طب کی بنیاد طب یونانی پر ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ دعویٰ بالکل ایسے ہے جیسے کوئی سورج کی روشنی سے انکار کر دے۔ فرنگی طب نے اپنے ابتدائی دور میں ہی طب یونانی کی بنیادوں کو چھوڑ دیا تھا۔ بلکہ تعصب سے ان کی کتب کو آگ لگا دی تھی۔ فرنگی طب کی ترقی صرف فرنگی ترقی اور یورپ و امریکہ کی بڑھتی ہوئی سائنسی ترقی کے ساتھ آگے بڑھی اور شہرت حاصل کی۔ لیکن اس میں جو برائیاں ہیں، ان کی طرف ہمارے سوا کسی نے توجہ نہیں دی ہے۔

طب یونانی میں وہی طریقہ علاج ہے جو آیورویدک کے بعد دُنیا میں قائم ہوا۔ اور علمی وفنی حیثیت سے تمام دُنیا میں پھیلا اور اب تک آیورویدک کی طرح نہ صرف زندہ ہے بلکہ مخلوق خدا کی دُنیا کے باقی تمام طریق علاج سے زیادہ خدمت کر رہا ہے۔ شاید بعض لوگوں کو علم نہ ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ دیگر ممالک یہاں تک کہ یورپ اور امریکہ میں بھی طب یونانی قدیم طریق کے نام سے قائم ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ ملک چین میں فرنگی طریق علاج کے ساتھ ساتھ قدیم طریق علاج بھی رائج ہے۔ بلکہ ہر ہسپتال میں دونوں قسم کے معالج اکٹھے مل کر مریض کا علاج کرتے ہیں اور ہر مریض کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ جو طریق علاج پسند کرے سرکاری طور پر اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

لیکن ہماری تحقیقات یہ ہیں کہ فرنگی طب بالکل غلط ہے۔ اس کو فوراً ختم کر دینا چاہئے۔ کیونکہ نہ اس کا طریق علاج صحیح ہے اور نہ اس کی سائنسی تحقیقات درست ہیں۔ اس لئے ہم کو پھر مزید تحقیقات کے لئے پھر اپنی بنیاد آیورویدک اور اسلامی دور کی طب کو بنانا ہوگا۔ چونکہ فرنگی طب کے زیر اثر اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اصل اور صحیح قسم کے آیورویدک اور اسلامی دور کی طب کو کھو بیٹھے ہیں۔ اس لئے ہم نے ایک نیا ”نظریہ

مفرد اعضاء'' پیش کیا ہے جس کے تحت ہم آیورویدک اور طب یونانی بلکہ ہومیوپیتھی کی حقیقت وسچائی اور اصول وطریق علاج ذہن نشین کراتے ہیں۔ تاکہ پھر یہ طریق علاج نہ صرف اپنے اصل کمالات کے ساتھ زندہ ہوجائیں، بلکہ ان کی بنیادوں پر علم وفن طب میں مزید ترقی اور ارتقاء کی صورت قائم کردی جائے۔ ذیل میں اسی طب یونانی میں بخار کی جو حقیقت ہے، اس پر حقیقت نما روشنی ڈالتے ہیں۔ اپنے بیان میں ہم یہ کوشش ضرور کرتے ہیں کہ طب کا صرف وہی حصہ پیش کریں جو خالص اسلامی دور کی طب ہے۔ اس میں فرنگی کا اثر دخل نہ ہو۔ یہی کوشش ہم نے آیورویدک میں بھی کی ہے۔

طب میں بخار کی تعریف

اس کو عربی میں حمی اور فارسی میں تپ کہتے ہیں۔ یہ ایک عارضی اور غیر معمولی گرمی ہے جس کو حرارت غریبہ بھی کہتے ہیں۔ جو خون کے ذریعہ قلب سے تمام بدن میں پھیل جاتی ہے۔ جس سے بدن کے افعال میں کھلے طور پر نقصان پہنچتا ہے۔ غصہ اور تکان کی معمولی گرمی بخار کی حدود سے باہر ہے۔ کیونکہ اس سے کوئی غیر معمولی تبدیلی بدنی افعال میں لاحق نہیں ہوتی۔ البتہ اگر ان کے اسباب واثرات چند روز تک قائم رہیں، تو وہ بھی مستقل بخاروں میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔

طب میں بخار کی اقسام

بخار کی تین بڑی اقسام ہیں: (۱) حمی یوم (۲) حمی دق (۳) حمی عفن۔ پھر ان کے تحت ان کی چھوٹی اقسام ہیں۔

حمی یوم اور اس کے اقسام

حمی یوم وہ بخار ہے جس کی حرارت روح سے پھیلتی ہے۔ یعنی اس بخار کا تعلق اصل میں بدن کی بجائے روح سے ہوتا ہے۔ چونکہ اس قسم کے بخار میں اگر سبب قوی نہ ہو تو اکثر ایک یوم ہی رہتا ہے۔ اس لئے بخار کا نام حمی یوم یعنی یک روزہ بخار رکھا گیا ہے۔ چونکہ روح انسانی کی تین اقسام ہیں، اس لئے بخار کا نام روح حیوانی، طبعی یا نفسانی کوئی بھی ہو، عارضی حرارت سے گرم ہوجاتی ہے۔ پھر یہ حرارت قلب تک پہنچتی ہے اور قلب میں بھڑک کر شریانوں کے ذریعے تمام جسم کے اعضاء اور اخلاط میں سرایت کرجاتی ہے یہ گرم ہوجاتے ہیں جیسے تمام گرم ہوجاتا ہے۔ اس قسم کے بخاروں کی پیدائش بیرونی اسباب سے ہوتی ہے خواہ وہ اسباب بدنی ہو یا نفسانی یعنی خواہ وہ اس قسم کے ہوں کہ ابتداً ان کا تعلق بدن کے ساتھ ہو۔ جیسے سخت گرمی، سخت سردی، گرم غذاؤں اور دواؤں کا کھانا، شدید ریاضت اور بدن کو درد وغیرہ اور حرارت خواہ بیرونی اسباب اس کے اس قسم کے ہوں کہ ابتداً ان کا تعلق روح کے ساتھ ہو۔ مثلاً غصہ اور غم وغیرہ ان بخاروں میں نہ زیادہ خطرہ ہوتا ہے اور نہ زیادہ دیرپے ہوتے ہیں۔ کیونکہ روح جس کے ساتھ عارضی حرارت کا تعلق ہوتا ہے اپنی لطافت کی اکثریت کی وجہ سے عارضی حرارت جلد قبول بھی کرلیتی ہے اور جلد اس کو چھوڑ بھی دیتی ہے۔ اکثر ایک روز میں تحلیل ہوجاتی ہے اور کم ایسا ہوتا ہے کہ تین روز سے زیادہ وہ ٹھہرے۔ چونکہ روح نہایت تر ہوتی ہے اس لئے اس میں حرارت شدت نہیں پکڑتی ہے۔ یہ دوسرے بخاروں مثلاً دق یا عفونت کے بخاروں کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں، بشرطیکہ ان کی تدبیر میں کوئی غلطی واقع ہوجائے یا سبب قوی اور مستقل ہوجائے۔ اس بخار کی اقسام درج ذیل ہیں: (۱) غم کا بخار (۲) خوف اور فکر کا بخار (۳) غصے کا بخار (۴) خوشی کا بخار (۵) بیداری کا بخار (۶) تکان کا بخار (۷) اسہال کا بخار (۸) درد کا بخار (۹) غشی کا بخار (۱۰) بھوک اور پیاس کا بخار (۱۱) سدے کا بخار (۱۲) بدہضمی (۱۳) ورم کا بخار (۱۴) دھوپ کا بخار (۱۵) مسامات کے بند ہوجانے کا بخار (۱۶) شراب، گرم غذا، گرم دوا کا بخار (۱۷) ترجام کا بخار (۱۸) غذا کا بخار وغیرہ۔

حمیٰ عفونت اور اس کے اقسام

حمیٰ عفن وہ بخار ہے جس میں پہلے اخلاط متعفن ہو کر گرم ہو جاتے ہیں پھر یہ گرمی خواہ کسی عضو کی ہو روح اور قلب تک پہنچتی ہے۔ پھر یہ گرمی قلب سے تمام اعضاء میں پھیل جاتی ہے۔ جیسے کسی برتن میں گرم پانی ڈالنے سے وہ گرم ہو جاتا ہے چونکہ ان بخاروں میں اخلاط متعفن ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان بخاروں کو خلطی بھی کہتے ہیں۔ اور چونکہ اخلاط مادی ہیں، اس لئے ان بخاروں کو مادی بھی کہتے ہیں۔

اخلاط کے اندر عفونت (فساد) پیدا ہونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ پہلے ان ہی اخلاط کی کثرت یا ان کی غلظت یا ان کی لزوجیت لیسدار ہونے کے باعث سدے پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جب ہوا کے راستے اور رگوں کی نالیاں بند ہو جاتی ہیں تو سرد ہوا اور ارواح کے نہ پہنچنے کے باعث اور بخارات دخانیہ کے بند ہو جانے کے باعث جو کہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اخلاط متعفن ہو جاتے ہیں۔

عفونت کیا ہے؟

عفونت جس کو سڑاند بھی کہتے ہیں عارضی حرارت کے اس فعل کا نام ہے جو کسی رطوبت میں حرارت سے مخالف تغیر پیدا کر دیتا ہے کہ باوجود اپنی نوعیت پر قائم رہنے کے اپنے اصل مقصود کے کار آمد نہیں رہتی۔ گویا مادہ کے اندر تخمیر اور فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ جب اس کا تعلق بدن کی رطوبت سے ہوتا ہے تو سڑنے کے بعد نہ وہ پکتی ہے اور نہ اصلاح پذیر ہوتی ہے اور نہ اس سے بدن میں کوئی نفع پہنچتا ہے۔ کیونکہ یہ سب کام طبعی افعال سے ہیں جو حرارت اصلیہ کی مدد سے پورے ہوتے ہیں اور یہ حرارت آتشی، عارضی اور ان طبعی افعال کے مخالف ہوتی ہے۔ اس لئے اس رطوبت سے گرم اور تیز بخارات اٹھتے ہیں جو اعضاء کے مزاج کے مخالف ہوتے ہیں۔ اس وقت بدن کے اندر سوزش و گرمی اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ عارضی حرارت جب کسی مرکب میں اثر کرتی ہے تو اس کے مرکب اجزاء ناریہ یعنی آتشی اجزاء کو حرکت دے کر الگ کرنا چاہتی ہے۔ پھر یہ اجزاء اس عارضی حرارت کی امداد سے ہوا کے لطیف اجزاء کی جن سے حرکت کے باعث ملاقات ہو جاتی ہے ہوائی طبیعت کی طرف سے نکال کر آتشی طبیعت کی طرف لے آتے ہیں۔ یعنی ہوائی اجزاء کو آگ بنا دیتے ہیں۔ جس سے اجزاء ناریہ مرکب میں زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد عارضی حرارت کا اس مرکب پر غلبہ ہو جاتا ہے جس سے اس مرکب کی رطوبات گرم ہو کر اس قدر جوش مارتی ہیں کہ اس کے لطیف اجزاء کثیف اجزاء کو چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں اور عناصر میں جا ملتے ہیں۔ مرکب اجزاء سے نکل کر لطیف اجزاء کے عناصر میں ملنے کے عمل کو عمل احتراق کہتے ہیں۔

اگر عفونت اور احتراق کے طریق کار پر غور کیا جائے تو بے حد حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح سینکڑوں سال قبل حکماء اسلامی نے اس خوبصورتی سے فرمنٹیشن (عمل تخمیر) اور اوکسائیڈیشن (احتراق) کو بیان کیا ہے کہ ماڈرن سائنس بھی اس کو ذہن نشین نہیں کرا سکی۔ خاص طور پر آتشی اثرات سے ہوائی اجزاء اور رطوبت سے ناری اجزاء کو عناصر میں شامل ہونا قابل تعریف طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ اگر ماڈرن سائنس میں ہوا کے اندر جو آکسیجن، کاربانک اور ہائیڈروجن کے تغیرات بیان کئے گئے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طب کی نقل اُتاری گئی ہے جو کچھ ہم ماڈرن سائنس کی گیسوں پر لکھ چکے ہیں، اگر ایک بار پھر اس پر غور کر لیں تو طبی تحقیقات کا بے حد لطف آ جائے گا۔

اخلاط کبھی رگوں کے اندر متعفن ہوتے ہیں، کبھی رگوں کے باہر۔ جب رگوں کے اندر متعفن ہوتے ہیں تو اس سے ہر وقت کا رہنے والا بخار یعنی حمیٰ دائمی پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ رگوں کے اندر کے مواد رگوں کے طبقات کے دبیز اور ٹھوس ہونے کے باعث تحلیل نہیں ہو سکتے۔ نیز رگوں

کے متصلہ مواد جو عفونت کے لئے آمادہ ہوتے ہیں ان میں بہت جلد عفونت دوڑ جاتی ہے۔ علیٰ ہذا یہ مواد جب رگوں کے اندر ہوتا ہے اور کسی وقت نہیں ٹوٹتا لیکن ہر خلط کی جو باری مقرر ہے ان باریوں کے دن میں بخار میں ذرا زیادتی ہو جاتی ہے۔

جب رگوں سے باہر مواد متعفن ہوتے ہیں تو اس سے باری کے بخار پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ جو مواد رگوں کے باہر متعفن ہوتے ہیں وہ سارے کے سارے ایک جگہ تو ہوتے نہیں، اس لئے باری کے وقت جب اس کے کسی ایک حصے میں عارض آتی ہے تو وہ اس کی رطوبتوں کو فنا کر دیتی ہے۔ اور ان رطوبتوں کو پسینہ، بخارات اور دوسری شکلوں میں بدن سے خارج کر دیتی ہے۔ کیونکہ یہ مواد رگوں میں تو بند ہوتے نہیں جو دبیز ہیں جن میں خاکی اجزاء باقی رہ جاتے ہیں، جن کے ساتھ نہ بخار قائم رہ سکتا ہے اور نہ ہی عفونت کا مادہ بن سکتا ہے۔ اس وقت حرارت کے نہ ہونے سے بھی بخار باطل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مادہ کا کوئی دوسرا حصہ دوسری بار عفونت کے مقام پر گرتا ہے اور یہ بھی حرارت کی وجہ سے متعفن ہو جاتا ہے جو پہلی عفونت سے ان کے خاکی اجزاء اور جلے ہوئے مواد کے باعث مقام عفونت میں باقی رہ جاتی ہے یا جس سبب نے پہلے مادے کو متعفن کیا تھا۔ اسی سبب کے باقی ماندہ اثرات سے متعفن ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے بلغمی بخار کی باری ہر روز آتی ہے کیونکہ بلغم کی مقدار بدن میں زیادہ ہوا کرتی ہے۔ اس لئے وہ بآسانی جمع ہو جاتا ہے اور چونکہ اس میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے وہ بآسانی متعفن ہو سکتا ہے۔ اور سوداوی بخار کی باری چوتھے روز آیا کرتی ہے۔ کیونکہ سودا اپنی قلت مقدار کے باعث بمشکل متعفن ہوتا ہے، کیونکہ یہ خشک ہو جاتا ہے اور اگر سوداء سے مقابلہ کیا جائے تو صفراء اس کے لحاظ سے بآسانی اکٹھا ہوتا ہے، کیونکہ صفراء کی مقدار سوداء سے زیادہ ہوتی ہے اور سوداء کے لحاظ سے جلد متعفن بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ صفراء کا مزاج گرم خشک ہے، اسی وجہ سے صفراوی بخار ایک روز آتا ہے، ایک روز نہیں۔

بخاروں کے دوروں کی وجوہات

بخاروں کے دوروں کی وجوہات مختلف ہونے میں تین باتیں اہم ہیں: (۱) مادوں کا اکٹھا ہونا۔ (۲) ان کا متعفن ہونا۔ (۳) ان کا تحلیل ہونا۔ تفصیل ان کی درج ذیل ہے۔

۱۔ مادوں کا اکٹھا ہونا

مادے کے جلد یا دیر سے اکٹھے ہونے کا دارومدار مادہ کی مقدار پر ہے۔ جب مادہ زیادہ ہوتا ہے تو تھوڑی سی دیر میں بآسانی اکٹھا ہو جاتا ہے۔ برعکس اس کے جب مادہ تھوڑا ہوتا ہے تو دیر میں جمع ہوتا ہے۔ اسی طرح جلد یا دیر اکٹھے ہونے کا دارومدار اس کی کیفیت یعنی رقت وغلظت اور حرارت و برودت پر بھی ہے۔ چنانچہ جب مواد رقیق اور گرم ہوتے ہیں تو بآسانی جمع ہو جاتے ہیں اور برعکس اس کے جب مواد غلیظ اور سرد ہوتے ہیں تو بمشکل جمع ہوتے ہیں، لیکن دونوں باتوں میں سے مادہ کی مقدار کو دخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صفراوی بخار کی مہلت بمقابلہ بلغمی بخار کے زیادہ ہوتی ہے۔ حالانکہ صفراء بمقابلہ بلغم کے گرم اور رقیق ہے۔

۲۔ مادہ کا متعفن ہونا

مادہ کے جلد یا دیر سے متعفن ہونے کا دارومدار چار کیفیتوں پر ہے، جب مواد گرم یا تر یا گرمی اور تری سے مرکب ہوتے ہیں تو بآسانی متعفن ہو جاتے ہیں۔ اور جب سرد یا خشک یا سردی اور خشکی سے مرکب ہوتے ہیں تو بمشکل متعفن ہوتے ہیں۔

۳۔ مادہ کا تحلیل ہونا

مادہ کے تحلیل ہونے کا دارومدار لیسدار ہونے یا نہ ہونے، غلیظ و رقیق اور تر و خشک ہونے پر ہے بدن سے ان کا خارج کرنا دشوار ہوتا

ہے۔ لیکن ان تمام باتوں میں زیادہ اہمیت لیس کو ہے۔ اسی وجہ سے بلغمی بخار کے دورے کی مدت لمبی ہوتی ہے۔ بلکہ پورے طور پر اثر ہی نہیں۔ حالانکہ بلغم تر ہوا کرتی ہے، برعکس اس کے جب مواد رقیق اور لیس سے خالی ہوتے ہیں تو بدن سے ان کا اخراج کرنا سہل ہوتا ہے۔ خواہ مقدار بہت زیادہ کیوں نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ سوداوی بخار کے دورہ کی مدت بمقابلہ صفراوی بخار کے بڑی ہوتی ہے۔

عفونتی بخاروں کے اقسام

عفونتی بخار چاروں اخلاط کے شمار سے چار اقسام ہیں۔ پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ باری سے آنے والے اور دائمی رہنے والا باری کا بخار اس وقت آتا ہے جب مادہ رگوں سے باہر آتا ہو اور دائمی بخار اس وقت ہوتا ہے جب کہ مادہ رگوں کے اندر متعفن ہوتا ہے۔ لیکن بڑے بڑے رگوں کے اندر جب بہت سارا خون جمع ہو کر متعفن ہو جاتا ہے اور خون رگوں سے باہر متعفن ہو جاتا ہے تو اس صورت میں بھی دائمی بخار ہوا کرتا ہے۔ پھر جب ورم پک جاتا ہے تو اس کے اندر کے مواد خارج ہو جاتے ہیں تو بخار دور ہو جاتا ہے۔

بخاروں کے اقسام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حمیٰ غب

اس کو تجاری بخار بھی کہتے ہیں، جو اصل میں صفراوی بخار ہے جس کا مادہ رگوں سے باہر متعفن ہوتا ہے۔

حمیٰ محرقہ

یہ بھی ایک قسم کا صفراوی بخار ہے لیکن اس کا مادہ رگوں کے اندر متعفن ہوتا ہے۔

حمیٰ مطبقہ

یہ بخار دموی ہے، اس کا نام مطبقہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ رات دن یکساں رہتا ہے۔ مطبقہ کے لغوی معنی بھی یہ ہیں جو رات دن چڑھا رہے۔ جب کبھی خون عفونت کے بغیر گرم ہو جاتا ہے، اس میں صرف جوش سا آ جاتا ہے، اس کو سونوخس کہتے ہیں جو اکثر حمی مطبقہ میں تبدیل ہو جاتا ہے، دونوں کا علاج ایک اصول پر ہے، صرف شدت وخفت کا فرق ہے۔ جب مطبقہ عفونتی صورت اختیار کر لیتا ہے تو اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

اوّل: ''متزائدہ'' بڑھنے والا۔ یہ قسم بخار کے ختم ہونے تک زیادہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب خون میں تحلیل سے تعفن زیادہ ہو۔

ثانی: ''متناقصہ'' گھٹنے والا۔ یہ قسم بخار ختم ہونے تک کم ہوتا رہتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب تعفن تحلیل زیادہ ہو جس کے اسباب مذکورہ بالا اسباب کے مخالف ہوتے ہیں۔

ثالث: ''متساویہ'' قائم رہنے والا۔ یہ بخار ختم ہونے تک ایک ہی حالت میں رہتا ہے، یہ اس وقت ہوتا ہے جب تحلیل وتعفن دونوں برابر ہوں۔ ان تینوں میں بدتر بڑھنے والا ہے۔

چہارم: ''حمیٰ مواظبہ'' یعنی بلغمی وہ بخار ہے جو باری سے آتا ہے اور اس کی باری روزانہ آتی ہے۔ اس کا نام مواظبہ اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ یہ ہمیشہ روزانہ آتا ہے۔ ﴿مواظبت﴾ کسی کام کو ہمیشہ کرنا۔ اس بخار میں رگوں کے باہر بلغم متعفن ہوتا ہے۔

پنجم: "حمی لِثقہ" بلغمی دائمی بخار کا نام ہے۔ اس کا مادہ رگوں کے اندر متعفن ہوتا ہے، چونکہ اس کے بلغم میں رطوبت اور تری زیادہ ہوتی

ہے، اس لئے اس بخار کا نام لثقہ ہے، لثقہ (لام کی زیر) کے معنی تر کے ہیں۔

ششم: ''حمی ربع دائرہ'' اس بخار کا نام ربع ''چوتھا'' اس لئے رکھا گیا ہے کہ پہلی باری کے بعد دوسری باری کی ابتداء چوتھے روز ہوا کرتی ہے۔ بعض لوگ اس کا نام مثلثہ کہتے ہیں۔ جو غلط ہے۔ کیونکہ مثلثہ تجاری بخار کا نام ہے یہ بخار سوداوی ہوتا ہے، جس کا مادہ رگوں کے باہر متعفن ہوتا ہے۔

ہفتم: ''حمی ربع لازمہ'' یہ بھی سوداوی بخار ہے اس میں بھی باری کے چوتھیا بخار کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کے ساتھ لرزہ نہیں ہوتا اور چوتھے روز بجائے نئی باری آنے کے بخار میں شدت ہو جایا کرتی ہے۔ باقی دنوں میں ہلکا رہتا ہے۔ اس بخار کا وجود نہایت کم ہوتا ہے۔

ہشتم: ''خمس، سدس سبع'' یہ بخار پانچویں، چھٹے، ساتویں روز یا زیادہ دنوں کے بعد دورہ کیا کرتا ہے۔ وہ بھی دراصل چوتھیا بخار کی قسم ہے، کیونکہ یہ بھی اسی قسم کے مادے سے پیدا ہوتا ہے۔ جس قسم کے مادہ سے چوتھیا بخار ہوا کرتا ہے۔ لیکن اس کا مادہ چوتھیا بخار سے زیادہ غلیظ ہوتا ہے۔

نہم: ''حیات مختلط'' اس سے مراد وہ بخار ہے جن کے دورے ایک قاعدہ سے نہیں آتے ہیں۔

دھم: ''اِنقیالوس'' اس بخار میں اندر سردی اور باہر گرمی ہوتی ہے۔ یہ بلغم زجاجی (گاڑھی لیسدار) سے پیدا ہوتا ہے۔ جو کہیں اندر گہرائی میں ہوتا ہے۔ جہاں یہ ہوتا ہے وہاں تو اس کی سردی سے ٹھنڈ ہوتی ہے، لیکن اس میں چونکہ عفونت لاحق ہوتی ہے، اس لئے اس کے متعفن ہونے سے کچھ بخارات اُٹھ کر بیرونی اعضاء کو گرم کر دیتے ہیں۔

یازدھم: ''لیفوریا'' مندرجہ بالا بخار کے برعکس اس بخار میں اندر گرمی اور باہر سردی ہوتی ہے۔ دراصل غلیظ بلغم اس کا سبب ہوتا ہے۔ جو اندر متعفن ہو کر گرمی پیدا کر دیتا ہے، اور اس سے اس قدر بخارات نہیں اٹھتے جو بیرونی اعضاء میں پھیل کر زیادہ گرمی پیدا کر سکیں۔ حقیقت میں یہ بلغم نہایت سرد ہوتا ہے جس سے تیز اور زیادہ بخارات نہیں اٹھتے۔

دواز دھم: ''حمی غشیہ'' یہ وہ بخار ہے جس کے آنے کے وقت غشی لاحق ہوتی ہے۔ یہ بخار اکثر اس وقت لاحق ہوتا ہے جب کہ فم معدہ ضعیف ہوتا ہے اور وہ اپنے کچے اخلاط اور بلغم کی کثرت کو دفع کرنے سے عاجز ہوتا ہے۔ جب ان خام مادوں کا کچھ حصہ سرد ہوتا ہے تو قلب کی طرف گرتا ہے جس سے غشی آ جاتی ہے۔ گاہے یہ بخار ایسے صفراوی مواد سے پیدا ہوتا ہے جو نہایت رقیق ہونے کی وجہ سے نفوذ کرنے والے ہوتے ہیں اور جن کا جوہر ردی اور زہریلہ ہوتا ہے اور جس میں تعفن لاحق ہوتا ہے۔ اس کے تعفن کی وجہ سے اس کی برائی اور اس کا فساد اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور بدن میں پھیل کر کچھ قلب تک پہنچ جاتا ہے ان عفونتی بخاروں کے اقسام ختم ہوئے جن کی عفونت جسم میں تیار ہوتی ہے۔

اب ان بخاروں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی عفونت جسم انسان کے باہر فضا میں تیار ہوتی ہے، ایسے بخاروں کو وبائی بخار کہتے ہیں۔

حمیٰ وبائیہ

وبا ایک تعفن یا سڑاند ہے جو ہوا میں پیدا ہوتی ہے، ہوا سے مراد وہ جسم ہے جو زمین کے اوپر کی فضاء میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ جسم حقیقت میں خالص ہوا نہیں ہے بلکہ اس کے اندر اصلی ہوا کے علاوہ پانی کے اجزاء جو بخارات کی شکل میں اٹھتے ہیں مٹی کے اجزاء جو دھوئیں اور غبار کے ساتھ اٹھتے ہیں اور آگ کے اجزاء جو زمین سے اٹھتے ہیں یہ سب چیزیں شامل ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ ہوا غیر چیزوں سے مل کر خالص اور بسیط نہیں رہی ہے، اس لئے اس کا متعفن اور گندہ ہونا محال نہیں ہے۔ چنانچہ جب اس کے ساتھ برے بخارات مل جاتے ہیں جو خراب کانوں یا گندی جھیلوں یا خراب سبزیوں اور درختوں یا میدان کی لاشوں اور مردوں وغیرہ سے نکلتے ہیں یا جب ہوا کے ساتھ کوئی اور چیز مل جائے جس سے کہ وہ خالص نہیں رہی یا

جب آسمانی بارش زمینی نامعلوم اسباب سے ہوا میں غیر معمولی تری آ جائے تو جلد سے جلد متعفن ہونے کے لئے ہوا میں قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے لئے ہلکی حرارت کا عمل کرنا شرط ہے۔ ہوا کا یہ تعفن اس پانی کے تعفن سے مشابہت رکھتا ہے جو کھڑا ہوا اور دوسرے اجزائے ارضیہ کے مل جانے سے بگڑ گیا ہو۔ جب ہوا متعفن ہو جاتی ہے تو بدن کے مواد بھی گندے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ہوا کے یہی گندے اجزاء اخلاط کے ساتھ مل جاتے ہیں اور اس طرح اخلاط میں بھی عفونت آ جاتی ہے کہ جب ایک عارضی اور زہریلی چیز بدن میں پہنچتی ہے تو قوتیں کمزور ہو کر رطوبتوں کے قبضہ وتصرف سے عاجز اور عارضی حرارت کے روکنے سے مجبور ہو جاتی ہے اور سب سے پہلے قلب کے مواد گندہ ہو جاتے ہیں کیونکہ بیرونی ہوا سب سے پہلے قلب تک ہی پہنچتی ہے جہاں پر اس کا خون متعفن ہو جاتا ہے، پھر تمام جسم میں پھیل کر بخار کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ بخار ایک بڑی مخلوق کو جن کے بدن میں استعداد و قابلیت ہوتی ہے، لاحق ہوتا ہے۔ کیونکہ اوّل تو اس کا سبب ہی عام اور پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ دوئم ان مریضوں کے بدن سے بو اور زہریلے مادے دوسرے لوگوں کے سانس میں چلے جاتے ہیں۔ جب یہ دوسرے شخص کے قلب میں پہنچتے ہیں تو اس میں اثر کر کے اس کے مزاج، اخلاط اور روح کو فاسد کر دیتے ہیں۔ وبا کی استعداد اور قابلیت ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کا بدن برے مواد سے پر اور وبائی ہوا کے مناسب ہوتا ہے۔ اور جن کا بدن ضعیف ہوتا ہے، ایسے بخار اکثر موسموں کے تغیرات خصوصاً برسات کے موسم کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ مرطوب زمین میں ہلکی حرارت فوراً گندے اور متعفن بخارات پیدا کر کے فضا میں کم وبیش تعفن پیدا کر دیتی ہے۔ البتہ سردی تری کے امراض جیسے نزلہ، زکام، کھانسی، ذات الریہ کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ وبائی بخار کی علامتوں میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ یہ بہت سے لوگوں بلکہ حیوانوں کو بھی عام طور پر کثرت کے ساتھ لاحق ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کی عمومیت کی وجہ سے اس کو وبا کہتے ہیں۔ ورنہ موسم کے لحاظ سے مندرجہ بالا تمام عفونتی بخار (دموی، بلغمی، صفراوی اور سوداوی) اپنے اپنے موسم وبا کے کمی بیشی کے ساتھ ساتھ شدید اور خفیف ہوتے رہتے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ جس بخار کو موسمی بخار کہتے ہیں وہ حمی (صفراوی) ہے۔ کیونکہ ہر برسات میں فضاء میں تعفن ہوتا ہے۔ اور صفراوی بخار وبائی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

حمیٰ جدری اور حمیٰ حصبہ

یہ دونوں بخار بھی عفونتی وبائی بخار ہیں، ان میں شدت اور خفت کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں میں جسم پر دانے نکلتے ہیں۔ حمی جدری ''چیچک'' میں موٹے موٹے اور شدت سے دانے نکلتے ہیں۔ اور حمی حصبہ (خسرہ) میں شدت بہت کم ہوتی ہے۔ اور دانے بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ جسم کو تکلیف بھی کم ہوتی ہے۔ دونوں بخار دموی ہیں۔ یعنی خون متعفن ہو کر جوش مارنے لگ جاتا ہے۔ یہ بخار بچوں کو زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ ان کا مزاج دموی اور گرم تر ہوتا ہے۔

حُمیات مرکبہ

گاہے ایک بخار دوسرے کے ساتھ مرکب ہو جاتا ہے۔ ان مرکب بخاروں کی قسمیں اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا شمار کرنا اور ان کو ضبط تحریر میں لانا محال ہے۔ بعض تو وہ ہیں جو ایک ہی جنس کے ایک ہی قسم کے دو بخاروں سے مرکب ہوتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو دو مختلف جنسوں سے مرکب ہوتے ہیں، بعض وہ ہیں جو تپ لازمی اور تپ غیر لازمی سے مرکب ہوتے ہیں۔ تیسرے غیر لازمی بخار سے مرکب ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ ترکیب کی اور بھی بہت سی قسمیں ہیں، اس لئے مناسب نہیں ہے کہ بخاروں کی تشخیص میں ان کے دوروں پر بھروسہ کریں۔ بلکہ ان کی علامات مخصوصہ اور عوارض لازمہ پر نظر رکھیں۔ کیونکہ گاہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو غب دائرہ کے ملنے سے روزانہ بخار آنے لگتا ہے۔ حالانکہ ایسے دوا رُر کے

بلغمی بخاروں کے مرکب ہوتے ہیں۔ اگر ان دوروں کو دیکھ کر بلغمی بخار کا علاج کیا جائے تو یقیناً مرض ہلاک ہو جاتا ہے۔ لیکن حُمیات مرکبہ میں اکثر صفراء اور بلغم کے بخار جمع ہوا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام حمیات مرکبہ میں صرف اسی ایک بخار کا مخصوص نام شطر الغب رکھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ بخار بلغمی اور صفراوی بخار سے مرکب ہوتا ہے۔ شطر کے معنی جز واور بعض کے ہیں۔ اس بخار میں بلغم اور صفراء دونوں کے جزو ملے ہوتے ہیں۔

بخاروں کی کثیر اقسام پر اعتراض

کہا جاتا ہے کہ مفرد بخار بھی کچھ کم نہیں۔ لیکن مرکب بخاروں کا شمار تو تقریباً ناممکن ہے۔ ان کی تعداد بلا مبالغہ لاکھوں تک چلی جاتی ہے، درحقیقت یہ بات نہیں ہے بخار صرف مفرد ہی ہیں۔ بخاروں کی مرکب صورتیں صرف تشخیص کے لئے کی گئی ہیں تا کہ علاج میں سہولتیں ہوں۔ بالکل آیورویدک کے دوشوں کی طرح کبھی ایک خلط خراب ہو جاتی ہے۔ کبھی شدید فساد و زہر اور تعفن وسڑاند کی وجہ سے کبھی دو اور کبھی تین اور کبھی چاروں اخلاط خراب ہو جاتے ہیں۔ ان مرکب بخاروں میں ان اخلاط کی خرابیوں کو مرکب صورتوں میں تشخیص کی خاطر ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ جو لوگ بخاروں کی کثرت اقسام پر اعتراض کرتے ہیں دراصل ان کو حیران ہونا چاہئے کہ طب میں بخاروں کو کس قدر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ حکماء اور اطباء کی بخاروں اور علم وفن طب پر کس قدر گہری نظر تھی۔ یہ قصور ان کے نظر وفکر کا ہے کہ انہوں نے نہ ان کے علم وفن کو جانچا اور نہ ہی ان پر غور کر کے ان سے مفید مقاصد حاصل کئے۔ نہ سمجھنے کی وجہ سے بے معنی اعتراض کئے گئے ہیں۔

حمیٰ دق

تپ دق وہ عارضی حرارت جو اعضاء اصلیہ اور بالخصوص قلب کے ساتھ وابستہ ہے۔ جس سے بدن کی رطوبتیں تحلیل ہو کر فنا ہونے لگتی ہیں۔ تپ دق کی پیدائش گاہے اسباب سابقہ سے ہوتی ہے، مثلاً تپ محرقہ جب کہ اس کی مدت بڑھ جاتی ہے اور قلب اور اعضاء اصلیہ کی رطوبتوں میں حرارت عمل کر کے اس کو فنا کر دیتی ہے۔ مثلاً گرم ورم جو سینہ میں پیدا ہوا ہو اس کی حرارت قرب کی وجہ سے قلب تک پھر قلب سے دوسرے اعضاء اصلیہ تک پہنچے۔ یہ حرارت قلب اور شرائین کی رطوبتوں کو جذب کر کے انہیں خشک کر دیتی ہے۔ جس کے ساتھ اعضاء اصلیہ بھی خشک ہو جاتے ہیں اور گاہے تپ دق اسباب بادیہ یعنی بیرونی اور خارجی اسباب سے پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً غم وغصہ، غور وفکر، بیداری تکان، کافی مدت تک بھوکا رہنا یا ضرورت کے مطابق غذا کا نہ ملنا۔ اور دوسرے ایک ایسے اسباب کا اثر اس وقت زیادہ ہوتا ہے۔ جبکہ یہ اسباب عالم جوانی میں جمع ہوں۔ نیز موسم گرما ہو اور مریض کا مزاج بھی گرم ہو اور دوسری تدبیریں بھی گرم اختیار کی جائیں۔

تپ دق کے تین درجات ہیں۔

پہلا درجہ: عارضی حرارت ان رطوبتوں کو فنا کرنے لگی ہو جو چھوٹی چھوٹی رگوں (عروق شعریہ) کے اندر ہوتی ہیں، اور ان رطوبتوں کو فنا کرنے لگی ہو جو اعضاء کی کشائشوں اور ان کی وسعتوں میں ہوتی ہیں۔ اعضاء کی کشائشوں سے مراد وہ چھوٹی چھوٹی خلائیں اور باریک خانے ہیں جو گوشت جیسے نرم اعضاء میں تو نمودار نہیں ہوتے، کیونکہ ان کے اجزاء باہم ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں اور ہڈی جیسے سخت اعضاء میں یہ خانے نمودار ہوتے ہیں (ان خانوں سے مراد خلیات ہیں)۔

دوسرا درجہ: دوسرا درجہ یہ ہے کہ اعضاء کی اندرونی رطوبت فنا ہو جاتی ہے اور حرارت کا تعلق اس رطوبت کے ساتھ ہو جاتا ہے جو قریب بہ انجماد اور اعضاء کے ساتھ چسپاں ہونے والی ہوتی ہے۔ تپدق کے اس درجہ کا نام ذبولؔ (پگھلنا) ہے۔ اس لئے محض دق کا نام پہلے درجے تک ہی محدود سمجھا جاتا ہے۔ اور پہلا درجہ ہونے کی وجہ سے ہی تمام درجات پر بول لیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ: تیسرا درجہ یہ ہے کہ یہ رطوبتیں بھی فنا ہو چکی ہوتی ہیں۔ اور حرارت کا تعلق اس رطوبت سے ہو چکا ہوتا ہے جو پیدائش کے وقت عناصر سے یعنی پانی اور ہوا سے بدن میں حاصل ہوتی ہے۔ اس کو رطوبت اسطقیہ اور رطوبت منویہ بھی کہتے ہیں۔ جن سے اعضاء مفردہ کے اجزاء ابتدائی پیدائش سے باہم متصل و چسپاں رہتے ہیں۔ اور جن کے فنا ہونے سے اعضاء کے اجزاء الگ الگ اور ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ تپ دق کے اس درجہ کا نام مفتت (ریزہ ریزہ کرنے والا) اور مخفف (بوسیدہ کرنے والا) ہے۔

دق جب پہلے درجہ میں ہوتا ہے تو اس کی تشخیص دشوار ہے۔ مگر علاج اس کا سہل ہے اور جب یہ دوسرے درجہ میں ہوتا ہے تو اس کا پہچانا سہل ہے مگر علاج دشوار ہے اور جب یہ تیسرے درجہ میں ہوتا ہے تو اس کا علاج بالکل ناممکن ہے۔ [از شرح اسباب و علامات]

طب میں بخاروں کی اہمیت و اقسام اور تشخیص و اسباب کو اس قدر اچھے انداز میں بیان کیا ہے کہ بخاروں کی کوئی ایسی صورت باقی نہیں رہتی بلکہ تشخیص کی باریکیوں کے مدنظر بخاروں کے اس قدر اقسام بیان کر دیئے ہیں کہ ایک عوامی معالج پڑھ کر گھبرا جاتا ہے کہ اس قدر اقسام کا علاج کرنا اور ہر قسم میں اس کی مخصوص رعایت رکھنا تو رہی ایک طرف ان اقسام کو پورے طور پر سمجھنا بھی بے حد دشوار ہے۔ لیکن دراصل یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ کم علم و عقل کی صورت ہے۔ ورنہ صرف مفرد بخاروں کو پورے طور پر ذہن نشین کر لینے سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ مرکب صورتیں تو اس وقت سامنے آتی ہیں جب مفرد صورتوں کی باریکیوں کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ورنہ دراصل مرکب بخار اپنے اندر کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ جب مفرد بخاروں پر پورے طور پر عبور حاصل ہو جاتا ہے تو مرکب بخاروں کی حقیقت آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے۔

جن اہل علم اور صاحب فن نے طب میں بخاروں کا گہرا مطالعہ نہیں کیا اور وہ فرنگی طب کے بخاروں کے متعلق تحقیقات پر حیران ہوتے ہیں۔ وہ لوگ اندھیرے میں ہیں۔ طب میں بخاروں کے متعلق جو ماہیت و تقسیم اور تشخیص و اسباب کو جس فطری (نیچرل) اور باقاعدہ (سسٹے میٹک) انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ فرنگی طب میں ان خوبیوں کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ طب میں بخار کی تقسیم سمجھ لینے کے بعد نہ صرف ہر قسم کے بخار سمجھ میں آ جاتے ہیں بلکہ ان کا علاج سہل اور آسان ہو جاتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مرکب بخاروں میں تمام بخاروں کے تعلق کو اس طرح واضح کر دیا ہے۔ جس سے تمام بخاروں پر سیر حاصل روشنی پڑ جاتی ہے۔ طرہ یہ ہے کہ موسمی بخاروں اور دق کے بیان کا انداز ہی جدا ہے۔ ان کو اس طرح ذہن نشین کرایا ہے کہ فرنگی خود ان کو پورے طور پر نہیں سمجھ سکا۔ ایک طرف ان کو جدا جدا صورتوں میں بیان کیا ہے دوسری طرف یہ ثابت کر دیا ہے کہ دیگر بخاروں کا بھی ان سے گہرا تعلق ہے۔ افسوس فرنگی ڈاکٹر اور فرنگی حکیموں نے اس طرف غور ہی نہیں کیا ہے۔

ذیل میں ہم ان بخاروں کو بیان کرتے ہیں جو فرنگی طب نے بیان کئے ہیں۔ ہم ان کو ان ہی کی تحقیق کے مطابق بیان کریں گے۔ جس طرح ہم نے آیورویدک اور طب کے بخاروں کو ان کی تقسیم کے مطابق بیان کیا ہے۔ ان شاء اللہ یہاں بھی کمی بیشی نہیں کریں گے۔ اگر ہم سے کہیں کمی بیشی ہو جائے تو ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ صحیح حقیقت بیان کر دے۔ ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔

فرنگی طب اور بخار

فرنگی طب میں بخار کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ کسی مرض کا نام نہیں ہے بلکہ ایک ایسی علامت ہے جو بہت سی بیماریوں میں پائی جاتی ہے اور بعض امراض میں ایسی شدت سے ایسی تکلیف اور خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ مریض اور طبیب دونوں اصل مرض کو بھول کر اس کو مرض سمجھ لیتے ہیں۔

ایک اعتراض

فرنگی طب میں اگر متعدی امراض خصوصاً بخاروں پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ پیدائش امراض فرنگی ڈاکٹر جراثیم کو اسباب خصوصاً اسباب فاعلہ اور واصلہ سمجھتے ہیں۔ تو ایسی صورت کو بخار کی علامات کیسے کہا جاسکتا ہے۔ بخار علامت اس صورت میں بن سکتا ہے جب وہ بخار کے اسباب میں دیگر امراض کو بیان کریں۔ جب وہ صاف اور واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ جراثیم جسم میں داخل ہو کر اس میں اپنے زہریلے اثرات سے مختلف قسم کے بخار پیدا کردیتے ہیں تو پھر بخار علامت نہ رہا بلکہ بذات خود مرض ہو گیا۔

اگر فرنگی طب بخار کو ایک علامت تسلیم کرتی ہے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بخاروں کے اسباب فاعلہ اور واصلہ جراثیم نہیں ہیں۔ بلکہ دیگر امراض ہیں۔ ایسا تسلیم کرنے سے جراثیم کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ اب چاہئے وہ جراثیم کی اہمیت کو قائم رکھتے ہوئے اس کو سبب فاعلہ اور واصلہ تسلیم کرے۔ ورنہ اس کو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ بخار کو اصل مرض تسلیم کرتی جو قطعاً غلط سوچ ہے۔ یہ اعتراض اس لئے کیا گیا ہے کہ آئندہ صفحات میں ہم یہ ثابت کریں گے کہ نہ جراثیم اسباب واصلہ اور فاعلہ ہیں اور نہ بخار مرض ہے جیسا کہ فرنگی عملی طور پر تسلیم کرتا ہے۔

فرنگی طب میں بخار کی تعریف

بدن انسان کی اس حالت کو تپ کہتے ہیں جس میں بدن کی حرارت درجہ اعتدال سے بڑھ کر کچھ عرصہ کے لئے غیر طبعی حالت میں قائم ہو جاتی ہے۔ جس میں نظام جسمانی میں شدید خلل واقع ہو جاتا ہے۔ عام طور پر حرارت جسمانی کے بڑھ جانے کو خواہ وہ کسی سبب سے زیادتی کرے تپ یا بخار کہتے ہیں۔

اس امر کو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ فرنگی طب حرارت کو صرف ایک ہی قسم تسلیم کرتی ہے۔ وہ حرارت کی غیر طبعی حالت کو تو تسلیم کرتی ہے مگر اس کو طبعی حرارت سے جدا نہیں سمجھتی۔ بلکہ اسی میں اضافہ خیال کرتی ہے۔ گویا ان کے نکتہ نگاہ میں نہ کوئی عارضی حرارت یا حرارت غریبہ ہے اور نہ عنصری حرارت، حرارت غریزیہ ہے بلکہ حرارت محض ایک حالت ہے جس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کے اعتدال سے زیادتی کا نام بخار رکھا گیا ہے۔

حیرت تو اس امر کی ہے کہ فرنگی طب اپنی روشنی ماڈرن سائنس سے حاصل کرتی ہے اور ماڈرن سائنس یہ تسلیم کرتی ہے کہ آکسیجن ہائیڈروجن اور کاربانک ایسڈ گیس میں بہت فرق ہے۔ سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ اوّل الذکر جلاتی ہے اور مؤخر الذکر دونوں جلتی ہیں۔ دوسرے یہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ جب انسان سانس لیتا ہے اس کے جسم میں ہوا کے ساتھ آکسیجن اندر داخل ہوتی ہے۔ کاربانک ایسڈ گیس اندر سے خارج ہوتی ہے۔ تیسرے یہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ بخار کی حالت میں جسم میں آکسیجن کی بجائے کاربانک ایسڈ گیس بڑھ جاتی ہے۔ ان حقائق کو سامنے رکھ کر وہ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتی کہ بخار کی حالت میں جو حرارت درجہ اعتدال سے بڑھ کر غیر طبعی صورت اختیار کر لیتی ہے کیا وہ آکسیجن ہوتی ہے یا کاربانک ایسڈ گیس کی زیادتی ہوتی ہے جو جسم انسانی کے لئے طبعی اور اصلی حرارت نہیں ہے جو اندر جا کر ہائیڈروجن کو جلا کر ایک خاص قسم کی حرارت پیدا نہیں کرتی جو در اصل عارضی حرارت یا حرارت غریبہ اور بخار کا کام کرتی ہے۔ کیا کوئی فرنگی ڈاکٹر تسلیم کر سکتا ہے کہ بخار کی حالت میں جو حرارت درجہ اعتدال سے بڑھ چکی ہے وہ آکسیجن کی زیادتی ہے اور کاربانک ایسڈ گیس کی زیادتی نہیں ہے۔ اگر ہمارا استدلال صحیح نہیں ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ حرارت جو درجہ اعتدال سے بڑھ گئی ہے وہ عام حرارت نہیں ہے جس کو ہم عارضی حرارت اور حرارت غریبہ کہتے ہیں۔

اسی پر ہی بس نہیں ہے بلکہ اگر خمیر اور تعفن کو سامنے رکھیں اور ان سے جو گیس پیدا ہوتی ہے اگر اس پر بھی غور و فکر کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس

سے جو حرارت پیدا ہوتی ہے وہ اس حرارت سے بالکل مختلف ہے جس میں انسان بہت آسانی سے سانس لے کر اپنی صحت قائم رکھ سکتا ہے۔ یہ اور اس قسم کی بے شمار غلطیاں ہیں جو فرنگی طب نے علم و فن علاج میں کی ہیں۔ جن کا ہم تفصیل سے ذکر کریں گے۔ کیونکہ اس کے غلط طریق علاج نے فن میں بے شمار خرابیاں پیدا کر دی ہیں۔ بلکہ فن علاج کو بنی نوع انسان کے لئے نقصان رساں کی شکل وصورت حاصل کر لی ہے۔ اس لئے ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اس کی خرابیاں اور غلطیاں عوام تک پہنچائیں تاکہ وہ اس کے نقصانات اور خرابیوں سے محفوظ رہ سکیں اور عوام کا یہ خیال بھی دور ہو جائے کہ تحقیقی اور صحیح طریق علاج ہے۔

زندگی اور حرارت کا اعتدال

فرنگی طب اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ اگر زندگی کا دارومدار حرارت پر ہے جب اعتدال حرارت نہیں رہتا تو صحت بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ درجہ اعتدال حرارت سے تولید حرارت، اخراج حرارت، دو علیحدہ علیحدہ فعل مفہوم ہوتے ہیں۔ اگر حرارت فقط پیدا ہوتی ہی رہے اور خارج نہ ہو تو اس کی اس قدر افراط ہو جائے گی کہ درجہ اعتدال سے کہیں زیادہ بڑھ جائے گی۔ ماسوا اس کے تولید واخراج حرارت کے درمیان درجہ اعتدال قائم ہو جانا ایک اتفاقی امر نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کا ایک ایسا مستحکم انتظام ہونا چاہئے تاکہ اس کا ماحصل ہمیشہ درجہ اعتدال رہے۔

تولد حرارت کس طرح اور کہاں پر ہوتا ہے

فرنگی طب یہ حقیقت تسلیم کرتی ہے کہ کیمیاوی تبدیلیاں اگرچہ بدن میں سب جگہ پر ہوتی ہیں مگر سب اعضاء میں یکساں نہیں ہوتیں۔ عظام وعفاریف اور اوتار و رباط جو خود بخود متحرک نہیں ہوتے ان میں کیمیائی عمل بہت کم ہوتے ہیں اور حرارت کم بنتی ہے۔ اسی سبب سے یونانی اطباء مفاصل کا مزاج سرد مانتے ہیں۔ اعصاب وعضلات اور غدد ایسے مادہ سے بنتے ہیں جن میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ عمل ہوتا رہتا ہے۔ جس سے ان میں حرارت پیدا ہوتی رہتی ہے۔ جس وقت اعضاء اپنے اپنے افعال سرانجام دیتے ہیں اس وقت ان میں کیمیاوی تبدیلیاں بھی زیادہ ہوتی ہیں اور ان اوقات میں ان میں سے حرارت بھی زیادہ نکلتی ہے۔

تنفس کی دھونکنی ہر وقت چلتی رہتی ہے۔ دل کی گھڑی ہر وقت ٹک ٹک کرتی رہتی ہے اور معدہ اور امعاء کی چکی ہر وقت پستی رہتی ہے۔ لہٰذا ان مقامات میں حرارت غریزی بھی ہمیشہ بنتی رہتی ہے۔ غدود کے کارخانوں میں جس وقت رطوبتیں تیار ہوتی ہیں تو وہاں پر بھی چمنیاں گرم ہوتی ہیں، خون ہر وقت دورہ کرتا ہے اور اس کے اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کھاتے اور گرم ہوتے ہیں۔

مفصلہ بالا افعال وحرکات عضلات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ہمارے بدن کا بڑا بھاری حصہ عضلات سے بنا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے عضلات کا قبض وبسط حرارت ہے تو اس بات سے ظاہر ہے کہ جب ہم ریاضت یا سخت کام کرتے ہیں تو بدن میں حرارت بھی زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ سرعت نفس اور کثرت عرق کے ذریعے حرارت ساتھ ساتھ خارج نہ ہوتی جائے تو بدن بہت جلد گرم ہو جائے گا۔ جب عضلات میں تشنج ہوتا ہے تو بدن کی حرارت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ کزاز اور دیگر تشنجی امراض میں بدن کی حرارت اس کثرت سے زیادہ ہو جاتی ہے کہ بیمار کے مر جانے کے بعد کچھ عرصہ تک بدن گرم رہتا ہے۔

اکثر حمیات کے شروع میں جاڑا لگتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ عضلات میں تشنج واقع ہو کر زیادہ حرارت پیدا ہو رہی ہے جس کے سبب سے بدن کی حرارت بڑھ جاتی ہے۔ غیر طبعی طور پر جب حرارت بدن کچھ عرصہ کے لئے تجاوز کر جاتی ہے تو ہزال اور لاغری زیادہ تر عضلات میں واقع ہوتی ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ حرارت پیدا کرنے کا سامان زیادہ تر عضلات سے لیا گیا ہے۔ گرم اغذیہ اور ادویہ سے بھی حرارت

پیدا ہوتی رہتی ہے۔

اخراج حرارت کس طرح ہوتا ہے

علم طبیعات سے ہمیں معلوم ہے کہ طبعی طور پر گرم اجسام میں سے حرارت تین طرح سے منتشر ہوتی ہے، پہلے طریقہ کو انعکاس حرارت کہتے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی گرم چیز کسی سرد مقام میں رکھی جاتی ہے تو حرارت کی شعاعیں اس میں سے چاروں طرف کو نکلتی ہیں اور خارج ہوتی رہتی ہیں اور رفتہ رفتہ وہ جسم سرد ہو جاتا ہے اور اس کے اطراف کی ہوا کے درجہ پر اس کی حرارت بھی کم ہو جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ انعکاس حرارت گرم جسم میں سے اس صورت میں ممکن ہے کہ جب اس کے ماحول کی ہوا کی حرکت اس کی اپنی حرارت کی نسبت کم ہو اور اگر ہوا کی حرارت اس سے زیادہ ہو تو انعکاس حرارت بھی اس کے برعکس ہوگا۔ یعنی ہوا کی حرارت اس چیز کو گرم کر دے گی، سرد اور گرم موسموں میں ایسے تجربات اکثر ہوتے رہتے ہیں۔

دوسرے طریقے کو اتصال یا مَس کہتے ہیں یعنی جب ایک گرم اور ایک سرد جسم ایک دوسرے کے ساتھ مماس ہوتا ہے تو گرم جسم میں سے حرارت منتقل ہو کر سرد جسم کو گرم کر دیتی ہے، حتیٰ کہ دونوں اجسام کی حرارت مساوی ہو جاتی ہے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ جب مادہ مکثف ہیئت سے تحلیلی صورت اختیار کرتا ہے تو حرارت کو جذب کر لیتا ہے۔ اور یہ حرارت مادہ کو ان اجسام سے یا ان ہوا سے ملتی ہے جو اس کے مماس واقع ہوتے ہیں۔ جب پانی ہوا یا بخاری صورت اختیار کرتا ہے تو حرارت کو جذب کر لیتا ہے یعنی حرارت اس بخار کے اندر مخفی ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ بخاری ہوا تحلل حالت سے کثیف اور غلیظ ہیئت اختیار کرتی ہے تو حرارت اس سے اخراج پا لیتی ہے۔ یہ تینوں عمل انسان کے بدن میں بھی کام کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ ذیل کے اعمال بھی اپنا کام کر رہے ہیں جن سے اخراج حرارت جاری رہتا ہے۔

① جو ہوا سانس لینے کے وقت ناک کے اندر جاتی ہے اس کے ذریعے سے بہت سی حرارت خارج ہوتی ہے۔ ناک کے اندر داخل ہو کر یہ ہوا اس غشاء سے مماس ہوتی ہے جس کے اندر گرم اور کثیف خون دورہ کرتا ہے۔ یہ ہوا عموماً خشک ہوتی ہے اور ہمارے بدن کی نسبت سرد ہوتی ہے۔ اس لئے خون میں سے یہ اجزاء کے نکلنے اور انعکاس حرارت سے اس کی تبرید ہو جاتی ہے۔

② کھانا پینا بدن کی نسبت سرد ہوتا ہے۔ جسم کو اس کے پکا کر جزو بدن کرنے کے لئے حرارت کی ضرورت ہے اور فضلہ کی صورت میں خارج ہونے کے وقت بھی وہ جسم کے برابر گرم ہو کر نکلتا ہے۔ یعنی حرارت کو جذب کر لیتا ہے۔

③ ہمارا سارا جسم جلد سے ڈھکا ہوا ہے۔ جس میں ہزاروں رگیں جال کی طرح تنی ہوئی ہیں۔ ان رگوں کے اندر ہر وقت خون دورہ کرتا رہتا ہے۔ جب ٹھنڈی ہوا بدن کو لگتی ہے تو اس خون سے مماس ہو کر اس کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ یہ خون سرد ہو کر اندرونی اعضاء کی طرف چلا جاتا ہے اور وہاں سے دوسرا گرم خون تبرید کے لئے جلد کی طرف آ جاتا ہے۔

④ تمام بدن کی جلد میں چھوٹے چھوٹے غدود موجود ہیں، جو ہر وقت خون میں سے مایہ اجزاء نکال نکال کر جلد کے اوپر چھڑکتے اور ترشح کرتے رہتے ہیں۔ اور جب پسینہ خشک ہوتا ہے تو جسم کی حرارت کم ہو جاتی ہے۔ اس قسم کا انتظام بہت ضروری تھا۔ کیونکہ پہلے تین آلات فقط اس وقت مفید ہو سکتے ہیں جب خارجی ہوا بدن کی نسبت سرد ہو۔ چوتھا طریقہ اس صورت میں بھی کام کرتا ہے جب ہوا کی حرارت بدن کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔

اعتدال حرارت قائم رکھنے کا انتظام

دُنیا میں حیوان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل قسم کے سرد خون والے کہلاتے ہیں، جیسے مچھلی و مینڈک اور چھپکلی و سانپ، دوسرے قسم کے گرم خون والے کہلاتے ہیں۔ مثلاً پرندو چرند اور حیوان اور انسان۔ فرق ان دونوں اقسام میں یہ ہوتا ہے کہ سرد خون والے حیوانات کی جسمانی حرارت ان کے ماحول کے پانی اور ہوا کے برابر ہوتی ہے۔ اگر پانی اور ہوا گرم ہوتے ہیں تو ان کا جسم بھی گرم ہوتا ہے۔ اگر وہ سرد ہوتے ہیں تو وہ بھی سرد ہو جاتے ہیں۔ اس لئے سرد خون والے حیوانات جمادات کی مثال ہوتے ہیں، گرم خون والوں میں یہ قابلیت ہوتی ہے کہ وہ اپنی جسمانی حرارت اسی درجہ پر رہتی ہے خواہ وہ گرم مقام میں ہوں یا سرد مقام میں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حیوانات کے اندر کوئی ایسا انتظام موجود ہے جو حرارت کو اعتدال پر رکھتا ہے۔ اور کم و بیش نہیں ہونے دیتا ہے۔

ان دونوں قسم کے حیوانات میں اختلاف نظام عصب ہے۔ گرم خون والوں کا نظام عصب بہت اعلیٰ درجہ کا اور پیچیدہ ہوتا ہے۔ اور سرد خون والوں میں نظام عصب کچھ ایسا ترقی یافتہ نہیں ہوتا ہے۔ بچوں میں چونکہ یہ نظام پورے طور پر تکمیل کو نہیں پہنچا ہوتا کیونکہ بچوں کی حرارت بہت آسانی سے کم و بیش ہو جاتی ہے، اور زیادہ گرمی اور زیادہ سردی کو اچھی طرح برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح شدید امراض میں جب نظام عصب اور دماغ کمزور ہو جاتا ہے تو اس حالت میں بھی ضبط حرارت کی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور بیمار سردی گرمی کا اچھی طرح متحمل نہیں ہوتا۔ کہ حرارت بدن کا ضبط دراصل نظام عصب کے متعلق ہوتا ہے۔ اور یہ درست بھی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ایسا ضروری فعل جس پر صحت اور حیات کا انحصار ہے، وزیر بدن کے اپنے خود تحکم میں ہونا ہی مناسب ہے۔

ضبط حرارت کا انتظام کیا ہے

تجربہ اور مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ضبط حرارت دو طریق سے عمل میں لایا جاتا ہے۔ اوّل طریق یہ ہے کہ دماغ اعلیٰ میں ایک مقام واقع ہے جس کے ایک حصہ کو ''کارپس سٹرایم'' کہتے ہیں۔ جس کا تعلق تولد حرارت سے ہے۔ اس مقام میں جب دماغی بیماریاں ہوتی ہیں تو حرارت بدن کو ہو جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر مولد حرارت واقع ہے۔ جہاں سے احکام صادر ہو کر عضلات میں جاتے ہیں اور وہاں پر کیمیاوی تبدیلیاں حسب الحکم کم و زیادہ ہوتی ہیں۔ جس کے سبب سے حرارت بدن بھی کم و بیش ہو جاتی ہے۔

اس اوّل طریق میں ہی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک اور مقام دماغ مستطیل میں ہے جس کا تعلق اخراج حرارت ہے۔ اخراج حرارت اس طور پر ہوتا ہے کہ دماغ مستطیل سے اعصاب متحرک شرائین کے نام احکام صادر ہوتے ہیں۔ جیسے جلدی شرائین حسب ضرورت پھیل جاتی ہیں یا سکڑ جاتی ہیں۔ اور اس طریق سے اخراج حرارت میں کم و بیش کر دیا جاتا ہے۔ ان دونوں مصادر کے احکام خود دماغ میں سے پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ بعض دماغی صدموں میں دیکھا گیا ہے۔ جب آدمی کو کسی بات کی شرم آتی ہے تو پسینہ آ کر تر بتر ہو جاتا ہے۔ اور ہاتھ پیر سرد ہو جاتے ہیں۔ حمیات کے سمی مادہ سے جو حرارت بڑھتی ہے وہ اسی قسم کا ہوتا ہے۔ دماغ مصادر معمولی حس کے اعصاب سے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ سنگ گردہ و کبار جب بول و صفارا کی نالیوں میں سے گزرتا ہے تو اعصابی خراش ہو کر مصدر مولد حرارت متاثر ہو جاتا ہے اور جاڑا لگ کر بخار ہو جاتا ہے۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ جب سردی ہوتی ہے اور سرد ہوا بدن کو لگتی ہے تو اخراج حرارت بدن سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس فضول نقصان کی خبر اعصاب حس کے ذریعے دماغ مستطیل میں پہنچ جاتی ہے۔ پھر وہاں سے حکم نافذ ہوتا ہے اور عروق جلد کو فوراً تنگ کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ حرارت ضائع نہ ہو۔ یہی باعث ہے کہ سردیوں میں جلد خشک ہو جاتی ہے۔ اسی کے ساتھ دوسری صورت سمیات جراثیم کی ہے۔

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ حرارت کو اعتدال کے درجے تک رکھنے کے لئے ایک نہایت پیچیدہ انتظام عمل میں لایا گیا ہے۔ تولد و اخراج حرارت کا ضبط دماغ کے ہاتھ میں ہے۔ گویا دماغ کے ہاتھ میں ضبط حرارت کو لگام ہے۔ جب تک دونوں راسیں مناسب طور پر کھنچی رہتی ہیں، گھوڑا سیدھا چلتا رہتا ہے، اور جب ایک راس کسی باعث زیادہ کھنچ جاتی ہے یا ٹوٹ جاتی ہے تو انتظام میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔

تپ کس طرح پیدا ہوتا ہے

ان اصولوں کے مطابق حرارت کا بڑھنا دو طریق پر ہے یا تو حرارت پیدا ہی زیادہ ہو اور اخراج حسب معمول ہوتا رہے، جس صورت میں خرچ کی نسبت داخل حرارت زیادہ ہونے سے حرارت کا اجتماع ہو کر تپ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے یا اخراج کم ہو جائے یعنی حرارت جیسا کہ چاہئے پیدا ہوتی رہے مگر اخراج کم ہو۔ اس صورت میں بھی وہی کیفیت پیدا ہو جائے گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ تولد و اخراج حرارت دونوں میں فتور واقع ہو جائے۔ اور تجربہ و مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی ہوتا ہے۔ تپ کی حالت میں حرارت بہت زیادہ پیدا ہوتی ہے اور کثرت سے کیونکہ اخراج حرارت بھی اگرچہ معمول سے زیادہ ہوتا ہے، تاہم حرارت صحت کی نسبت بہت زیادہ رہتی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ بخار کی حالت میں ''کاربانک ایسڈ'' اور ''یوریا'' دونوں کی مقدار بدرجہا بڑھ جاتی ہے۔ یہ دونوں فضلات ہیں جو جسم کے اجزاء کے جلنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ شاید امراض اور حمیات میں بدن کی چربی اور عضلات کا ہزال اور نقصان بھی اس بات کا ثبوت ہے۔

ڈاکٹر آرڈ کا خیال ہے کہ بخار کی وجہ سے چونکہ صحت کے معمولی افعال حرکت و سکون اور ہضم غذا وغیرہ مریض اچھی طرح نہیں کر سکتا، اس لئے اعصابی قوت کا وہ حصہ جو ان افعال کے سرانجام کے لئے اٹھا کر رکھ دیا جاتا ہے، مصرف میں نہ لائے جانے کے سبب سے حرارت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

مندرجہ بالا تحقیقات سے ہمیں کسی طور پر شک نہیں رہتا کہ بخار کی غیر طبعی حرارت اعصابی عمل سے ہوتی ہے یعنی خارجی سمیات بدن میں داخل ہو کر یا داخل سمیات بدن کے اندر پیدا ہو کر نظام اعصاب پر اپنا موذی اثر کرتے ہیں۔ جس کے سبب سے تولد و اخراج حرارت کا تناسب بگڑ جاتا ہے اور حرارت درجہ اعتدال سے بڑھ جاتی ہے۔ بخار کے اعصابی اسباب سے پیدا ہونے کا ثبوت اس بات سے بھی مل سکتا ہے کہ جس وقت بخار کی حرارت تیز ہوتی ہے، اسی وقت دوسری اعصابی علامات مثلاً دردسر، اعضاء شکنی، ہذیان، اختلاط حواس وغیرہ بھی نمودار ہوا کرتے ہیں۔ صحت کی حالت میں اگرچہ حرارت کا اوسط درجہ 98.6 مانا جاتا ہے۔ مگر بدن کی حرارت ہر وقت اتنی نہیں رہتی۔ اس سے کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ رات کے 2 بجے سے صبح 6 بجے تک حرارت اکثر کم ہوتی ہے اور ہر شام کے 5 بجے سے 8 بجے تک 98.6 درجہ سے بڑھ جاتی ہے۔ سکون و حرکت اور کھانے پینے سے بھی حرارت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ بچوں کی حرارت بہ نسبت جوانوں اور جوانوں کی نسبت بوڑھوں کے کسی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ موٹے آدمیوں میں تحت الجلد چربی زیادہ ہونے کے باعث اندرونی حرارت بہ نسبت بیرونی حرارت کے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح دھوپ میں جانے سے اور سرد ہوا لگنے سے بھی حرارت زیادہ اور کم ہو جاتی ہے۔ بدن کے سارے حصے یکساں گرم نہیں ہوتے۔ مختلف مقاموں میں مقامی اسباب سے بھی حرارت میں فرق ہوتا ہے۔

اسی طرح سے التہاب (انفلامیشن) ذکاوت حس (نیورلجیا) میں شریانوں کے پھول جانے سے جب کسی مقام پر خون زیادہ ہوتا ہے تو وہ مقام گرم ہو جاتا ہے۔ جس مقام پر (گنگرلین امبولزم) ہو یا کسی سدہ کے باعث خون کافی مقدار میں نہ جائے تو باقی بدن کی بہ نسبت وہ مقام سرد ہو جاتا ہے۔

اس طریق سے اگر تمام اسباب کو جمع کیا جائے تو صحت کی حالت میں اوسط درجہ حرارت خاصی مقدار میں اوپر نیچے ہوتی رہتی ہے اور ان

اعلیٰ اور اسفل حدود کی اوسط کا نام اعتدال حرارت ہے جس طرح اعصابی اور دماغی عمل سے حرارت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح کئی اسباب مصنف دماغ اور اعصاب ایسے ہوتے ہیں جن سے حرارت بدن بہت ہی کم ہو جاتی ہے۔ مثلاً جریان خون، فاقہ کشی، امراض مزمنہ مثل سرطان، انیما (کمی خون)، کلورسس، امراض گردہ وقلب، دماغی امراض میں حرارت بدن ہمیشہ کسی قدر کم رہتی ہے اور ٹائیفائیڈ فیور میں جب امعاء پھٹ جاتی ہیں، ہیضہ، الکحل، کاربانک ایسڈ کے سمی اثرات سے بدن کی حرارت بہت جلد نیچے اتر جاتی ہے۔ [اقتباسات از علم وعمل طب کرنل بھولا ناتھ]

جراثیمی سمیات سے پیدائش حرارت

ماڈرن سائنس کی تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ حرارت جسمانی کے دو اسباب ہیں۔ اوّل اس دماغی مرکز کا خلل جو میزان حرارت کو باقاعدہ رکھتا ہے (جس کا ذکر ہم تفصیل سے کر چکے ہیں)۔ دوم دورانِ خون میں جراثیم یا ان کے سمیات کی موجودگی اور یہ ٹاکسنز (سمیات جراثیمی) بھی دو طریق سے حرارت کو بڑھاتے ہیں۔

اوّل میٹابولزم میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ میٹابولزم افعال اعضاء اندرونی کو کہتے ہیں۔ مثلاً انہضام طعام، عروق ماساریق، غذا سے سیال جز ولینا، جگر اور لبلبہ کا فعل، گردوں کا پیشاب علیحدہ کرنا اور غذا کا جسم میں احتراق وغیرہ۔ اس اصطلاح سے مراد یہ ہے کہ سمیات جراثیمی ان اعضاء کے افعال اندرونی میں خلل انداز ہو کر حرارت کو بڑھا دیتی ہیں۔

جراثیمی سمیات کے خلل انداز ہونے کی دوسری صورت یہ ہے کہ مرکز دماغی جو حرارت کو میزان کرتا ہے اس میں خلل انداز ہوتی ہے۔ پس مؤخر الذکر اسباب یعنی جراثیمی سمیات ایسے ہیں کہ جن کا سمجھنا نہایت اہم ہے کہ یہ کس طرح خون میں تعفن پیدا کر دیتے ہیں۔ ذیل کی ایک مثال سے آسانی سے ذہن نشین ہو جائے گا۔

ایک جراثیم سے پاک کردہ بوتل میں قدرے قند ڈال کر اس میں کوئی نائٹروجنی سیال، مثل شوربہ یا آب گوشت ملا دیا جائے۔ اور بوتل کے منہ کو کھلا رہنے دیا جائے۔ تاکہ ہوا اس میں داخل ہوتی رہے۔ اگر تجربہ جلد مطلوب ہو تو آگ پر جوش دے دیا جائے ورنہ کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ مدت بعد اس کی سطح پر جھاگ پیدا ہو جائے گی اور اب اس جھاگ کو بذریعہ خوردبین ملاحظہ کیا جائے تو اس میں مختلف اقسام کے جراثیم پائے جائیں گے۔ یہ سیال اوّل بے بو اور بے ضرر تھا مگر اب نہایت متعفن اور زہریلا بن گیا ہے۔

اسی طرح جب جراثیم انسان کی ساخت میں داخل ہو کر یا دورانِ خون میں داخل ہو کر بڑھنے لگتے ہیں تو وہ اپنی غذا جس سے حاصل کرتے ہیں، اور جسمانی حرارت ان کی زندگی کے لئے نہایت موزوں ہوتی ہے۔ ان کی نسل خوب بڑھتی ہے، جس سے مرض کی تمام علامات شدت سے ظاہر ہوتی ہیں۔ حکماء یونان نے اسی کیفیت کو تعفن داخل عروق کے نام سے تعبیر کیا ہے اور امعاء میں بھی جراثیم اپنے موذی اثرات سے قروح پیدا کر دیتے ہیں۔ جب بخار جراثیم کے جسم میں داخل ہونے سے ہوتا ہے تو درحقیقت یہ نہایت پیچیدہ تبدیلیوں کے باعث ہوتا ہے۔ جس کا سمجھنا نہایت مشکل ہے اور اصلی بخار یہی ہے اس کو ڈاکٹری اصطلاح میں ''پائی ریکسیا'' کہتے ہیں۔ مگر جب بخار بغیر جراثیم کے جسم میں داخل ہونے سے ہوتا ہے۔ جس کی کوئی بھی وجہ ہو مثلاً زیادہ گرمی کا لگ جانا، تکان وغیرہ تو اس کو ''ہائی پرتھرمیا'' کہتے ہیں۔

جب جراثیم کی موجودگی سے بخار ہوتا ہے تو قوت مدافعت جراثیم کے ساتھ شدید مقابلہ کرتی ہے۔ اور بخار اس مقابلے کی پختہ علامت ہے (گویا بخار شفا ہے)۔ اگر بخار نمونیا یا ایسی کسی شدید بخار کے جراثیم جسم میں داخل ہو جائیں اور قوت مدافعت ان کو زائل نہ کر سکے بخار نہ ہو یا بہت خفیف ہو تو اس کا انجام مہلک ہوگا۔ عموماً نہایت ضعیف العمر اور کمزور اشخاص میں یہ حالت دیکھی جاتی ہے۔ جوان اور مضبوط آدمیوں کو ایسے متعدی بخاروں میں سخت بخار چڑھتا ہے گویا قوت مدافعت اپنی پوری طاقت سے کام لیتی ہے۔ یعنی مناعت ''امیونٹی'' کو پیدا کرنے کی پوری کوشش

خودبخود ہوتی رہتی ہے۔ مندرجہ بالا بیان سے واضح ہے کہ بخار بذاتِ خود کوئی بیماری نہیں ہے بلکہ مرض کا سبب جراثیم ہیں اور بخار طبیعت اور جراثیم مرض (یعنی بخار) کی جنگ کا بین ثبوت ہیں۔ مگر بعض حالتوں میں بخار جراثیم سے مجادلہ شدید کی حالت میں اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ ''گویا بخار مرض تسلیم ہوگیا'' اس کے شدت کے اثر سے مریض پر مہلک اثر ہوجاتا ہے۔ اور جس زندگی کو جراثیم سے بچانے کے لئے بخار ہوا تھا وہ بھی ختم ہوجاتی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگر زندگی کا دارومدار جسمانی حرارت پر ہے تو تندرستی کا اعتدال حرارت پر ہے۔ اور میزان حرارت پر ہے۔ اور اس کا بڑھنا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔

علاوہ جراثیم کے سمیات کے جذب ہونے کے دیگر طریقوں سے بھی حرارت جسمانی بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً تکان، شدید گرمی، چوٹ لگنا، روودں میں سدوں اور متعفن براز کا موجود ہونا۔ کسی اندرونی عضو میں ورم وغیرہ، نیز بے خوابی جسم پر شدید خارش، زیادہ خوف وغیرہ اور دیگر بہت سے اسباب ہیں جو دماغی تکلیف کے باعث ہوتے ہیں۔ [اقتباسات خزائن طب از ڈاکٹر محمد نصیر الدین]

اعتراض اوّل

فرنگی طب بخار کی حرارت کو جسم کی اصلی حرارت اور حرارت غریزیہ میں اضافہ سمجھے یا عارضی حرارت اور حرارت غریبہ کو ایک جدا قسم کی حرارت تسلیم کرنے سے انکار کردے۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتی کہ وہ ایک غیر طبعی حرارت ہے اور اس میں کاربانک ایسڈ گیس کی زیادتی ہوتی ہے۔ اب اس حرارت کی پیدائش میں وہ تسلیم کرتی ہے کہ تین اسباب ہیں:

① دماغی مرکز کی خرابی۔
② جراثیمی سمیات کی زیادتی۔
③ کیفیاتی ونفسیاتی اور دیگر مادی اور فعلی اثرات وغیرہ۔

اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر پہلا سبب ہی اصل سبب ہے جس سے حرارت کی کمی بیشی پیدا ہوتی ہے اور دیگر دونوں اسباب بھی پہلے سبب کا باعث بنتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ دوسرا اور تیسرا سبب یعنی جراثیمی سمیات اور کیفیات ونفسیاتی اور مادی وفعلی اثرات بے معنی اسباب بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر کے مضامین میں تسلیم کیا گیا ہے۔ گویا بخاروں کی پیدائش کا اصل سبب دماغی مرکز کا خراب ہونا ہے۔ یعنی اصل سبب جس کو سبب واصلہ اور فاعلہ کہتے ہیں۔ اس طرح بخار کے پیدا کرنے میں جراثیمی سمیات کیفیاتی اور مادی وفعلی اسباب کی اہمیت ختم ہوجاتی ہے۔ گویا فرنگی طب ایک بہت بڑی غلط فہمی میں گرفتار ہے۔ ایک طرف دماغی مرکز کی خرابی کو حرارت کی زیادتی اور بخار تسلیم کرتی ہے اور دوسری طرف جراثیمی سمیات اور کیفیاتی اور مادی وفعلی اثرات کو اصل سبب یعنی سبب واصلہ اور فاعلہ ماننے پر مجبور ہے۔

امراض کی پیدائش میں اسباب تو بے شمار ہوتے ہیں لیکن اسباب واصلہ اور فاعلہ صرف ایک ہی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ یعنی جس سبب کے فورأبعد مرض یا بخار پیدا ہوسکتا ہے، اس کا فائدہ یہ ہوسکتا ہے کہ علاج میں اسی سبب واصلہ وفاعلہ کی اصلاح اور درستی کی جاتی ہے اور اسی کو ہر حالت میں پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔ مثلاً سبب واصلہ اور فاعلہ تو ہو دماغی مرکز کی خرابی اور ہم جراثیمی سمیات اور کیفیاتی ونفسیاتی اور مادی وفعلی اسباب کو درست کرتے پھریں۔ اس طرح بھلا ہم کیسے کسی مرض اور بخار کا علاج کرسکتے ہیں۔ جب فرنگی طب میں بخار کے متعلق ابتدائی معلومات ہی غلط ہیں یعنی وہ پیدائش بخار ہی سے بے علم ہے تو بھلا اس کا صحیح طور پر وہ علاج کیسے کرسکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تین چار سو سالوں کے سائنسی دور کے باوجود وہ آج تک کسی ایک قسم کے بخار کا صحیح علاج معلوم نہیں کر سکی۔ وہ جو آج کل بخاروں کے علاج میں ادویات مستعمل ہیں خود سب عطایانہ ہیں۔ جو ہر پانچ دس سال بعد بدل جاتی ہیں۔ اگر علاج کے متعلق ان کے نظریات درست ہوتے جیسا کہ طب اور آیورویدک میں پائے جاتے ہیں تو ہزاروں سالوں تک بھی ان کے علاج اور ادویات میں بھی تبدیلیاں پیدا نہ ہوتیں۔ یہی غلط طریقہ علاج ہے جس کی اصلاح بھی مشکل ہے۔ اور اس کا ختم کرنا ہی ہر حال میں بہتر ہے۔

اعتراض دوئم

فرنگی طب ایک طرف بخاروں کی پیدائش اور حرارت کی زیادتی کو دماغی مرکز کی خرابی تسلیم کرتی ہے اور دوسری طرف یہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ جب تک کسی عضو کی مناعت (امیونٹی) کمزور نہ ہو جائے اس وقت تک نہ جراثیمی سمیات جسم کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کیفیاتی ونفسیاتی اور مادی وفعلی اثرات نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اگر اس کو صحیح تسلیم کر لیں تو یہاں پر پھر دوسرا اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ جراثیمی سمیات اور کیفیات و نفسیاتی اور مادی وفعلی اسباب واثرات بالکل بے معنی ہیں۔ کیونکہ جب تک اعضاء کی مناعتیں درست ہیں تو پھر اور کوئی اثر نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ جس چیز کی احتیاط لازم ہو سکتی ہے تو وہ اعضاء کی مناعتیں ہو سکتی ہیں نہ کہ جراثیمی سمیات اور دیگر اسباب کو مدنظر رکھا جائے۔

اعتراض سوئم

مناعت (امیونٹی) کا تعلق اعضاء سے مخصوص ہے، یعنی جب تک کسی عضو کی امیونٹی (مناعت) درست اور مضبوط ہے اس وقت تک اس کے افعال درست ہیں۔ اس وقت تک اس پر کسی جراثیم کا حملہ نہیں ہو سکتا نہ ہی کوئی مرض پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن جب بھی کسی عضو کی مناعت کمزور ہو جاتی ہے اور وہ اپنی درست حالت میں نہیں ہوتی تو اس کے افعال صحیح نہیں رہ سکتے۔ اس پر کسی نہ کسی جراثیم کا حملہ ہوگا یا کوئی مرض پیدا ہو جائے گا۔ ان امور سے ثابت ہوا کہ مناعت (امیونٹی) اور ان کے افعال لازم وملزوم ہیں۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ اعضاء کی مناعت (امیونٹی) اور ان کے افعال لازم وملزوم ہیں، تو نتیجہ نکلا کہ دیگر اعضاء کی خرابی سے بھی بخار اور دیگر امراض پیدا ہو سکتے ہیں۔ صرف دماغی مرکز کی خرابی ضروری نہیں ہے۔ اور اگر اس کا جواب دے دیا جائے کہ جب دیگر اعضاء کی مناعت اور افعال خراب ہوتے ہیں تو پہلے ان کا اثر دماغی مرکز پر ہوتا ہے۔ پھر امراض بخار اور حرارت میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ تو اس کا جواب آسانی سے یہ دیا جا سکتا ہے کہ ایسے بخار جن میں دماغی مرکز میں خرابی پیدا نہیں ہوتی اور بخار پیدا ہو جاتا ہے اور حرارت غیر طبعی بڑھ جاتی ہے۔ جیسے کیفیاتی و نفسیاتی اور مادی وفعلی بخار وغیرہ جیسا کہ فرنگی طب تسلیم کرتی ہے جن کا ثبوت ان کی ہر کتاب میں درج ہے اور ان کی تقسیم ہم بخار میں تفصیل سے بیان کر دیں گے۔

نتیجہ

مندرجہ بالا حقائق اور بحث سے نتیجہ یہ نکلا کہ بخار کی پیدائش کے اصل اسباب دماغ اور دیگر اعضاء کے افعال کی خرابی ہے۔ جن کی وجہ سے وہاں پر مواد رکتے ہیں یا دورانِ خون کی کمی بیشی ہوتی ہے یا رطوبات کی اخراج و پیدائش میں افراط وتفریط ہوتی ہے۔ گویا یہ ثابت ہوا کہ جب تک افعال الاعضاء میں خرابی پیدا نہ ہو تو بخار ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی حرارت میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی کوئی دیگر مرض ظہور میں آ سکتی ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ جراثیم اور ان کے سمیات باعث بخار اور پیدائش حرارت اور دیگر امراض ہیں کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ بالکل غلط اور

زبردست دھوکا ہے۔ اسی طرح کیفیاتی ونفسیاتی اور مادی وفعلی اثرات بھی باعث بخار و پیدائش حرارت اور دیگر امراض بھی نہیں ہیں اس امر میں کوئی شک نہیں ہے یہ سب کے سب اسباب بخار و پیدائش حرارت اور دیگر امراض ہیں۔ لیکن اسباب واصلہ اور فاعلہ نہیں ہیں۔ اسباب واصلہ اور فاعلہ صرف افعال اعضائے انسانی ہیں۔ جب تک وہ درست ہیں، جسم صحت مند ہے اور جب وہ بگڑ جاتے ہیں بخار پیدا ہو جاتا ہے۔ حرارت کم وبیش ہو جاتی ہے۔ دیگر امراض ظاہر ہو جاتے ہیں اور علاج کی صورت بھی یہی ہے کہ بجائے جراثیم مارنا، ان کے سمیاتی اثر ضائع کرنا، تعفن وفساد کو دور کرنا، کیفیاتی ونفسیاتی حالات کو بدلنا اور مادی وفعلی صورتوں کو رفع کرنا وغیرہ۔ صرف اعضاء کے افعال درست کر دیئے جائیں، بخار اور دیگر امراض دور ہو جائیں گے اور صحیح معنوں میں علاج ہو سکتا ہے۔

ہم نے یہ اعتراض اس مقام پر اس لئے کئے ہیں کیونکہ فرنگی طب کے بخاروں کو بیان کرنے کے بعد ہی ان پر اعتراض کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اگر ہم آگے چل کر ان پر اعتراض کرتے تو فرنگی بخاروں کی پیدائش کی پوری صورت شاید ذہن میں باقی نہ رہتی۔ آئندہ بھی جہاں کہیں فرنگی طب میں اعتراض پیدا ہوں گے ساتھ ساتھ کرتے جائیں گے۔

بخار کی علامات عمومی

بخار خواہ کسی قسم کا ہو اس کا خواہ کوئی سبب ہو سب میں قریب قریب چند علامات مشترکہ طور پر پائی جاتی ہیں۔

① حرارت جسم، حالت، صحت سے زیادہ ہوتی ہے جو مریض کو نیز دوسروں کو بدن چھونے سے معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں بذریعہ مقیاس الحرارت (تھرمامیٹر) اس کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حالت صحت میں حرارت تقریباً ساڑھے اٹھانوے ہوتی ہے۔ لیکن بحالت بخار اس سے زیادہ ہو۔

② معمولی طور پر رطوبات بدن کو تراوش اور اخراج میں فرق پڑ جاتا ہے خون سے سیال حصہ کم خارج ہوتا ہے۔ اور کل ساخت جسم میں بہ نسبت صحت کے خرابی عائد ہو جاتی ہے۔ ان اعضاء کے افعال میں خلل لاحق ہو جاتا ہے۔ جس سے رطوبات تراوش پاتی ہیں۔ نیز رطوبات مذکورہ کی ماہیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس سے چند عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً جلد ناہموار اور درشت، زبان میلی اور خشک، پیاس زیادہ اور بھوک کم ہو جاتی ہے۔ غثیان تے اور قبض کی شکایت ہو جاتی ہے۔ پیشاب سرخ تیزابی کیفیت کا مقدار میں کم ہوتا ہے۔ اور اس میں ایک خاص طرح کی بو ہوتی ہے۔ امتحان کرنے پر اس میں مادہ بول (یوریا) اور حمض بولی (یورک ایسڈ) زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور اس کا وزن متناسبہ حالت صحت کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔

③ نظام شریانی میں خلل لاحق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خون سے شورنمک، کریات دمویہ احمر (ریڈ کارپسلس) اور مادہ بیضہ (البیومن) کم ہو جاتے ہیں۔ مصل (محلول خون) میں شوریت کم ہو جاتی ہے۔ نبض سریع اور ممتلی ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ فی دقیقہ ایک سو چالیس ضربات سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔ لیکن مرض کی ترقی کے زمانے میں باریک، کمزور، منتظر اور گاہے وقفہ دار ہو جاتی ہے۔

④ نظام تنفس میں فرق آ جاتا ہے۔ مریض جلد جلد سانس لیتا ہے۔ چنانچہ نبض میں جس قدر تیزی ہوتی ہے، اسی حساب سے اکثر تعداد تنفس بڑھ جاتے ہیں۔

⑤ نظام عصبی میں فتور پڑ جاتا ہے، چنانچہ ابتداء میں سردی لگتی ہے یا لرزہ سے بخار ہو جاتا ہے۔ تمام جسم میں درد اور تکان ہوتی ہے۔ کام سے نفرت، سستی، بے قراری، بے خوابی، دردسر ہوتا ہے۔ گاہے رات کے وقت ہذیان شدید ہو جاتا ہے، کل عضلات پھڑکتے ہیں، مریض بستر چنتا ہے۔ تشنج ہوتا ہے یا بے ہوشی ہو جاتی ہے جو شدید عصبی علامات ہیں۔

(۶) جسم میں کیمیاوی تغیر وتبدل ہوتا ہے، غذا سے نفرت ہو جانے کی وجہ سے مریض دُبلا پتلا اور کمزور ہو جاتا ہے۔ بعض وقت پست ہمت اور کسی قدر سوءالقینہ بھی ہو جاتا ہے (سوءالقینہ =فقرالدم)۔

مختلف بخاروں میں درجہ حرارت کم وبیش ہوتا ہے۔ چنانچہ جب حرارت بخار 101 درجہ سے کم ہوتی ہے تو اس کو خفیف بخار کہتے ہیں۔ جب حرارت 103 درجہ تک ہوتی ہے تو اس کو متوسط بخار کہتے ہیں۔ اور جب 105 درجہ تک حرارت پہنچ جاتی ہے تو اس کو شدید بخار کہتے ہیں۔ اور اگر حرارت 105 درجہ سے تجاوز کر جائے تو حالت کو تپ محرقہ یا حمی محرقہ کہتے ہیں۔ اگر یہ شدید بخار کچھ دیر تک رہے تو مریض کا کام تمام کر دیتا ہے۔ لیکن صرف بخار پر مریض کی اچھی بری حالت کا قیاس نہیں کرنا چاہئے بلکہ مریض کی رفتار نبض اور جسم کی حالت بھی دیکھنا چاہئے۔ کیونکہ بعض شدید امراض مثلاً ذات الجنب، ورم باریطون یا کسی دیگر اندرونی عضو کے التہاب میں حالانکہ حرارت زیادہ نہیں ہوتی لیکن مریض کچھ عرصہ بعد انتقال کر جاتا ہے۔

یہ امر ملحوظ رکھنا چاہئے کہ حرارت کا دیر تک رہنا مریض کے حق میں مضر ہوتا ہے اور اگر حرارت دفعتاً کم ہو جائے یا ایک دفعہ کم ہو کر پھر دفعتاً زیادہ ہو جائے یا اپنے وقت معینہ سے پیشتر کم ہو جائے تو یہ سب باتیں مریض کے حق میں بری ہوتی ہیں۔ مرگی، سرطان اور کزاز وغیرہ میں موت سے قبل حرارت شدید ہو جاتی ہے۔

بخار کی جن جن علامات کا ذکر کیا گیا ہے خاص خاص بخاروں میں ان میں فرق آ جاتا ہے اور کسی عضو کے کسی مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس مرض کی خاص خاص علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صرف حرارت پر ہی اکتفا نہ کیا جائے بلکہ مختلف طریق سے مریض کے ہر پہلو کو ملاحظہ کر کے تفتیش مکمل کریں۔ فرنگی طب میں زیادہ تر حرارت کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ مقیاس الحرارت (تھرمامیٹر) کو استعمال کرتے ہیں۔ اس آلہ کو مریض کی زبان کے نیچے رکھ کر اس کو منہ بند کرنے کے لئے کہیں۔ بعض آلے آدھے منٹ ہی میں درجہ حرارت بتا دیتے ہیں بعض پانچ منٹ تک منہ میں رکھے جاتے ہیں۔ گاہے مقعد میں بھی لگائے جاتے ہیں۔ بچوں میں اکثر بغل کے اندر لگایا جاتا ہے۔ ان مختلف مقامات کو حرارت میں بحالت صحت تھوڑا بہت فرق ہوتا ہے۔ تھرمامیٹر کو لگانے سے قبل صاف کر لینا چاہئے، منہ یا مقعد میں رکھنے سے قبل یہ دیکھ لینا چاہئے کہ ان مقامات میں ورم والتہاب تو نہیں ہے کیونکہ ورم والتہاب کے سبب سے حرارت دو تین درجے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور جسم کی اصلی حرارت کا پتہ نہیں لگتا۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ تھرمامیٹر درجہ حرارت تو ضرور بیان کر دے گا، لیکن وہ یہ نہیں بیان کر سکے گا کہ بخار گرمی کا ہے یا سردی کا ہے۔ ترمامیٹر حرارت کی وضاحت نہیں کر سکتا کہ یہ بخار نمونیا ہے یا محرقہ بخار ہے۔

اعتراض

فرنگی طب بخاروں کو عام جسمی حرارت (جس کو حرارت اصلی یا حرارت غریزیہ کہتے ہیں) میں صرف زیادہ سمجھتی ہے۔ اور بخار کی حرارت کو جدا کوئی حرارت تسلیم نہیں کرتی۔ لیکن سرد بخاروں کی حرارت کے متعلق ان کا کیا خیال ہے۔ جیسے نمونیہ اور دیگر بلغمی بخاروں وغیرہ اگر یہ بھی حرارت کی زیادتی ہیں تو ان کو بھی کم کرنے کے لئے حرارت کم کر دینے کے لئے ادویات دینی چاہئیں۔ لیکن وہ نمونیا اور ایسے دیگر بخاروں میں گرم ادویات استعمال کراتے ہیں بلکہ شراب تک دے دیتے ہیں۔ ان حقائق سے ثابت ہے کہ بخار اصلی حرارت میں زیادتی نہیں ہیں۔

فرنگی طب میں بخاروں کی تقسیم

فرنگی طب میں بخاروں کی تقسیم کسی قاعدہ کے تحت نہیں ہے بلکہ یہ تشخیص کو مدنظر رکھ کر مختلف لحاظ سے کی گئیں۔ مثلاً جراثیمی سمیات اور

تعفن کی وجہ سے متعدی بخار اور غیر متعدی بخا، زمانے کے لحاظ سے دائمی بخار وغیرہ وغیرہ بے شمار اقسام ہیں جن کی فہرست ''رسالہ مغربی طب'' میرٹھ نے شائع کی ہے۔ درج ذیل ہیں: عام بخار، تپ دق، تپ محرقہ، تپ نوبتی (ملیریا)، تپ نکسیر، تپ عفونت آلام، تپ موش گزیدگی، تپ موجی، تپ خرگوش، تپ طوطا، تپ ذات الریہ، تپ التہاب، جگر، تپ خراج ریہ، تپ کلائی طحال، تپ مزمن، تپ سلفا ادویات، تپ نوبالیدگی، تپ سرطان، تپ فقاع، تپ جلدی امراض، تپ ورم رحم، عصبی بخار۔

اردو حروف تہجی کے لحاظ سے بخاروں کی ترتیب اور ساتھ ہی انگریزی نام۔

آبلہ بخار	دقی بخار–تپ دق	گردن توڑ بخار	آتشکی بخار	سالمونیلا بخار	لاغری بخار
اختناق الرحمی بخار	سیاہ آبی بخار	محرقہ بخار، تپ محرقہ	بول الدم بخار	شرعا بخار	یا ٹشکمی ٹائفس
بے آبی بخار	صفراوی بخار	ملیریائی بخار	ٹائفس بخار	ضربی بخار	متعفن بخار
بیش ارتفاعی بخار	ضعفی بخار	مرضیاتی بخار	تبخیری بخار	ضابی بخار	نزلاتی بخار
ثوران دار بخار	عطشی بخار	نزفی بخار	جذامی بخار	عفونتی بخار	نتوالعنق بخار
جمیر بخار	فیل پا بخار	نمونیائی بخار	حمق الدم بخار	قلاعی بخار	نفاسی بخار
خراشی بخار	قشعریری بخار	وبائی نزلہ بخار	دغنی بخار	کزازی بخار	ہڈی توڑ بخار
درون حیضی بخار	کسوری بخار	ہضمی بخار	دردسر بخار	گھٹیائی بخار	یرقانی بخار

آب وہوا اور مقام کے لحاظ سے بخاروں کی تقسیم

آسامی بخار	رنگون کا بخار	
افریقی بخار	روسی دردسر کا بخار	مالٹا بخار
بحر قلزم کا بخار	عدن کا بخار	نکوبار بخار
جنگلی بخار	قبرص بخار	ہگلی کا بخار
ڈنڈم بخار	کمایوں کا بخار	

مکان کے لحاظ سے بخاروں کی تقسیم

جیل کا بخار	روئی کے مل کا بخار	جنگی بخار	ڈیرہ بخار
جہازی بخار	زمینی بخار	خندقی بخار	صحرائی بخار

زمانہ کے لحاظ سے بخاروں کی تقسیم

روزانہ بخار	بارہ دن کا بخار	دگنا رباعی بخار	سہ روزہ بخار	لگاتار بخار	ابن یومی بخار
رباعی بخار	متردوہ بخار	سادہ مسلسل بخار	پانچ دن کا بخار	نکوس کا بخار	کہنہ بخار
سات بخار	مسلسل بخار				

الوان (رنگ) کے لحاظ سے بخاروں کی تقسیم

سرخ بخار	کالا بخار	دھبہ دار بخار	حمصی قرمزیہ
کالا آزار	لال بخار	زرد بخار	نیلگوں بخار

مشہور ڈاکٹروں سے متعلق بخاروں کی تقسیم

آچی بالڈ صاحب کا بخار	
کارٹر صاحب کا بخار	ینگل صاحب
چارکوٹ صاحب کا بخار	ہیرگز ہیمر صاحب کا بخار
کوب صاحب کا زنگدار بخار	ڈولی کا بخار
جاکوڈ صاحب کا بخار	وہائٹ مور صاحب کا بخار

جسمانی اعضاء سے متعلق بخاروں کی تقسیم

ہضمی بخار	جگری بخار	بولی بخار
معوی بخار	ریوی بخار	حویصلی بخار
معوی بخار	طحالی بخار	ناک کا بخار

حیوانات وحشرات ارض سے متعلق بخاروں کی تقسیم

افریقی چیچڑی بخار	مچھر کاٹے کا بخار	بلی کاٹے کا بخار
چوہے کاٹے کا بخار	ہرن مکھی بخار	طوطا بخار

ارضی وسماوی آفاق سے بخاروں کی تقسیم

قحطی بخار	بے اصل بخار	آبی بخار	سیلابی بخار
شمسی بخار	غباری بخار	کاہی بخار	گرمی دانے کا بخار

دوا، غذا اور دیگر اشیاء سے پیدا شدہ بخاروں کی تقسیم

غذائی بخار	پروٹین بخار	ادویات بخار	دودھ کا بخار
فلزیاتی بخار	غسلی بخار	نمکین بخار	

متفرق حمیات

مہلک فقرالدم بخار	آسٹریلیا کا کیو بخار	منچوریا بخار
بستری بخار	سیس پول بخار	میونخ بخار
فقاعی بخار	چترال بخار	ممانجار بخار
کیمرون بخار	ڈنڈی بخار	نیاپولی ٹان بخار
جبرالٹر بخار	اکوا بخار	ارض النیل بخار
نومیل بخار	چالوڑال بخار	مصنوعی بخار
ارویا بخار	پاناما بخار	انجذابی بخار
گرد تپ متبادل بخار	مہلک بخار	گردمعویہ بخار
اوئی بخار	علانیاتی بخار	صیای بخار
شانی بخار	شکری بخار	

لیکن حقیقت میں فرنگی میں بخار تین ہی قسم کے پائے جاتے ہیں: (۱) سادہ بخار (۲) مادی بخار (۳) متعدی بخار۔

سادہ بخار اور مادی بخار ابتداء میں متعدی نہیں ہوتے لیکن طوالت کے بعد متعدی بخاروں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

(۱) سادہ بخار: ایسا بخار جس میں جسم کے اندر نہ مادہ کی زیادتی (فارن میٹر) ہو اور نہ ہی جراثیمی تعفن پایا جائے۔ جیسے کیفیاتی ونفسیاتی اور فعلی بخار مثلاً سردی وگرمی کے اثرات، خوف وغم اور تکان ومحنت کی زیادتی سے جسم میں حرارت کی افراط سے بخار ہو جائے۔ یہ بالکل وہی بخار ہے جن کو طب میں حمی یوم کہتے ہیں۔

(۲) مادی بخار: کھانے پینے کی زیادتی زہریلی اور نقصان رساں ادویات کے استعمال، طب میں غیر منہضم مادوں کی زیادتی سے جسم میں حرارت کی زیادتی سے بخار ہو جاتا ہے۔ دراصل یہ بخار بھی حمی یوم میں داخل ہیں۔ لیکن یہ بخار اکثر بہت جلد متعدی بخاروں میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ غیر موسمی ملیریا بھی ان ہی بخاروں میں شامل ہے۔ اسی طرح بغیر بخار کے مسلسل کونین کھانے یا سنکھیا کھانے سے جو بخار ہو جاتے ہیں، غیر موسمی ملیریا بھی ان ہی بخاروں میں شامل ہے۔

(۳) متعدی بخار: متعدی بخار ایسے بخار ہیں جو تعفن فساد اور جراثیمی سمیات اور تخمیر سے پیدا ہوتے ہیں۔ وبائی اور موسمی بخار بھی ان ہی میں شریک ہیں۔ ان کی تین اقسام ہیں۔

تشخیص جراثیمی بخار

ایسے بخار جن کے جراثیم کی شکل وشباہت تشخیص ہو چکی ہے۔ ان میں بخاروں کے لئے ہر تین قسم کی شکل وشباہت والے خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور شکل اعضاء نما جراثیم کی ہے جن سے ٹائی فائیڈ فیور محرقہ بطنی'' پیراٹائی فائیڈ فیور'' (امعائی بخار وغیرہ)، ''ڈفتھیریا'' (خناق وبائی)، ''انفلوئنزا'' (نزلہ زکام وبائی)، پلیگ (طاعون) اور دیگر حمیات پیدا ہوتے ہیں۔ جس میں ٹی بی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

دوسری شکل مدور جراثیم کی ہے جن کے زہریلے اثرات سے "پیور پرل فیور" (حمی سرسام وبائی) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

تیسری شکل پیچش نما جراثیم کی ہے۔ ان سے "ریلیپ سنگ فیور" (قحط کا بخار) کالا آزاد وغیرہ بخار پیدا ہوتے ہیں۔

غیر مشخصہ جراثیمی بخار

ایسے بخار بھی جراثیمی ہیں لیکن تاحال ان کے جراثیم کی شکل وشباہت اور شناخت نہیں ہوسکتی۔ غالباً یہ جراثیم نہایت نازک ہوتے ہیں، ان کی جسمانی ساخت ایسی کوتاہ ہے کہ زمانہ موجودہ کی مائیکروسکوپ کے ذریعے نظر نہیں آسکتے۔ اس جماعت میں سمال پاکس (چیچک)، میزل (خسرہ)، سکارلٹ فیور (سرخ بخار)، سیڈفلائی فیور (زہریلی مکھی کا بخار) وغیرہ شامل ہے۔

متعدی وساطت حیوانیہ

وہ بخار جو پیراسائٹس یعنی حیوانی جراثیم یا حوینات کی وساطت سے پھیلتے ہیں۔ ان سے ملیریل فیور (موسمی بخار، ایمی بک (زحیر) اور لیورانفلی میشن (دنبل جگر) وغیرہ کے بخار پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے بخاروں میں مچھر و مکھی اور دیگر کسی حوانیہ کے کاٹنے سے جراثیم جسم انسان میں داخل ہوجاتے ہیں۔

ہم نے فرنگی طب کے بخاروں کو اتنی عمدہ ترتیب سے بیان کیا ہے کہ آسانی سے ذہن نشین ہوسکیں۔ جس ترتیب سے ہم نے بیان کیا ہے، خود فرنگی طب بھی بیان نہیں کرسکی۔ اس بیان سے ہمارا مقصد صحیح طور پر بخار کو سمجھانا ہے تاکہ جو کچھ ہم اپنی تحقیقات بیان کریں وہ بھی نہ صرف اچھی طرح ذہن نشین ہوسکیں بلکہ ان کا صحیح اور مفید ہونا اور فرنگی طب کا غلط اور نقصان رساں ہونا سامنے آجائے۔

مندرجہ بالا بخاروں میں شدت وخفت، دائمی وباری، موسمی ووبائی کے لحاظ سے بھی اقسام بیان کئے جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ اقسام در اقسام نہیں ہیں بلکہ بخار اس کی تشخیص اور ذہن نشین کرانے کے لئے ان کی چند دیگر علامات کو واضح کیا گیا ہے۔ ان کی تقسیم در تقسیم سے اگرچہ ہزاروں اقسام پیدا ہوتی ہیں، لیکن اس قسم کے اعتراض کرنا غیر مناسب ہیں۔ اعتراض ہمیشہ قانونی اور اصولی ہونا چاہیے۔ جس سے فن کی اصلاح وتجدید اور نشوو ارتقاء ہوتی ہے۔

تپ دق اور سل (ٹی بی)

تپ دق اور سل دونوں متعدی ہیں، ان کی پیدائش بذریعہ جراثیم "بے سیلس" ٹیوبر کلوسس ہوتی ہے۔ جس مقام پر یہ مادہ جاگزین ہوتا ہے وہاں چھوٹا چھوٹا یا دانہ دار مادہ پیدا ہوجاتا ہے۔ جس کو فرنگی طب میں ٹیوبر کل کہتے ہیں پھر وہ ساخت متورم ہونے لگتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ یہی متورم ساخت جسمانی پنیر قسم کے مادے میں تبدیل ہوکر گلنے لگتی ہے۔ اور وہ متورم عضو یا ساخت یا تو زخم میں تبدیل ہوجاتی ہے یا خود بخود تبدیل ہوکر چونے کی قسم میں تبدیل ہوجاتی ہے۔

جراثیم سلی کی حقیقت

اس مرض کا خاص سبب بے سی لس ٹیوبر کلوسس "جراثیم سلی" تسلیم کیا گیا ہے۔ جس کی اوسط لمبائی خون کے سرخ دانہ کے نصف کے قریب ہوتی ہے۔ یہ بہت باریک اور نازک ہوتا ہے۔ یہ بالکل سیدھا ہوتا ہے یا قدرے خم دار مختلف نمونوں میں شکل وجسامت میں قدرے فرق ہوتا ہے۔ اس جراثیم کی ساخت میں شحمی مادہ موجود ہوتا ہے، جس کی چکنائی کے باعث جراثیم پر رنگ چڑھا کر ملاحظہ کرنا آسان کام نہیں۔ چنانچہ اس کو رنگنے کے لئے جیسا طاقت ور رنگ استعمال کیا جاتا ہے۔ اگرچہ چربی کا روغن اس کو رنگدار بنانے میں مانع ہوتا ہے مگر جب اس پر رنگ چڑھ

جائے تو تیزاب اور الکحل بھی اس رنگ کو اس چربی کی وجہ سے رنگ کو اڑا نہیں پاتے ہیں بدیں وجہ اس جرثومہ کو ''ایسڈ ماسٹ'' جراثیم کی جماعت میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ جراثیم پھیپھڑے کے بلغم، قارورہ اور مریض کے براز کا بذریعہ خوردبین ملاحظہ کرنے سے دیکھے جا سکتے ہیں، میلی ایری ٹیوبرکلوسس میں خون کے اندر بھی ان جراثیم کی موجودگی ممکن ہے اور جسم کا ماؤف احشاء میں ٹیوبرکل بے سی لس یقیناً پائے جاتے ہیں۔ ٹیوبرکل ''مادہ سلی'' دو قسم کا ہوتا ہے۔

اوّل: خاکی رنگ کا مادہ سلی جس کو گرے یا ملی ایری کہتے ہیں۔

دوسرا: زردی مائل رنگ کا مادہ سلی جس کو ییلو ٹیومرکل کہتے ہیں۔ دق اور سل میں چشم کے اندر جو تشریحی و فعلی اور مادی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں وہ کتب میں تحریر ہیں جہاں سے مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

چند اعتراضات

فرنگی طب میں یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ بعض بخارئی بی میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ بخار ایک ہی قسم کے جراثیم سے تعلق رکھتے ہوں گے، جیسے چیچک اور خسرہ کے جراثیم اور ٹی۔ بی وغیرہ کے جراثیم کا تعلق بے سی لس قسم کے جراثیم کے ساتھ ہے۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیں تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ ان مختلف اقسام کے بخاروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس سے علاج میں کس قدر دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

بعض مقامات پر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب ہم دیکھتے ہیں کہ معمولی ملیریا میں شدت ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ سرسام کی حالت ظاہر ہو جاتی ہے تو فوراً وہاں پر سرسامی جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں اور جب ملیریا میں قے اور اسہال شروع ہو جاتے ہیں تو ان کے جراثیم تشریف لے آتے ہیں اور اگر پیچش ہو جائے تو ملیریا کے جراثیم ڈائی سنٹری (زحیر) کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ٹائیفائیڈ میں جب نمونیا ہو جاتا ہے یا سرسام یا پیچش ہو جاتی ہے تو ٹائیفائیڈ کے جراثیم ان مختلف بخاروں میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ یا ایک قسم کے بخار میں مختلف اقسام کے جراثیم اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

یہ سب اعتراض اس لئے وارد ہوتے ہیں کہ امراض کے اسباب واصلہ اور فاعلہ کو غلطی سے جراثیم قرار دیا ہے جو فرنگی طب کی سب سے بڑی غلطی اور غلط فہمی ہے۔ جس میں یہ سب خرابیاں وارد ہوتی ہیں۔ اگر ان کی جگہ سبب واصلہ اور فاعلہ اعضاء کو قرار دیا جائے تو غلط فہمی اور خرابی نکل جاتی ہے۔ کیونکہ اس طرح جس عضو میں خرابی تسلیم کی جائے گی مرض بھی اسی میں سمجھا جائے گا۔ مثلاً ملیریا غدی بخار ہے تو اس کی تیزی میں جب دماغ پر اثر ہوگا تو وہاں کے غدی پردہ کے غشائے مخاطی میں اُتر جانا ماننا پڑے گا۔ اسی طرح اگر اس سے قے اور اسہال آئیں گے یا پیچش ہو جائے گی تو معدہ اور امعاء کے غدی حصے کا متاثر ہونا مانا جا سکتا ہے۔ یہی صورت ٹائیفائیڈ (محرقہ بخار) کی ہے۔ وہ ایک عضلاتی تحریک ہے۔ اسی کی مناسبت سے دیگر اعضاء تو سمجھ آ سکتے ہیں، مگر جراثیم کا غلط اور بودا نظر آنا اپنے دعوے کے مطابق بالکل صحیح نہیں بیٹھتا۔ یہی وجہ ہے کہ فرنگی طب ان کے علاج میں ناکام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک انسان کے جسم کے کسی عضو میں خرابی پیدا نہ ہو کوئی مرض پیدا نہیں ہو سکتا، کیونکہ اعضاء کی خرابیوں سے ہی وہاں پر مواد اکٹھے ہو سکتے ہیں جن میں تعفن و فساد پیدا ہو سکتے ہیں، ورنہ اگر اعضاء درست حالت میں ہوں تو یقیناً ان کی مناعت (امیونٹی) بھی مضبوط ہوگی پھر بھلا وہاں کوئی جراثیم کیسے اثر کر سکتے ہیں یا وہاں پر تعفن و تخمیر اور فساد کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ کسی عضو میں تعفن و تخمیر پیدا ہو کر وہاں پر جراثیم پیدا ہو جائیں یا کوئی جراثیم جا کر کسی عضو میں اپنے اثر سے تعفن و تخمیر پیدا کر دے۔ بہر حال یہ یقینی امر ہے کہ جب تک کسی عضو میں افراط و تفریط پیدا نہ ہو وہاں پر نہ مادہ رُکے گا اور نہ اس میں تعفن و تخمیر اور فساد نمودار ہوگا۔ اور نہ ہی باہر سے جراثیم جا کر وہاں رُک سکیں گے جن

سے وہاں پر تعفن وتخمیر اور فساد پیدا کرنے کا امکان ہوسکے۔ اس لئے فرنگی طب کی جراثیم کی تھیوری قطعاً غلط ہے۔ بلکہ علاج میں گمراہی پیدا کر دیتی ہے۔

ہومیوپیتھی اور بخار

ہومیوپیتھی میں امراض کا تصور ہی نہیں ہے اس لئے ہومیوپیتھی میں بخار کا تصور بالکل نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اس کی جگہ جسم میں حرارت کی زیادتی کو بطور علامت بیان کرنا چاہئے، کیونکہ بخار خاص قسم کی حرارت ہے جو تمام جسمانی حرارت سے جدا ہے جب ہومیوپیتھی حرارت بخار کی کہیں تشریح نہیں کرتی تو پھر اس کو بخار کا ذکر کرنا ان کے اپنے فطری اور قانون علامت کے خلاف ہے جہاں تک بخار کا تعلق ہے، ایک خاص قسم کی حرارت ہم اس کو علامت کہیں گے لیکن جب اس کے اقسام کا ذکر ہوگا تو مرض کہلائے گا کیونکہ مرض کی تعریف میں جہاں یہ حقیقت ہے کہ مرض جسم کی اس حالت کا نام ہے جب کہ اعضائے جسم اپنے صحیح افعال انجام نہ دے رہے ہوں، وہاں یہ صورت بھی اس میں شامل ہے کہ مرض علامات کے مجموعہ کا نام ہے کیونکہ ہر عضو کے افعال میں کمی بیشی سے اس میں چند علامات پیدا ہوتی ہیں جو اس عضو کی خرابی کی طرف دلالت کرتی ہیں، چونکہ بخاروں کی تمام اقسام اپنے اندر مختلف علامات کے مجموعے رکھتی ہیں جن کی دلالت کسی نہ کسی عضو کی خرابی کی طرف ہوا کرتی ہے، اس لئے بخار کی ہر قسم ایک بخار ہے، اس کو علامت کہنا درست نہیں۔

ہومیوپیتھی میں بخاروں کا ذکر نہیں ہے

حیرت کی بات ہے کہ ہومیوپیتھی نے نہ صرف بخار کو حرارت کی زیادتی کی ایک علامت کے طور پر استعمال کیا ہے بلکہ بخاروں کی تمام اقسام کو علامات کے طور پر ظاہر کیا ہے۔ بلکہ ہر بخار کی متعدد علامات لکھ کر ان کا علاج کتب میں لکھ دیا ہے۔ یہ سب کچھ نہ صرف بالکل غلط ہے بلکہ ہومیوپیتھی کا قانون اس امر کی کبھی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی ایسی علامت بیان کر دی جائے جو بالکل مختلف علامات کے مجموعہ ہوں ایسی مجموعی علامت یقیناً مرض کہلائیں گے۔ تمام ہومیوپیتھی میں کوئی ایسی دوا نہیں ہے جو ایسے علاماتی مجموعے بیان کرے جیسا کہ ہم بخاروں کی مختلف اقسام میں دیکھتے ہیں۔ اگر ایسی دوائیں پائی جاتیں تو ہم اپنی ادویات کے ناموں پر بخاروں کے نام رکھ دیتے، یہاں تک کہ کونین (چائنا) میں بھی ملیریا کی پوری علامات نہیں پائی جاتیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم ملیریا کا نام ہومیوپیتھی میں ''چائنا'' رکھ دیتے۔ ''چائنا'' کی چند مخصوص علامات ہیں جو ملیریا بخار میں پائی جاتی ہیں، ان کے علاوہ اور بھی ملیریا کی علامات ہیں جو چائنا میں نہیں ملتی ہیں یہی صورت دیگر بخاروں میں بھی پائی جاتی ہے۔

ہومیوپیتھی میں بخار کو حرارت کی جگہ علامات لکھنے کا اس وقت تک حق نہیں ہے جب تک وہ بخار کی حرارت کی اصلیت کی تشریح نہ کریں اور بخاروں کے اقسام کو وہ کبھی بھی علامات میں شمار نہیں کرسکتی، کیونکہ وہ سب مرکب اور مجموعی علامات کے نام ہیں، جو امراض کہلاتے ہیں۔

ان بخاروں تک کیا منحصر ہے ہومیوپیتھی میں بے شمار علامتی مجموعوں، مرکب علامات، اور امراض کو اپنی مفرد علامات میں شریک کرلیا ہے جن میں نزلہ، زکام، بخار، ورم، دردسر اور دیگر تمام اعضاء کے درد، بھوک و پیاس، قبض و اسہال، کھانسی و دمہ، پھوڑا پھنسی، بدہضمی، پیچش، طاقت و کمزوری، خسرہ، چیچک، دق وسل، خنازیر اور سرطان وغیرہ شامل ہیں۔

ہومیوپیتھی کی کامیابی کا راز

ہومیوپیتھی کی کامیابی کا راز اس میں ہے کہ وہ ادویات کی مفرد علامات کو اپنانے کی کوشش کریں۔ اپنی طرف سے مرکب علامات ختم

کرنے کی کوشش کریں اور مفرد و مرکب علامات کا فرق کریں۔ مثلاً جسم میں حرارت، حرکت اور رطوبات کی کمی بیشی، بھوک پیاس نہیں، بلکہ کھانے پینے کا احساس، بدبو اور خوشبو، تکان یا نشان، ابھار، درد، ٹیس، بے چینی، اضطراب، مختلف موسم اور اوقات کا اثر، علامات میں کمی بیشی کا پیدا ہونا۔ اسی طرح نفسیاتی اثرات اور جذبات، تحریکات مثلاً غم و غصہ اور خوف، مسرت و لذت اور ندامت وغیرہ اگرچہ آخری دونوں علامات مرکب ہیں، بہرحال ان کو بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ افعال کے لحاظ سے دل و جگر اور دماغ کے افعال کی کمی بیشی بھی مفرد علامات ہیں۔

بخار کی تشخیص میں صرف حرارت کی زیادتی بخار کی علامت قرار دے دیا جائے یعنی حرارت کی اعتدال سے زیادتی کا نام بخار ہے۔ لیکن باقی بخاروں کے اقسام کو علامت نہ سمجھا جائے بلکہ مرض خیال کیا جائے۔ بخار کی تشخیص کی صورت حرارت کی کمی بیشی دائم یا باری اور عضوی تعلق کے بعد مندرجہ بالا تمام علامات کو ذہن میں رکھتے ہوئے بخار میں دیکھا جائے اور جو علامات اکٹھی ہوں ان کے مطابق ادویات کو اخذ کر کے علاج کیا جائے۔ لیکن ان علامات کو اخذ کرنے سے قبل اوّل تمام جسم کو سائی کوسس، سورا اور سفلس کی تین علامات کو تسلیم کر لینا چاہئے۔ تاکہ صحیح ادویات تجویز کرنے میں سہولت ہو جائے۔ تفصیل میں ہم اپنے مضمون ہومیوپیتھی ریسرچ میں بیان کریں گے جو رسالہ میں جاری ہے۔

بائیوکیمک اور بخار

بائیوکیمک نے چونکہ بہت حد تک ہومیوپیتھی کی نقل کی ہے، اس لئے اس کو بھی بعینہٖ اسی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ بائیوکیمک دراصل ایک جدا نظریہ کے ماتحت ایک مفید طریق علاج تھا مگر ہومیوپیتھی کی بغیر تحقیق نقل کرنے سے اس کی اہمیت کو ختم کر دیا ہے۔ اس کتاب کی تحقیق ہماری کتاب بائیوکیمک فزیالوجیکل ریسرچ میں دیکھیں۔

طب جدید شاہدروی

طب جدید شاہدروی جس کے موجد استاذ الاطباء حکیم احمد دین تھے انہوں نے امراض کی پیدائش کو اعضاء کی کمی بیشی مانا ہے۔ انہوں نے کیفیات و نفسیات مادہ و جراثیم کو اسباب واصلہ اور فاعلہ نہیں تسلیم کیا۔ مگر ان کو چونکہ مفرد اعضاء کے نظریہ کا علم نہیں تھا، اس لئے انہوں نے تعین مرض میں بہت خوفناک غلطیاں کی ہیں۔ اوّل تو ان کی تمام تحقیق میں کوئی ایک مرض بھی ایسا بیان نہیں کیا گیا جس کو بالا عضاء بیان کیا ہو۔ اور اگر کوئی ایک مرض بیان کرنے کی کوشش کی ہے تو اعضاء کے افعال سے لاعلمی کی وجہ سے غلط راہ پر چلے گئے ہیں۔ مثلاً انہوں نے بخاروں میں زیادہ تر ملیریا کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کو کبدی و معدی اور امعائی تینوں صورتوں میں بیان کیا ہے۔ جو صحیح نہیں ہے، ملیریا فقط کبدی غدی بخار ہے اسی طرح انہوں نے غشائے مخاطی کے جو امراض بیان کئے ہیں وہ سب کے سب عضلاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے ان کی تحقیقات کا مطالعہ فرنگی طب کی طرح گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ حقیقت میں طب جدید شاہدروی کو نظریہ مفرد اعضاء کے تحت مطالعہ کیا جائے تو وہ الف تا بے غلط ہوگی اس میں آیورویدک اور طب پر جو تنقید کی گئی ہے بالکل غلط اور بے معنی ہے کیونکہ اس میں کیفیات، مزاج اور اخلاط دونوں کو بغیر سمجھے غلط قرار دیا جا رہا ہے۔ جن کی حقیقت بالکل صحیح ہے۔ جس کسی کو شک ہو وہ آ کر اپنی تسلی کر لیں یا نظریہ مفرد اعضاء سمجھ کر خود اصل حقیقت کا پتہ چلا لیں گو یا طب جدید کوئی طریق علاج نہیں ہے۔ بلکہ ایک بہت بڑی گمراہی ہے۔

نظریہ مفرد اعضاء کا پس منظر

نظریہ مفرد اعضاء کے تحت بخاروں کو سمجھنے کے لئے اوّل ضروری ہے کہ مختصر طور پر نظریہ مفرد اعضاء کو سمجھ لیا جائے اور یاد رکھیں کہ نظریہ مفرد اعضاء کوئی نیا طریق علاج نہیں ہے کیونکہ قانون فطرت ایک ہے مرض کے پیدا ہونے کا طریق ایک ہے اور اصول شفا بھی ایک ہی ہو سکتا

ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ مختلف ممالک واز منہ اوراذہان میں ماحول اور حالات کے مطابق جس طرح علم العلاج کی ابتداء ہوئی اس کے مطابق نام رکھ لئے گئے ہیں۔مثلاً آیورویدک کی ابتداء ہندوستان میں ہوئی اور یہ علم ویدوں کے ذریعے انسان کو پہنچا اور بڑے بڑے رشیوں اور منیوں نے اس کو اپنایا، دیوی دیوتا اس کے عامل ہوتے تھے۔اس لئے آیورویدک کے معنی ہوئے ''الہامی علم العلاج''۔طب کی ابتداء جادوگری سے شروع ہوئی۔اس لئے طب کے معنی جادوگری کے ہیں۔جب فرنگی نے طب کو اپنایا تو انہوں نے سمجھا کہ یہ طریق علاج بالضد ہے۔انہوں نے اس کا نام ایلوپیتھی رکھ دیا جس کے معنی علاج بالضد کے ہیں۔جب ڈاکٹر ہانمن صاحب نے ایلوپیتھی کے بالکل خلاف ہر مرض میں ان ہی ادویات سے علاج شروع کیا جس کے استعمال سے اس مرض کی علامات پیدا ہوتی ہیں تو انہوں نے اس کا نام ہومیوپیتھی رکھ دیا۔جس کے معنی بالمثل علاج کے ہیں۔ اگرچہ یہ بھی ایک زبردست دھوکہ ہے کہ ہومیوپیتھی علاج بالمثل ہے۔اس میں علامات تو بالمثل ہو سکتی ہیں،لیکن ادویات بالمثل نہیں ہو سکتیں۔مثلاً اگر کسی ایک شخص کو سنکھیا کھانے سے موت واقع ہو رہی ہو تو اس کو قلیل مقدار میں اور سنکھیا دے دیا جائے تو وہ مرنے والا کیا بچ جائے گا؟ ہرگز نہیں! بلکہ اگر طبیعت مدبرہ کی کوشش سے بچ بھی سکتا ہو تو نہ بچ سکے گا۔یہی وجہ ہے کہ ہومیوپیتھی میں زہروں کے لئے فوری علاج نہیں ہے۔

ڈاکٹر شسلر نے جب یہ دیکھا کہ امراض پر نہ ایلوپیتھک کا قابو ہے اور نہ ہومیوپیتھی کا تو انہوں نے اپنے انداز پر جسم انسان کے کیمیاوی اجزاء پر غور وخوض کیا۔وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ جب انسانی جسم کے ان اجزاء میں کمی اور خرابی واقع ہوتی ہے تو امراض پیدا ہوتے ہیں۔جس کا علاج ان ہی کیمیاوی اجزاء کا پورا کرنا تحقیق کیا ہے۔یہ نظریہ بھی درست ہے۔لیکن ان سے یہ غلطی ہوگئی کہ نظریہ تو اپنا تحقیق کیا اور جب علم العلاج کی تدوین کی تو ہومیوپیتھی ادویات اور علاج کی نقل کر لی گئی۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کا نظریہ ختم ہو گیا اور بائیوکیمک ہومیوپیتھی میں غرق ہو گیا (جس کی تفصیل ہماری کتاب بائیوکیمک فزیالوجیکل ریسرچ میں دیکھیں)۔اسی طرح کئی نئے نظریات نکلے اور انہوں نے اپنی جگہ فن علاج کو سمجھنے کی کوشش کی۔مگر مجموعی طور پر تمام علم وفن علاج کی اصلاح کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔نتیجہ یہ نکلا کہ ہر نظریہ ایک جدا طریق علاج بن کر رہ گیا۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام مختلف طریق علاج نہیں ہیں، بلکہ فن علاج کو سمجھنے کے لئے مختلف طریق کار ہیں۔

موجد طب جدید شاہد روی نے ایک نیا نظریہ پیش کیا کہ تمام طریق علاج اپنی جگہ تو صحیح ہیں، لیکن ان میں اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔یہ اختلاف کیوں پایا جاتا ہے،انہوں نے اپنی تحقیقات میں ثابت کیا کہ مختلف طریق علاج سے کسی نہ کسی طریق پر اعضاء کے افعال درست ہو جاتے ہیں،اس لئے امراض کی پیدائش کا اصل سبب افعال اعضاء کی خرابی اور ان میں افراط وتفریط ہے۔اس لئے انہوں نے اپنا جو نیا نظریہ پیش کیا اس کا نام ''نظریہ افعال الاعضاء'' رکھا۔یعنی جب تک جسم کے کسی عضو میں خرابی واقع نہ ہو جو اس کے فعل میں کمی بیشی سے واقع ہوتی ہے،مرض پیدا نہیں ہوتا اور اعضاء کے افعال اگر صحیح ہوں تو پھر نہ دوش واخلاط مرض پیدا کر سکتے ہیں اور نہ جراثیم وفاران میٹر وغیرہ۔ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ چونکہ تمام طریق علاج اپنی اپنی جگہ ہیں،اس لئے سب کی اچھی اچھی معلومات نظریہ افعال الاعضاء کے تحت قبول کر لینی چاہئیں۔ان کے اس اصول کا نام تھا ''خذ ما صفا ودع ما کدر''۔

جہاں تک ان کا نظریہ اتحاد اور اصلاح ہے، قابل تعریف تھا، تاریخ طب میں پہلی آواز تھی، جس نے مختلف طبوں میں اتحاد اور ایک دوسرے سے اصلاح کا اصول پیش کیا۔چونکہ یہ معقول باتیں تھیں،اس لئے ان کے زمانے میں سوئے فرنگی طب کے حاملین اور متعصب اطباء اور ویدوں کے بانیوں نے اچھی نگاہ سے دیکھا اور اپنایا اور اس سے مستفید ہوتے رہے۔

لیکن افسوس موجد طب جدید نے اس نظریہ افعال اعضاء پر اپنی زندگی میں نہ کسی ایک مرض پر اور نہ ہی کسی ایک دوا پر روشنی ڈالی اور جو کچھ کام کیا گیا ان میں یہ اصول کارفرما تھا۔دوسرے نظریہ افعال اعضاء میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ طب کے وہ امراض اس میں سے خارج

ہو جاتے ہیں جو مزاج سادہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ موجد طب جدید خود کیفیات اور مزاج بلکہ چار اخلاط کے قائل نہ تھے۔ وہ اپنی تحقیقات میں بہت حد تک فرنگی طب کی پیروی کرتے تھے۔ اور ان کی تحقیقات کو باقی طبوں سے زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

جہاں تک امراض کی پیدائش کا تعلق بالا عضاء ہے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی، کیونکہ طب قدیم بھی یہی تسلیم کرتی ہے اور شیخ بوعلی سینا نے قانون میں مرض کی یہی تعریف کی ہے جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں لکھ چکے ہیں، مگر کیفیات میں گرمی سردی اور خشکی تری ہے، انکار نہیں ہو سکتا۔ اور امراض سوء مزاج سادہ اپنے اندر بے حد اہمیت رکھتی تھیں اور ان کے بغیر نتائج درست نہ آتے تھے۔ میں بارہا ان کی زندگی میں موجد طب سے بحث وتمحیث سے اس مسئلہ پر اور اسی طرح دیگر مسائل کو حل کرنے کی کوششیں کی تھیں مگر وہ ان کا کچھ جواب نہ دے سکتے تھے اور آخر عمر میں رفتہ رفتہ ان کا طریق علاج ہومیو پیتھی ہو گیا تھا۔

موجد طب جدید کی وفات کے بعد میں نے کچھ عرصہ تک ان مسائل پر غور کیا، مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا، میں بے اُمید ہو گیا، آخر یہی فیصلہ کیا غیر تسلی بخش علاج کرنے سے بہتر ہے کہ فن علاج کو خیر باد کہہ کر کوئی اور کاروبار کر لینا چاہئے۔ اس وقت تک مجھ کو کم وبیش پندرہ سال کام کرتے ہو گئے تھے۔ اسی دوران میں ہیضہ کے ایک مریض کا علاج کرنے کے دوران میں مجھے دور کچھ روشنی نظر آئی۔ اس پر غور وفکر اور کام کرنا شروع کیا۔ جلد ہی کامیابی کی صورتیں نظر آنے لگیں اور ایک نیا نظریہ سامنے آ گیا۔ یہ نظریہ ''مفرد اعضاء'' تھا۔ اس نظریہ کی پیدائش کا اصل سبب امراض سوء مزاج سادہ ہی تھا پھر مسلسل بیس پچیس سال تحقیقات کرنے کے بعد اس کو ہر طرح سے ہر مرض اور ہر دوا پر پرکھ لیا۔ پھر دُنیا میں پیش کرنے کی جرأت کی گئی۔ اب یہ نظریہ مفرد اعضاء اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی سے بڑی تیزی کے ساتھ عوام اور خواص میں مقبول ہو رہا ہے۔

اس ساری داستان اور واقعات کو بیان کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ دُنیا میں مختلف طبیں نہیں ہیں۔ بلکہ صرف ایک ہی طب ہے اور یہ جو اختلاف نظر آتا ہے۔ صرف نظریاتی اور اصولی اختلاف ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ دُنیا بھر کی تمام طبیں اور نظریات تمام کے تمام نظریہ مفرد اعضاء سے حل ہو جاتے ہیں۔

نظریہ مفرد اعضاء

نظریہ مفرد اعضاء بالکل نیا نظریہ ہے۔ تاریخ طب میں اس کا کہیں اشارہ تک نہیں پایا جاتا۔ اسی نظریہ پر پیدائش وامراض کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس نظریہ سے قبل بالواسطہ پیدائش وامراض مرکب اعضاء کی خرابی تسلیم کیا جاتا رہا ہے، مثلاً معدہ وامعاء شش ومثانہ، آنکھ، کان، ناک، منہ بلکہ اعضاء مخصوص تک کے امراض کو ان کے افعال کی خرابی سمجھا جاتا ہے یعنی معدہ کی خرابی کو اس کی مکمل خرابی مانا گیا ہے۔ جیسے سوزش معدہ، درد معدہ، ورم معدہ، ضعف معدہ اور بدہضمی وغیرہ پورے معدہ کی خرابی بیان کی جاتی ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے، کیونکہ معدہ ایک مرکب عضو ہے اور اس میں عضلات واعصاب اور غدد وغیرہ اس میں ہر قسم کے اعضاء پائے جاتے ہیں اور جب وہ مریض ہوتا ہے تو وہ تمام اعضاء جو مفرد اعضاء میں بیک وقت مرض میں گرفتار نہیں ہوتے بلکہ کوئی ایک عضو مریض ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معدہ میں مختلف اقسام کے امراض پیدا ہوتے ہیں اور جو معدہ کا کوئی مفرد عضو مریض ہوتا ہے، مختلف اقسام کے امراض پیدا ہوتے ہیں اگر معدہ کے اعصاب مرض میں مبتلا ہیں تو اس کی دیگر علامات بھی اعصاب میں ہوں گی اور ان کا اثر دماغ تک جائے گا۔ اسی طرح اگر اس کے عضلات مرض میں مبتلا ہوں گے تو جسم کے باقی عضلات میں بھی یہی علامات پائی جائیں گی۔ اور اس کا اثر قلب تک چلا جاتا ہے۔ یہی صورت اس کے غدد کے مرض کی حالت میں پائی جاتی ہے۔ یعنی دیگر غدد کے ساتھ جگر وگردوں کو بھی متاثر کرتے ہیں یا بالکل ان کے برعکس اگر دل ودماغ اور جگر وگردہ میں امراض پیدا ہو جائیں تو معدہ وامعاء اور شش

ومثانہ بلکہ آنکھ، کان، ناک، منہ میں بھی علامات ایسی پائی جائیں گی۔ اس لئے پیدائش امراض اور شفاء امراض کے لئے مرکب عضو کی بجائے مفرد عضو کو مدنظر رکھنا یقینی تشخیص اور بے خطا علاج کی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

ایک طرف اس طرح کسی عضو کی خرابی کا علم ہوتا ہے تو دوسری طرف ان کے صحیح مزاج کا علم ہو جاتا ہے، کیونکہ ہر مفرد عضو کسی نہ کسی کیفیت سے متعلق ہے۔ یعنی اعصاب کا مزاج سرد تر ہے، اس کی تحریک سے جسم میں سردی وتری بڑھ جاتی ہے، اسی طرح جگر کا مزاج گرم خشک ہے، غدد کی تحریک سے جسم میں گرمی خشکی بڑھ جاتی ہے، یہی صورت عضلات کی ہے۔ جو قلب کو متاثر کرتی ہے، اور اس کے برعکس اگر جسم پر کسی کیفیت کا اثر ہو جائے تو اس کے متعلق اعضاء پر اثر ہو کر جسم میں سوئے مزاج پیدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح عضو کی دونوں صورتیں نہ صرف آسانی سے سامنے آ جاتی ہیں، بلکہ علاج میں بھی سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک خاص بات اور بھی ذہن نشین رکھیں کہ مفرد اعضاء کی جو ترتیب اوپر بیان کی گئی ہیں ان میں تحریکات جو پیدا ہوتی رہتی ہیں وہ ایک دوسرے اعضاء میں تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ ان ہی سے امراض پیدا ہوتے ہیں ان ہی سے شفا حاصل ہوتی ہے، ان تحریکات میں بھی ایک ترکیب قائم رہتی ہے۔ مثلاً اگر اعصاب میں تحریک ہوگی تو اس کے بعد کے اعضاء یعنی غدد میں تحلیل ہوگی۔ اور تیسرے قسم کے اعضاء یعنی عضلات میں تسکین ہوگی اور یہ تحریکات ضرورت کے مطابق بدلتی رہتی ہیں یا بدلی جاسکتی ہیں۔ لیکن وہ ترکیب قائم رہے گی۔ مثلاً اگر اعصاب کی بجائے غدد میں تحریک ہوگی تو پھر عضلات کی تحریک ہوگی۔ یعنی عضلات کی تحریک کے بعد اعصاب میں تحلیل ہوگی اور غدد میں تسکین ہوگی۔ اس کو ذہن نشین کرنے کے لئے ذیل کے نقشہ پر غور کریں۔

۱۔ تحریک اعصاب	تحلیل غدد	تسکین عضلات	نتیجہ جسم میں رطوبات کی زیادتی ہوگی
۲۔ تحریک غدد	تحلیل عضلات	تسکین اعصاب	نتیجہ جسم میں حرارت کی زیادتی ہوگی
۳۔ تحریک عضلات	تحلیل اعصاب	تسکین غدد	نتیجہ جسم میں ریاح کی زیادتی ہوگی

یہ تمام جسم اور اس کے افعال کی اصولی تقسیم ہے۔ اس سے تشخیص آسان ویقینی اور علاج سہل اور بے خطا ہو جاتا ہے۔ اس تقسیم اور اس پر مرض اور شفاء کی بنیاد سمجھ لینے کے بعد علم ظنی نہیں رہتا بلکہ بلاشک وشبہ یقینی بن جاتا ہے۔ چونکہ تمام جسم کے اعضاء ان ہی سے مل کر بنتے ہیں۔ گویا بنیادی اعضاء اور حیاتی اعضاء تمام جسم کی مفرد اکائیاں ہیں۔ جن سے وہ مرکب ہے۔ گویا سر، آنکھیں، کان، ناک، منہ، سینہ، معدہ، امعاء اور مثانہ وغیرہ مرکب اعضاء ہیں۔ اور ان ہی مفرد اعضاء سے مل کر بنے ہیں۔ اسی طرح جسم کے تمام مجریٰ بھی ان ہی مفرد اعضاء سے مل کر تیار ہوتے ہیں۔ اس طرح تمام جسم مل کر زندگی وقوت اور صحت کے افعال انجام دیتے ہیں۔ جہاں تک خون کا تعلق ہے اس میں کیمیاوی طور پر اپنی چاروں انشوز کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ جن سے ان اعضاء کا تغذیہ اور تصفیہ ہوتا رہتا ہے۔ گویا زندگی، تغذیہ تسنیم اور تصفیہ ان اعضاء کے صحیح افعال کے سپرد ہے۔ یہی نظریہ مفرد اعضاء ہے۔ تین چار بار پڑھ لینے سے اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ چونکہ نئی چیز ہے، اس لئے غور طلب ہے۔ مگر مشکل نہیں ہے۔ صرف نصف گھنٹے میں ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ اس میں سمجھنے کی بات صرف اس قدر ہے کہ مفرد اعضاء کی ترتیب اور ان کے افعال کی ترکیب ذہن نشین ہو جائے۔ یعنی کسی مفرد عضو کی تحریک کے بعد دیگر اعضاء کی کیا حالت اور کیفیت ہوگی اور کلی طور پر جسم پر کس مزاج کا اثر ہوگا۔ اس طرح فوراً تمام جسم کا نقشہ شیشہ کی طرح آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ جس سے تشخیص اور علاج کی سب مشکلیں دور ہو جاتی ہیں۔

نظریہ مفرد اعضاء اور بخار

نظریہ مفرد اعضاء کے تحت ماہیت بخار اور اس کی تقسیم اس قدر اصول کے ساتھ کی گئی ہے کہ وہ نہ صرف آسان وسہل معلوم ہوتی ہے بلکہ

بالترتیب اور فطرت کے مطابق معلوم ہوتی ہے۔ تشخیص اور علاج کے وقت اس میں شک وشبہ اور الجھن معلوم نہیں ہوتی۔ اس کا کمال یہ ہے کہ اس کو جان لینے کے بعد فرنگی طب کے طریق علاج کی طرف نظر کرنے کو دل نہیں کرتا۔

بخار کی تعریف

نظریہ مفرد اعضاء جس طرح طب قدیم کی تعریف مرض کو صحیح سمجھتی ہیں، اسی طرح تعریف بخار کو بھی صحیح تسلیم کرتی ہے، جو اس طرح کی گئی ہے۔

بخار ایک عارضی اور غیر معمولی حرارت ہے، جس کو حرارت غریبہ (بیرونی) بھی کہتے ہیں جو خون کے ذریعے قلب سے تمام بدن میں پھیل جاتی ہے۔ جس سے بدن کے اعضاء میں تحلیل اور ان کے افعال میں نقصان واقع ہوتا ہے۔ اس کو عربی میں حمی (جمع حمیات) فارسی میں تپ اور انگریزی میں فیور کہتے ہیں۔

بخار کی ماہیت

بخار کی ماہیت کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے سمجھ لینے سے مرض بخار کے علاج میں معالج 75 فیصدی قابو پالیتا ہے۔ اور 25 فیصد اس کی تقسیم کو سمجھتا ہے۔ کیونکہ آج تک ان کو پوری طرح نہیں سمجھا گیا۔ طب قدیم نے اس پر پوری طرح سے روشنی ڈالی ہے۔ لیکن اس کی مکمل تشریح نہیں کی گئی ہے۔ طب نے بخار کو سمجھانے کے لئے تین اقسام کی حرارت کا ذکر کیا ہے اول عنصری حرارت دوسرے حرارت غریزیہ تیسرے حرارت غریبہ جس کو غیر طبعی اور ارضی حرارت کا نام بھی دیا ہے۔ ہم نے ابتداء میں اس پر کچھ روشنی ڈالی تھی۔ لیکن اب مکمل طور پر بیان ذہن نشین کرا دیتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ عنصری حرارت اس حرارت کا نام ہے جو دیگر عناصر سے پاک صاف ہوتی ہے یعنی اس میں ہوائی و مائی اور ارضی عناصر کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ گویا یہ وہ حرارت ہے، جس کو طب میں ایک بسیط عنصر کہا ہے، جس کو مزید تقسیم نہیں کیا جاسکتا جس کا نام حرارت استقیہ ہے۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ یہ جسم انسان میں خالص حالت میں نہیں پائی جاتی، بلکہ یہ ہمیشہ مرکب صورت میں پائی جاتی ہے۔ یعنی اس کے ساتھ عنصر مائی یا ہوائی یا ارضی کی ملاوٹ ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے جسم میں جو گرمی ہوتی ہے اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں یا وہ مائی مرکب کے ساتھ جس کو گرم تر کہتے ہیں، لیکن جب اس میں مائی کم اور ناری اجزاء زیادہ ہو جائیں تو اس کی رطوبت بھی جل جاتی ہے جس سے اس کا مزاج بھی ایک حد تک گرم خشک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب ہوا میں سردی کی زیادتی سے اس کے ناری اجزاء ختم ہو جاتے ہیں تو اس کا مزاج سرد خشک ہو جاتا ہے گو اصلی عنصری حرارت کا جس دیگر عنصر سے جس قدر تعلق ہوگا اس میں وہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

حرارت غریزیہ اس حرارت کو کہا گیا ہے جو انسان کو پیدائش کے وقت اس کے نطفہ کے ساتھ دیا گیا ہے اور یہی مزاج تقریباً عمر بھر اس کا قائم رہتا ہے اور اسی پر انسان کی صحت کا دارومدار ہے۔ اس حرارت میں باقی تین عناصر کی آمیزش سے ایک مزاج قائم ہوتا ہے۔ اس میں رطوبت کا غلبہ ہوتا ہے۔ بچپن میں تو رطوبت بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن جوانی اور بڑھاپے میں یہ رطوبت رفتہ رفتہ کم ہوتی چلی جاتی ہے اور طبعی موت کے قریب یا امراض میں یہ رطوبت بالکل خشک یا ختم ہو جاتی ہے۔ امراض کی صورت میں بھی بڑھاپے کی طرح اس حرارت غریزیہ میں خرابی اس طرح واقع ہو جاتی ہے کہ رطوبت غریزیہ میں حرارت غریبہ کا اثر دخل ہو جاتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ اس میں رطوبت کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اگر حرارت غریزیہ غالب آ جائے تو صحت ہو جاتی ہے۔ اگر وہ غالب نہ آسکے اور حرارت غریبہ بڑھتی رہے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ جس طرح ہم امراض

کے دوران میں حرارت غریبہ کو ختم کر سکتے ہیں اور حرارت غریزیہ کو تقویت دے سکتے ہیں۔ اعادہ شباب کے لئے بھی ایسا کیا جاسکتا ہے۔

حرارت غریبہ اس حرارت کو کہتے ہیں جو تخمیر و عفونت سے پیدا ہوتی ہے اس میں مائی عنصر کی کمی ہوتی ہے یا بالکل نہیں ہوتا۔ اس میں دخانی اور ارضی اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ حرارت انسان کے لئے غیر طبعی ہے۔ حرارت غریبہ میں یہ استعداد ہوتی ہے کہ یہ اپنی موجودگی سے تعفن اور تخمیر پیدا کر دے۔ تخمیر و تعفن کے لئے چونکہ ترشی لازم تھی، اس لئے اس میں بے حد ترشی پائی جاتی ہے۔ حرارت غریبہ یا غیر طبعی حرارت یا ارضی حرارت یا عارضی جو کچھ بھی اس کو کہہ لیں اس میں خاص بات یہ ہے کہ جب یہ کسی عضو میں اکٹھی ہوتی ہے تو وہاں جلن اور سوزش پیدا کر دیتی ہے اور جب کسی مادہ سے ملتی ہے تو اس میں خمیر اور تعفن پیدا کر دیتی ہے گویا کاربانک ایسڈ گیس ہے یا اس کی مناسبت رکھتی ہے۔

حرارت اور ماڈرن سائنس

عنصری حرارت، حرارت غریزیہ اور حرارت غریبہ کو سمجھنے کے لئے ماڈرن تحقیقات سے مثال کے طور پر بیان کی جاتی ہے۔ تاکہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور تینوں قسم کی حرارت کو ماڈرن سائنس کے عنصر آکسیجن، ہائیڈروجن اور کاربانک ایسڈ گیس کو سامنے رکھیں۔ اگرچہ ہم ان کو بالکل ان ہی حرارت کے مطابق نہیں کہتے صرف مثلاً پیش کرتے ہیں تاکہ ذہن نشین کرا سکیں یعنی آکسیجن کو حرارت عنصری سمجھ لیں۔ اور جب وہ ہائیڈروجن کے ساتھ مرکب بناتی ہے تو اس میں حرارت غریزیہ یعنی زندگی کے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں اور جب وہ کاربن کو جلا کر کاربانک ایسڈ گیس بناتی ہے اور اس میں حرارت غریبہ کے افعال پیدا ہو جاتے ہیں۔

یہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ جیسے عنصری حرارت تنہا نہیں پائی جاتی، اسی طرح آزادانہ طور پر آکسیجن بھی تنہا نہیں پائی جاتی۔ کبھی وہ ہائیڈروجن سے ملتی ہے اور کبھی کاربن سے ملتی ہے۔ اور ہر مرکب کے نئے خواص ہوتے ہیں۔ جسم انسان میں بھی مرکب صورت میں پائی جاتی ہیں۔ البتہ ان میں کمی بیشی واقع ہوتی رہتی ہے۔ اور جو زیادہ ہوتی ہے، اس کی کیفیت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ البتہ یہ جان لیں کہ ہائیڈروجن کا اعصاب پر گہرا اثر ہے۔ آکسیجن کا غدد پر اور کاربن کا عضلات پر اثر ہوتا ہے۔ یہ صورتیں حرارت عنصری، حرارت غریزیہ اور حرارت غریبہ میں تصور کر لیں۔ چونکہ حرارت عنصری تنہا نہیں پائی جاتی وہ مائی یا ارضی حرارت کے ساتھ پائی جاتی ہے جو جسم کو زندگی اور صحت بخشتی ہے۔ اور دوسری حرارت غریبہ جو امراض اور بخار پیدا کرتی ہے۔ بس ان دونوں اقسام کی حرارت باقی رہ جاتی ہے۔ اس تشریح کے بعد بخار کا پورا تصور ذہن میں پیدا ہو جاتا ہے۔

پیدائش بخار

بخار کی ماہیت سمجھ لینے کے بعد اب اس کی پیدائش پر غور کریں اس کی تین صورتیں ہیں۔

① ان ہی تینوں مفرد اعضاء کے افعال میں کیفیاتی و نفسیاتی یا مادی و فعلی طور پر تیزی پیدا ہو جائے اور وہاں خون اکٹھا ہو جائے اور طبیعت مدبرہ بدن اس کو جسم میں پھیلا کر بخار کی صورت پیدا کر دے۔ ایسے بخاروں کو سادہ بخار یا حمی یوم کہتے ہیں۔ ان کی مثال سردی و گرمی اور خشکی و تری کے بخار غم و غصہ اور خوف و ندامت کے بخار، زیادہ کھانے پینے اور تکان و بیرونی تپش وغیرہ۔

② ان ہی تینوں اعضاء کے افعال میں کہیں تسکین پیدا ہو جائے جس سے وہاں پر مواد رک کر اس میں خمیر پیدا کر دے، یہ حمی سمیاتی و کیمیاوی اور موسمی و وبائی اثرات تخمیر و تعفن کے مواد کا جسم میں داخل ہو کر اندرونی مواد میں خمیر، تعفن اور فساد پیدا کر دے۔ ایسے بخاروں کو عفونتی اور تخمیری بخار کہتے ہیں۔

③ ان ہی تینوں اعضاء میں کہیں تحلیل پیدا ہو کر وہاں کی رطوبات ختم ہو جائیں۔ پھر وہ حرارت اس عضو میں تحلیل اور ضعف پیدا کر کے اس میں

ذبول کی صورت قائم کردے۔ اس بخار کو دق کہتے ہیں۔ اگر انتہائی خشکی سے وہاں پر زخم ہو جائیں اور ان میں پیپ پیدا ہو جائے تو اس کو سل کہتے ہیں۔

اقسام بخار

بخار کی پیدائش میں مندرجہ بالا صورتوں میں سادہ بخار اگر تین چار روز سے ہفتہ تک قیام کرے تو وہ اکثر تخمیری اور عفونتی بخاروں میں بدل جاتے ہیں اور تخمیری عفونتی بخار زیادہ دیر قیام کرنے کے بعد اکثر دق وسل میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اگر ابتداء ہی سے بخاروں کی طرف توجہ کر لی جائے تو وہ جلدی دور ہو جاتے ہیں۔ لیکن علاج سے قبل ان کی پوری تحقیق کر لینی چاہئے کہ وہ کن اعضاء کی خرابی اور کس مواد کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔

تاکید

اس امر کو تاکیداً جان لیں کہ سادہ بخار (حمی یوم) اور دق وسل کا بخار (حمی دق وسل) بھی عفونتی بخار ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ سادہ بخار کی عفونت صرف روح طبعی کو گرم اور متاثر کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عفونت اگر چندروز قیام کرے تو وہ عفونتی بخار میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ عفونتی بخار میں عفونت کا اثر روح کے علاوہ اخلاط میں ہو جاتا ہے۔ تپ دق اور سل میں بھی عفونت ہوتی ہے اگر عفونت نہ ہو تو حرارت غریبہ یا غیر طبعی حرارت ہی ختم ہو جائے۔ اس لئے ان تمام بخاروں کا علاج ہی یہی ہے کہ گرمی اور تری کو بڑھا دیا جائے جن سے ہر قسم کے بخار ختم ہو جاتے ہیں۔

تاکید ثانی

جاننا چاہئے کہ گرمی تری کی زیادتی سے کوئی بخار نہیں ہوسکتا اگر کوئی بخار ہوگا تو اس میں رطوبت کم ہوگی یا حرارت کی زیادتی ہوگی، بلکہ اگر تری سردی کی زیادتی کی وجہ سے بھی ہو تو بخار اس وقت تک ہوتا جب تک نہیں حرارت اس میں اثر کر کے اس کو متعفن نہ کردے۔ اسی وجہ سے بخار اُتارنے کے لئے شیرے شربت اور پیشاب آور ادویات وعرقیات دیئے جاتے ہیں۔ فیورمکسچر دینے میں بھی یہ نظریہ ہے لیکن بغیر سبب کو سامنے رکھنے کے بخاروں کو اتارنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اس طرح نقصان بہت بڑھ جاتا ہے۔

تاکید ثالث

جن بخاروں کو خلطی دوشی بخار کہتے ہیں، ان سب کا تعلق کسی نہ کسی عضو سے ہوتا ہے بغیر کسی عضو کے تعلق کے ایسا کوئی بخار نہیں ہوسکتا مثلاً نزلہ، زکام کا سر سے، ذات الریہ کا سینہ سے، محرقہ کا امعاء سے، نفاس کا رحم سے ہوتا ہے۔

دائمی اور باری کا بخار

دائمی اور باری کے بخار صرف خلط، دوشی اور تعفنی وجراثیمی ہوتے ہیں۔ سادہ بخار اور دقی وسلی بخاروں میں عام باری کے بخار نہیں ہوتے۔ ان میں اگر کچھ کمی بیشی ہوتی ہے تو وہ مواد کی کمی بیشی سے ہوتی ہے۔ باری کے بخاروں میں جس روز غبار نہیں ہوتا، اس روز تعفن کم ہوتا ہے۔ مگر سبب قائم رہتا ہے۔

بخار کے اسباب عامہ

سب سے پہلے یہ امر ذہن نشین کر لیں کہ کوئی بخار اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب تک کسی مفرد عضو کے افعال میں خرابی اور فساد پیدا نہ ہو بغیر کسی عضو کے افعال میں خرابی اور فساد کے نہ کیفیات ونفسیات اور مادی وفعلی اثر سے پیدا نہیں ہوسکتا ہے۔ گویا اوّل افعال بگڑتے ہیں پھر خون

کا اجتماع ہوتا ہے۔ پھر تعفن پیدا ہوتا ہے آخر میں بخار ہوتا ہے۔ گویا بخار سے پہلے جسم میں تین قسم کے تغیرات پیدا ہونے ناگزیر ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب جسم میں کوئی سبب اثر کرتا ہے تو اس کا پہلا حملہ کسی نہ کسی مفرد عضو کے افعال پر ہوتا ہے۔ جس کا مقابلہ وہ عضو کرتا ہے۔ اگر عضو مضبوط اور طاقت ور تو غالب آ جاتا ہے اور وہ مؤثر سبب ختم ہو جاتا ہے۔ اگر عضو مقابلے میں کمزور ثابت ہو جائے تو مرض کی پہلی صورت قائم ہو جاتی ہے۔ جس قوت سے عضو مقابلہ کرتا ہے اس کو مناعت یا قوت مدافعت (امیونٹی) کہتے ہیں۔ جب عضو کی قوت مدافعت کمزور ہو جاتی ہے تو پھر قوت مدبرہ بدن اس کی مدد کے لئے حاضر ہوتی ہے۔ اور وہاں پر دورانِ خون تیز کر دیتی ہے۔ تاکہ مؤثر سبب کو ختم کردے۔ اگر قوت مدبرہ بدن کامیاب ہو گی تو وہاں پر جمع شد خون کو جسم میں پھیلا کر چند یوم کے بعد صحت ہو جاتی ہے۔ یہ جسم کی دوسری کوشش ہوتی ہے۔ اگر قوت مدبرہ بدن بھی کامیاب نہیں ہوتی تو وہاں پر جمع شدہ خون وہاں پر سوزش اور تعفن پیدا کر دیتا ہے۔ جس کے بعد طبیعت مدبرہ بدن اس جمع شدہ خون کو جسم میں پھیلاتی رہتی ہے۔ بس یہ بخار ہوتا ہے۔ یہ تیسری صورت ہے یہ بھی یاد رہے کہ خون کا وہاں پر سوزش و تعفن اور خمیر کا پیدا کرنا اور پھر جمع شدہ خون کو جسم میں پھیلانا بھی قوت مدبرہ بدن کی کوشش ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل طویل طلب ہے (سوزش کے بیان میں دیکھیں)۔ یہ مضمون رسالہ رجسٹریشن فرنٹ میں شائع ہو رہا ہے۔

اسباب کا قرب و بعد

اسباب میں ان کے قرب و بعد کو بھی ایک اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے جب امراض کے اسباب پر بحث کی جاتی ہے تو قریب و بعید دونوں اقسام کے اسباب پر بحث کی جاتی ہے۔ بلکہ خوب اچھی طرح روشنی ڈالی جاتی ہے۔ تاکہ علاج کے وقت صحیح اسباب ذہن کے اندر ہوں۔ مگر بعض کم علم اور غلط فہم معالج جیسے فرنگی ڈاکٹر تشخیص امراض میں اسباب کے قریب و بعید کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ قریب اور بعید کی شے میں جو فرق ہے اسباب کے لحاظ سے بھی قریب اور بعید میں یہی فرق ہے۔ قریب کی شے پہلے اثر انداز ہوتی ہے۔ اور بعید کی چیز بعد میں اپنا اثر کرتی ہے۔ ظاہر میں قریب و بعید کا تصور کرنا ایک معمولی بات ہے مگر فن علاج میں انتہائی اہم بات ہے۔ بس یہی مقام جس کو صحیح طور پر ذہن نشین نہ کرنے سے نہ صرف مختلف طریق علاج پیدا ہو جاتے ہیں بلکہ علاج صحیح طور پر کامیاب نہیں ہو سکتے اور فن علاج بدنام ہوتا ہے۔

طب میں اسی قریب و بعید کی اہمیت کے پیش نظر اسباب کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اس میں قرب و بعد کی غلطی کا امکان نہ رہے اور صحیح اسباب سامنے آ جائیں۔ اس میں اسباب دو قسم کے بیان کئے گئے ہیں۔

اوّل۔ اسباب ضروریہ

جن کا تعلق حفظ صحت کے ساتھ ہے، جو چھ ہیں: ہوا، پانی، حرکت و سکون بدنی، حرکت و سکون نفسانی، نیند و بیداری، استفراغ و احتباس۔ یعنی یہ ایسے اسباب ہیں کہ اگر یہ اعتدال پر قائم نہ رہیں تو صحت قائم نہیں رہ سکتی۔ دوسرے الفاظ میں اس طرح سمجھ لیں کہ اسباب کی پیدائش ان ہی اسباب ضروریہ کے اعتدال سے ہٹ جانے سے ہوتی ہے۔ اس کو اسباب صرف اس لئے کہا گیا ہے کہ صحت کے لئے ان کا اعتدال رکھنا بے حد ضروری ہے۔ ورنہ جسم امراض میں گرفتار ہو جائے گا۔ گویا یہی اسباب ستہ ضروریہ امراض میں گرفتار کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ ایک طرف ان سے صحت و حفاظت ہوتی ہے دوسری طرف امراض کی تشخیص و علاج اور مرض کو صحت کی طرف واپس لوٹانے میں مدد دیتے ہیں۔

دوسری قسم۔ اسباب ممرضہ

جن کا تعلق صرف امراض سے ہے۔ یعنی امراض کی حالت میں مندرجہ بالا اسباب ستہ ضروریہ کا تقدم و تاخر اور قرب و بعد معلوم کرنے کے لئے ہیں (۱) اسباب بادیہ۔ کیفیاتی اور نفسیاتی (۲) اسباب سابقہ۔ مادی اور شرکی (۳) اسباب واصلہ۔ فاعلہ و متصلہ۔ درحقیقت ان اسباب کا نہ

امراض سے تعلق ہے اور نہ ہی تشخیص میں مدد کرتے ہیں، یہ تو صرف بحث اسباب کے لئے مقرر کئے گئے ہیں تا کہ اس حقیقت کا پتہ چل سکے کہ مقدم اسباب کون سے ہیں اور مؤخر اسباب کیا ہیں۔

اسباب ستہ ضروریہ میں مرض کی پیدائش میں تعدم وتاخر اور قرب وبعد کی اہمیت کس کو حاصل ہے۔ گویا قرب وبعد اور تقدم وتاخر کا مسئلہ نہایت اہم ہے۔ جس کو فرنگی طب نے ہمیشہ نظرانداز رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسباب ممرضہ میں اوّلین دو اسباب ہیں، اسباب ستہ ضروریہ کو تقسیم کر دیا گیا ہے۔ یعنی اسباب بادیہ میں کیفیاتی ونفسیاتی اور اسباب سابقہ میں مادی اور شرکی اکٹھے کر دیئے ہیں۔ اواسباب واصلہ کا ان میں سے کسی کے ساتھ بھی تعلق نہیں ہے۔ وہ صرف اسباب بادیہ اور اسباب سابقہ کا تقدم وتاخر اور قرب وبعد کا تعین کرنے کے لئے جو اسباب ستہ ضروریہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں، گویا تشخیص اور علاج کی صورت میں ان ہی اسباب ستہ ضروریہ کی طرف دھیان دینا پڑتا ہے۔

اسباب واصلہ دراصل ایسے اشارے ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ پیدائش امراض کے وقت معاً کیا سبب تھا۔ یعنی مرض اور سبب میں کوئی دور کا فرق نہ پایا جاتا ہو۔ یعنی اس کی متصلہ اور فاعلہ صورت کیا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں ان کے اور مرض کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ بلکہ براہِ راست مرض پیدا کر دیتے ہیں۔ کسی دوسری حالت کا ان کو انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ جس کی بہترین مثال امتلا (مواد کا اجتماع) ہے جو بخار کا موجب بنتا ہے۔ گویا بلاواسطہ بخار پیدا نہیں کرتا بلکہ اس کے اور بخار کے درمیان عفونت واسطہ بنتی ہے۔ امتلاء کے بعد عفونت لاحق ہوتی ہے۔ اور عفونت سے بخار ہوتا ہے۔ اس صورت میں عفونت، سبب واصلہ کہلائے گی۔ جس کے ہوتے ہی بخار آ جاتا ہے۔ اس صورت میں امتلاء سبب سابقہ کہلائے گا۔

ثابت ہوا کہ سبب واصلہ ہی سبب قریب ہے، لیکن دراصل اس کا اشارہ سبب سابقہ کی طرف اور سبب سابقہ اپنا اشارہ ستہ ضروریہ کی طرف کر رہے ہیں، یہ ساری بحث صرف اسباب تقدم وتاخر اور قرب وبعد کی ہے، ورنہ اسباب ممرضہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک اعضاء کے افعال میں خرابی واقع نہ ہو نہ کہیں امتلا ہوتا ہے اور نہ عفونت پیدا ہوتی ہے۔ اور نہ ہی ہم اس حالت جسم کو مرض میں شمار کرتے ہیں، اس لئے یہ حقیقت سامنے آ جاتی ہے کہ جراثیم کا ہونا اور نہ ہونا کسی صورت میں نہ مرض کہلا سکتا ہے اور نہ مرض پر دلالت کر سکتا ہے۔ انسانی جسم میں سینکڑوں اقسام کے جراثیم ہوتے ہیں۔ جیسے انسان ہر وقت کیفیات ونفسیات اور مادی وفعلی ماحول میں گھرا ہوا ہے جو خود ہی طبیعت کے اثر سے مفید بن جاتے ہیں یا تباہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن امراض اس وقت تک پیدا نہیں کر سکتی جب تک کسی عضو کے فعل میں خرابی واقع نہ ہو جائے، کیونکہ اعضاء جسم کا بگڑنا ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ جسم بیمار ہے ورنہ اعضاء کے تندرست رہنے سے کبھی امراض کا تصور پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔

مناعت

فرنگی ڈاکٹر کہتے ہیں کہ بیک وقت تمام انسانوں کو کوئی ایک مرض اس لئے پیدا نہیں ہوتا کہ ان کے اندر امیونٹی (امنیت) ہوتی ہے۔ جس کو ہم مناعت یا قوت مناعت یا قوت مدافعت عضو کہتے ہیں۔ اور یہ امنیت مرض کا مقابلہ کرتی رہتی ہے لیکن ان کو یہ پتہ نہیں کہ یہ امنیت دراصل کیا ہے، اور کہاں پیدا ہوتی ہے۔ جاننا چاہئے کہ یہ امنیت یا مناعت کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو خون میں پائی جاتی ہو بلکہ یہ طاقت اعضاء میں پائی جاتی ہے۔ اور ہر قسم کے اعضاء میں جدا جدا قسم کی ہوتی ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ جیسے مختلف اقسام کے جراثیم یا مختلف اسباب مختلف اعضاء پر اثر انداز ہوتے ہیں اسی طرح مختلف اعضاء کی امنیت ان کا مقابلہ کرتی ہے اور جسم کو امراض سے محفوظ رکھتی ہے۔ جب اعضاء ثابت کر سکتے ہیں کہ امنیت اعضاء کے علاوہ خون میں کہیں اور پیدا ہو سکتی ہے، اگر وہ ثابت کر دیں تو ہم ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے ہمارا چیلنج ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے اس صورت میں یہی لازم آتا ہے کہ علاج میں بجائے قاتل جراثیم ادویات کے اعضاء کو درست کرنا چاہئے۔

امنیت یا مناعت کے لئے یہ امر ذہن نشین کرلیں کہ طب میں قوت کا مرکز روح طبعی کو تسلیم کیا گیا ہے۔اس روح کے تین اقسام ہیں:

(۱) **روح طبعی**: جو جگر میں ہوتی ہے،اس کا عمل دخل غدود میں ہوتا ہے۔

(۲) **روح نفسانی**: جو دماغ میں ہوتی ہے اور اس کی تحریک اعصاب میں ہوتا ہے۔

(۳) **روح حیوانی**: جو قلب میں ہوتی ہے،جس کے افعال واثرات میں کام کرتی ہے۔

بس یہی ارواح ان اعضاء میں ان کے قویٰ کو قائم رکھتی ہیں اور یہی ان کی امنیت ہے۔جب ان ارواح کے مزاج میں خرابی واقع ہوتی ہے،اس سے اعضاء کے قویٰ اور ان کی امنیت خراب ہو جاتی ہے۔

روح طبعی کی پیدائش خون سے ہوتی ہے،اور خون اخلاط کا مرکب ہے،اخلاط عناصر سے مرکب ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ ارواح اور قویٰ کی ترکیب میں آگ ہوا اور پانی شامل ہیں۔ان ہی کے اعتدال سے جہاں خون اور ارواح کا قوام قائم رہتا ہے وہاں قویٰ اور اعضاء میں طاقت رہتی ہے۔بس یہی امنیت (امیونٹی) مناعت اور قوت مدافعت اعضاء ہے،جس کی حقیقت سے فرنگی طب کلی طور پر ناواقف ہے۔

قوت مدبرہ بدن

قوت مدبرہ کے متعلق بھی فرنگی طب تو کیا دُنیا کا کوئی طریق علاج واقف نہیں ہے۔لہٰذا اس کی حقیقت بیان کر دینا ضروری ہے۔جاننا چاہئے کہ جسم انسان میں جو مختلف قوتیں مختلف اعضاء بلکہ ہر خلیہ وحیوانی ذرّہ اور نسیج میں کام کر رہی ہے وہ تمام مفرد اعضاء اعصاب وعضلات اور غدد کے ماتحت کام کر رہی ہیں اور ان مفرد اعضاء کے مرکز دل و دماغ اور جگر ہیں جن کی قوتیں ارواح کے ماتحت ہیں۔یہ ارواح یعنی روح حیوانی،روح نفسانی اور روح طبعی تینوں روح طبعی کے ماتحت ہیں۔جس طرح تمام جسم کو غذا ایک خون سے ملتی ہے،اسی طرح جسم ایک روح طبعی سے ایک نظام میں رہتا ہے،روح طبعی جو نظام قائم رکھتی ہے اس نظام کا نام طبعیت مدبرہ بدن ہے۔جب روح طبعی کا اعتدال قائم نہیں رہتا تو یہ نظام بھی بگڑ جاتا ہے۔جس کو ہومیو پیتھی نے روح کا بیمار ہونا کہا ہے۔

قوت مدبرہ بدن اپنے افعال کس طرح انجام دیتی ہے اس کو سمجھنے کے لئے کیفیات اور مزاج کی طرف سے شروع کریں۔کیونکہ یہی انسان کے اندر ابتدائی محرکات ہیں،یعنی جسم انسان پر کوئی شے یا امر اندرونی طور پر یا بیرونی طور پر مادہ یا روح کی صورت میں اثر کرتا ہے،تو اس کا اثر کیفیات بلکہ ایک مزاج کی صورت میں ہوتا ہے یعنی اثر گرمی وسردی اور تری وخشکی کی صورت میں ہوتا ہے۔لیکن یہ اثر کبھی صرف گرمی یا صرف سردی یا صرف خشکی کی صورت میں نہیں ہوتا،بلکہ مرکب صورت ہوتا ہے۔جیسے گرمی تری،گرمی،خشکی،سردی،تری اور سردی خشکی۔دو مرکب کیفیات ہیں ان ہی کو طب میں مزاج کہتے ہیں،چونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ہر کیفیت کسی نہ کسی عضو سے متعلق ہے،یعنی گرمی کا تعلق غدود سے تری کا تعلق اعصاب سے اور خشکی کا تعلق عضلات سے ہوتا ہے۔

اسی طرح ہم یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ پانی کا تعلق اعصاب سے،عضلات کا تعلق ہوا سے،اور غدود کا تعلق آگ سے ہے۔ان حقائق سے یہ تصدیق ہوتی ہے کہ جب کوئی شے یا امر جسم پر اثر کرتا ہے جس طرح وہ مرکب کیفیات یعنی مزاج کے ساتھ اثر کرتا ہے اسی طرح وہ بجائے ایک مفرد عضو کے دونوں پر اکٹھا اثر کرتا ہے۔فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ اس کا پہلا اثر عضوی اور دوسرا دموی ہوتا ہے یا پہلے اثر کو مشینی اور دوسرے اثر کو کیمیاوی کہہ سکتے ہیں۔یعنی کوئی شے یا امر جسمانی یا روحانی طور پر صرف اعصاب یا صرف عضلات یا صرف غدود پر اثر نہیں کرے گا۔یہ اثر اعصابی عضلاتی یا اعصابی غدی یا عضلاتی غدی ہوگا۔

طب میں مزاج بیان کرنے میں بھی یہی کمال ہے جس کو فرنگی طب اور ماڈرن سائنس سمجھ نہیں سکی۔ یعنی جب طب میں کسی شے یا امر اور مادہ یا روح وغیرہ اپنا اثر کرتے ہیں تو اس کا اثر مشینی (مکینیکل) اور کیمیاوی (کیمیکل) دونوں بیک وقت ہوتے ہیں۔ جن کو وہ مزاج کی صورت میں بیان کرتی ہے۔ یعنی گرم وتر وگرم خشک اور سردتر وسرد خشک اور اس کے برعکس بھی بیان کیا جا سکتا ہے، تر گرم وخشک گرم اور تر سرد اور خشک سرد۔ لیکن الٹا بیان کرنے کی بجائے طب کی کیفیات کے درجے مقرر کر دیئے ہیں۔ جو چار درجے تک ہیں، اور ان ہی کی کمی بیشی سے تقدم وتاخر کا پتہ چل جاتا ہے۔ جس سے اس کی مشینی اور کیمیاوی صورتیں سامنے آجاتی ہیں۔ یعنی جس کیفیت میں تیزی اور زیادتی ہوتی ہے وہ عضوی یا مشینی ہوتی ہے۔ اور جس میں ہلکا پن اور کمی ہوتی ہے وہ دموی یا کیمیاوی ہوتی ہے۔ اور اس کا تعلق دوسرے عضو کے ساتھ ہوتا ہے۔

اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد اب یہ بات ذہن نشین کریں کہ جب کوئی شے یا امر جسم پر اثر کرتا ہے تو اس کا مشینی اثر کسی ایک عضو پر شروع ہو تو اس کے فعل میں تیزی ہوتی ہے، اور اس کا کیمیاوی اثر جسم کے دیگر عضو پر اثر انداز ہو کر اس کو اعتدال پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔ گویا پہلا اثر اگر مرض تصور کر لیں تو دوسرا اثر اس لئے شفاء ہے یہی مرض وشفا اور عمل وردِ عمل کے افعال اعضاء سے روح تک پہنچ جاتے ہیں۔ جس میں تیزی ہوتی ہے، وہ غالب رہتا ہے اور اس طرح جسم اور روح کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ ان ہی حقائق پر زندگی اور صحت منحصر ہے۔ جو نظام ان اعمال کو قائم رکھتا ہے، اس کا نام قوت مدبرہ بدن ہے۔

ہومیو پیتھی میں جو علاج بالمثل کام کر رہا ہے وہ دراصل ادویات کی حد تک بالمثل ضرور ہے، کیونکہ مرض کی حالت میں ان ہی علامات کے تحت وہ دوا دی جاتی ہے جس دوا میں اس کی علامات پائی جائیں، لیکن دراصل وہ بالمثل بلکہ دوسرے عضو یا ردِ عمل (ری ایکشن) کے افعال تیز ہو جاتے ہیں جو اس کو کنٹرول کر رہا ہے اور یہی اس کے لئے شفاء ہے، ہمارے طریق علاج میں بھی یہی صورت کام کر رہی ہے۔ بعینہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ عضو کا فعل تیز ہے تو ہم اس کے بعد کے عضو کا فعل تیز کر دیتے ہیں۔ جس میں سکون ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسری قوت اور روح پیدا ہو جاتی ہے اور مرض رفع ہو کر شفا ہو جاتی ہے۔ اس طرح ہم علاج میں جہاں تک شفاء کا تعلق نہ ہو صرف ہومیو پیتھی سے مماثلت رکھتے ہیں، بلکہ اس کی نسبت بہت جلد جسم وروح کے اعتدال کو قائم کر دیتے ہیں۔ یہی صورت طب کے مزاج میں بھی قائم ہے، یعنی جب ہم ان کے مزاج بدلتے ہیں تو اس کے مشینی اثر کو بدل کر کیمیاوی اثر کو تیز کر دیتے ہیں۔ اسی قسم کی صورت آیورویدک میں بھی ہے۔ یعنی ایک دوش کے بعد دوسرا دوش بدل دیتے ہیں۔ اس کے تین دوشوں میں کف زیادہ ہوتا ہے۔ تو اس کا کیمیاوی اثر وات کی طرف جاتا ہے، ہم وات کو بڑھانا شروع کر دیتے ہیں اور جب وات میں تیزی ہو جاتی ہے تو اس کا کیمیاوی اثر پت کی طرف جاتا ہے، ہم پت بڑھانا شروع کر دیتے ہیں اور جب پت میں شدت ہوتی ہے تو اس کا کیمیاوی اثر کف کی طرف ہوتا ہے، اور کف بڑھا کر پت کو شانت دے دیتے ہیں۔

یہ صورت نظریہ مفرد اعضاء میں بھی سمجھ لیں کہ جب اعصاب میں تیزی ہوتی ہے تو جسم میں بلغم ورطوبات اور کف بڑھ جاتا ہے۔ اس کا کیمیاوی اثر عضلات کی طرف ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم عضلات کو تیز کر دیتے ہیں۔ جب عضلات میں تیزی ہوتی ہے تو سودا اور ریاح اور وات بڑھ جاتا ہے، اس کا کیمیاوی اثر غدود کی طرف ہوتا ہے، ہم غدود کے فعل میں تیزی کر دیتے ہیں، جب غدود میں تیزی ہوتی ہے تو صفراء وحرارت اور پت بڑھ جاتا ہے، جس کا کیمیاوی اثر اعصاب کا تیز ہونا ہے۔ اس کا یہ عمل مشینی وکیمیاوی، عمل وردِ عمل اور مرض وشفا کی صورتیں فطری طور پر قائم رہتی ہیں۔ فطرت کبھی نہیں بدلتی کیونکہ وہ سنت اللہ ہے اور قدرت کے قبضہ میں ہے۔ یہ ہے ہمارا وہ فطری طریقہ شفا جس کا عشرِ عشیر بھی فرنگی طب کے پاس نہیں ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم فوراً اس کو اپنا کر کے دنیا میں پھیلا دیں اور فرنگی طب پر اپنی فوقیت ثابت کر دیں۔

بخار کی علامات عامہ

بخار کی علامات عامہ میں سب سے بڑی علامت خود بخار ہے یعنی غیر طبعی حرارت کی زیادتی۔ اس زیادتی میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے یا باری سے آتی ہے، یا مسلسل آتی ہے۔ اس بڑی علامت کے علاوہ دوسری بڑی علامت اس غیر طبعی حرارت کا اثر ہوتا ہے یعنی بدن کا جلنا جس کے ساتھ تیسری علامت گھبراہٹ ہوتی ہے اور چوتھی علامت تحلیل کی وجہ سے ضعف پیدا ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ ان چار علامات کے ساتھ رطوبات کی زیادتی، بلغم، تھوک، زکام، قے، اسہال اور پیشاب کی زیادتی وغیرہ۔ عضلات کی علامات اس کے برعکس ہوں گی۔ یعنی بے خوابی، بے چینی، غشی، بڑبڑانا، خشکی، سانس کی تنگی، نزلہ بند، منہ اور گلا خشک ریاح اور نفخ کی زیادتی قبض اور پیشاب میں کمی وغیرہ۔ غدی علامات مندرجہ بالا دونوں علامات سے جدا ہوں گی، کبھی نیند کبھی بیداری، عام طور پر غنودگی، کمزوری زیادہ ہوش وحواس درست، رطوبات کی بہت کمی، نزلہ، منہ، گلا، سینہ ومعدہ میں جلن، ابکائی، پیچش اور پیشاب میں جلن وغیرہ علامات پائی جاتی ہیں۔

ان مخصوص علامات کے علاوہ مرکب علامات بھی پائی جائیں گی۔ مثلاً سوزش، ورم، خارش، بھوک و پیاس، غم وغصہ اور خوف وگھبراہٹ وغیرہ بھی پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح بدن پر پھوڑے پھنسیاں، دانے، چھالے، زخم اور مختلف اقسام کی علامات کا پایا جانا۔

علامات کا ذہن میں رکھنا نہایت ضروری اور اہم ہے۔ کیونکہ یہی علامات کسی نہ کسی عضو خصوصاً مفرد عضو کی خرابی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ گویا علامات ایسے نشانات ہیں جن سے حالت صحت اور حالت مرض کا پتہ چلتا ہے۔ یہ علامات اکثر امراض کو سمجھنے، ان کے فروق اور تشخیص کے لئے دلائل بنائے جاتے ہیں اور ان ہی کی راہنمائی میں امراض کی ماہیت، نام امراض اور تقسیم امراض کئے جاتے ہیں۔ چونکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ مرض اس حالت کا نام ہے جب اعضاء کے افعال کی خرابیوں کو جاننے کے لئے ان علامات کو جاننا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ ان پر دلالت کرتی ہے۔ یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب ہم امراض اور ان کی علامت کو الگ الگ ذہن نشین کرلیں۔ ایسا نہ ہونا چاہئے کہ اول ہم امراض اور علامات کا فرق ہی نہ سمجھ سکیں، ہر علامت کو مرض اور مرض کو علامت کہہ دیں۔ جیسا کہ فرنگی طب میں درج ہے، یعنی چھینک بھی مرض ہچکی بھی مرض اور شدید پیاس کو بھی مرض میں شمار کرلیا ہے۔ یہ تو معمولی علامات ہیں وہ تو بڑی بڑی علامات کو بھی مرض کہتے ہیں۔ جیسے نزلہ، زکام، سوزش وورم، بخار اور درد سر وغیرہ۔ گویا ان کے ہاں امراض اور علامات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (تفصیل کے لئے مبادیات طب، تحقیقات نزلہ وزکام پر ہمارے مضمون تقسیم امراض میں دیکھیں)۔

بخاروں کے علاج عمومی

بخاروں کے عمومی علاج میں تین باتیں نہایت اہم ہیں۔

اوّل: مریض کو آرام سے لٹادیں، اگر سردی لگ رہی ہے تو بند کریں تو اس کو گرم پانی پلائیں اور گرم کمرے میں رکھیں اور گرم کپڑوں میں لپیٹ دیں۔

دوسرے: ہر قسم کی غذا بند کردیں، جب شدید بھوک لگے تو سیال یا نیم سیال غذا دیں، گویا ایسی غذا جس کے ہضم کرنے میں اعضاء غذائیہ پر بوجھ نہ پڑے۔

تیسرے: پیاس کے وقت تازہ یا نیم گرم پانی یا قہوہ یا چائے دیں۔ مریض اگر مجبور کرے کہ ٹھنڈا پانی پیئے گا تو اس کو ایک بار پیٹ بھر کر ٹھنڈا پانی دے دیں۔ مگر پھر وہی نیم گرم ہی دینا چاہئے۔ ناتجربہ کار معالج اور کتابی حکیم ٹھنڈک کی تاکید کرتے ہیں۔

مریض کے کمرے میں روشنی اور ہوا کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے۔ لیکن کمرے کا درجہ حرارت کبھی ٹھنڈا رکھنے کی کوشش نہ کریں۔ عام طور

پرمعتدل ہونا چاہئے۔ بلکہ اگر مریض پسند کرے تو گرم ہی ہونا چاہئے۔ فرنگی ڈاکٹر ہمیشہ گرمیوں بلکہ سردیوں میں تازہ ہوا اور روشنی کی خاطر کمرے کے ٹمپریچر کو بھی ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ گرمویں میں برف، کولروں اور پنکھوں سے کمرے کو ٹھنڈا رکھتے ہیں۔ یہ طریق غلط ہے۔ اس طرح بخاروں میں بے حد خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ کیونکہ بخاروں میں مقصد ٹھنڈک پہنچانا نہیں ہے اور نہ ہی ٹھنڈک پہنچانے سے بخار اُترا کرتے ہیں۔ بخار کی حرارت غریبہ کو حرارت غریزہ سے بدلنا ہے۔ حرارت غریبہ حرارت غریزیہ سے ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اگر مریض کو بغیر سوچے سمجھے ٹھنڈک پہنچائی گئی تو یقین رکھیں کہ حرارت غریبہ کی مدد اور حرارت غریزیہ کی مخالفت ہوگی۔ نتیجہ میں بخار زیادہ اور مزمن زیادہ ہوگا۔ بلکہ حمی یوم سے حمی عفونت اور پھر دق میں تبدیل ہو جائے گا۔ پھر سوزش اور ورم میں تو یہ صورتیں انتہائی نقصان رساں ہیں۔

بغیر سوچے بخار کے مریض کو پھل یا پھلوں کے رس نہ پلائیں ان سے بھی مندرجہ بالا خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یاد رکھیں کہ بخاروں نے ہر صورت میں جسم کے اندر آکسیجن کی زیادتی کرنا ہے، سرد رطوبت سے آکسیجن اور بھی دب جاتی ہے۔ اس طرح ہر قسم کے بخار میں غسل کرنا اچھا نہیں ہے۔ البتہ گرمی و تپش کے حمی یوم میں تازہ پانی سے غسل کراتے ہیں۔ بلکہ بغیر اشد ضرورت گرم پانی سے بھی غسل نہ دیں۔ اگر جسم پر غلاظت ہو تو نیم گرم پانی میں کپڑا یا اسفنج تر کر کے جسم کو صاف کر دیں۔ البتہ مریض کا ہاتھ منہ روزانہ نیم گرم پانی سے دھلا دیں۔ دانت صاف کر دیں۔ بالوں پر کنگھی کریں اور صاف کپڑے اور بستر جلد بدل دیا کریں۔ اس کے پاس خوشبو رکھنا بھی مفید ہے۔

بخاروں کے علاج میں خاص امور یہ ہیں کہ بخار اُتارنے کی کوشش نہ کریں، غیر ذمہ دار اور ناتجربہ کار معالج اکثر بخار اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیرونی ٹھنڈک کے علاوہ اندرونی طور پر شیرہ، شربت اور برف وغیرہ استعمال کراتے ہیں، فرنگی ڈاکٹر فیور مکسچر اور اسپرین وغیرہ کے مرکبات دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ مریض پر ظلم کرنا ہے۔ مریض کے استفراغ کے لئے جلدی نہ کریں۔ کیونکہ بغیر تشخیص کے مسہل و قے اور ادرار و پسینہ آور ادویات کا استعمال کرنا بالکل غلط ہے کیونکہ اس طرح استفراغ کے ساتھ حرارت بدن بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ اور پھر فوراً اس حرارت کا پیدا کرنا مشکل ہے۔ دیگر یہ مشکل پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ہر بخار کا مواد اپنے خاص عضو کے راستہ خارج ہوتا ہے۔ اس طرح اگر بغیر سوچے سمجھے استفراغ کر دیا گیا تو معالج مشکلات میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

علاج میں آسان صورت یہ ہے کہ مفرد عضو جس میں خرابی ہے اس کی تشخیص کریں اور جس مقام پر سکون محسوس کریں اس کو ہلکی سی تحریک دے دیں۔ اگر اس کا اثر خاطر خواہ نہ ہو تو تحریک شدید کر دیں۔ اگر قبض ہو تو اسی عضو کی مناسبت سے ملین کر دیں اگر پیچش ہو تو بند نہ کریں۔ بلکہ صرف مسکن عضو کو تحریک کر دیں۔ اسی طرح قے اور ابکائی وغیرہ بند نہ کریں۔ بلکہ اعضاء کی مناسبت سے علاج جاری رکھیں۔ اسی طرح اسہال بند نہ کریں بلکہ تشخیص کے مطابق ادویات دے دیں۔ چاہے ملین دوا ہی کیوں نہ استعمال کرنی پڑے۔ اس طرح ٹمپریچر کو بھی کم نہ کریں وہ فوراً چند منٹوں میں کم ہو جائے گا۔ البتہ یہ خیال ضرور رکھیں کہ مرض کی شدت ہو تو دوا کا وقفہ کم سے کم کر دیں۔ مثلاً عام طور پر دو تین یا چار گھنٹے بعد دوا دی جاتی ہے۔ ایسے موقعہ پر ایک ایک گھنٹہ بعد یا نصف گھنٹے بعد بلکہ بوقت ضرورت پندرہ پندرہ منٹ کے بعد بھی دوا دے کر فوراً مریض کی تسلی کر کے اپنا نام پیدا کر سکتے ہیں۔

بخار کی ابتدا و شدت اور اختتام

(۱) **بخار کی ابتداء:** بخار کی ابتداء میں عام طور پر سردی لگتی ہے، جس کو لرزہ کہتے ہیں۔ بعض بخاروں میں لرزہ نہیں ہوتا، ان بخاروں کی ابتداء میں سستی، انگڑائی، اعضاء شکنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ یہ حرارت انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ انسان گرم کپڑے یا گرم چائے کی خواہش کرتا ہے۔

(۲) **بخار کی شدت:** بدن میں بے چینی بڑھ جاتی ہے۔ حرارت شروع ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ یہ حرارت انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ منہ خشک ہو جاتا ہے اور حواس بگڑ جاتے ہیں۔

(۳) **بخار کا اختتام:** یہ کئی طریق سے ہوتا ہے، بحران ہو کر بخار دور ہو جاتا ہے، اس صورت میں جسم کے فضلات یا رطوبات یا خون جیسے پیشاب اور پاخانہ، قے وغیرہ یکبارگی اخراج پانا شروع ہو جاتے ہیں یا نکسیر وغیرہ چھوٹ جاتی ہے اور بخار اُتر جاتا ہے۔ بذریعہ تحلیل ہو کر بخار دور ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں نہ مواد نہ رطوبات اور خون اخراج پاتا ہے بلکہ چندروز میں حرارت جسم کم ہو کر بخار اُتر جاتا ہے۔ دونوں کی صورتیں درج ذیل ہیں۔

بحران

یہ ایک یونانی لفظ ہے اور شیخ الرئیس کے قول کے مطابق اس کے لفظی معنی ایک دشمن کا دوسرے دشمن پر غلبہ پانا ہے۔ گویا طبیعت کا مرض کے مقابلہ میں سخت جدوجہد کرنا ہے۔ جس کے ذریعے مریض کے جسم میں ایک نمایاں تغیر ہوتا ہے۔ اگر طبیعت مرض پر پورے طور پر غالب آ جائے تو مرض دفع ہو کر شفاء کلی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس حالت کو بحران محمود یا بحران کامل کہتے ہیں۔ اگر مرض کا غلبہ طبیعت پر ہو جائے جس کا نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے، اس بحران کو رڈی تام کہتے ہیں۔ بحران کی حقیقت سے انکار نہیں ہے اور طب کا بہت بڑا کمال ہے کہ جو ہزاروں سال سے چلا آ رہا ہے۔ اس سلسلہ میں جو قوانین بیان کئے گئے ہیں اگر ان پر پورا پورا عبور ہو تو نتائج اکثر صحیح آتے ہیں۔ جہاں پر نتائج صحیح نہیں آتے وہاں پر مریض کی بدپرہیزی اور ماحول کی خرابی یا علاج کی غلط نگرانی ہوا کرتی ہے۔

بحران کیا ہے؟ یہ سالہا سال کے ایسے تجربات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں بخار اتنے عرصہ میں فلاں طریق اور فلاں یوم اتر جائے گا۔ اگر فلاں فلاں علامات واقع نہ ہوئیں تو بحران محمود کامل نہیں ہوگا۔ رڈی اور نقصان رساں ہوگا۔ ان تجربات سے ہر بخار کے لئے ایک مدت اور ایک راستہ مقرر ہے۔ اس مدت میں اور اس خاص راستہ سے اتر جائے گا اور بخار کے دوران میں کیا کیا خرابیاں ہونے کا امکان ہے جو معالج بھی بخاروں کا علاج کرے اس کے لئے فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس بخار کے درمیان واقع ہونے والے خطرات کو مدنظر رکھے۔ بحران کی تفصیلات طب کی کتب میں ملاحظہ کریں۔

تحلیل سے مراد ہے کہ حرارت کی زیادتی سے بخار کا سبب رفع ہو رہا ہے اور درجہ حرارت رفتہ رفتہ گر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ مریض کے جسم میں چستی، چہرے پر رونق اور طبیعت میں بشاشت کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ تحلیل جید ہے کیونکہ کبھی تحلیل کے ساتھ جسم میں ضعف، چہرہ پر مردنی اور طبیعت میں بوجھل پن کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں، اور مریض پر بے اُمیدی چھا جاتی ہے۔ اصل میں یہ تحلیل مرض نہیں ہوتی، بلکہ تحلیل جسم اور قویٰ ہوتی ہے، جس کا نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے۔ اس کو تحلیل سوء کہتے ہیں۔

تحلیل دراصل طبیعت یا معالج کی مرض پر صحیح گرفت ہے۔ اگر معالج ذہین اور علم و فن سے آگاہ ہے تو وہ بخاروں پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اس کو طبیعت کے رحم و کرم اور مریض کی غفلت پر نہیں چھوڑتا اور کامیاب رہتا ہے۔ تحلیل کی ایک مثال یہ ہے کہ اگر جسم پر کوئی پھوڑا پیدا ہو جائے اور اس کا علاج نہ کیا جائے اور طبیعت خود بھی مضبوط ہو تو دس پندرہ یوم میں وہ پھوڑا پک کر پھوٹ جائے گا۔ اور پھر بھی اگر اس پر کوئی مرہم وغیرہ نہ لگائی جائے تو دس پندرہ روز میں خود بخود بھر جائے گا۔ یہ مثال بحران کی ہے۔ لیکن لائق معالج اسی پھوڑے پر حسب ضرورت پلٹس لگا کر ایک دو روز میں پکا کر پھوڑ دے گا۔ پھر کوئی مناسب مرہم لگا کر دو تین روز میں بھر دے گا۔ یہ صورت تحلیل کی ہے۔

اگر کوئی معالج ہمیشہ تحلیل کی مثال سامنے رکھے اور بخار پر بھی گرفت رکھے تو وہ ہر بخار کو قبل از وقت بھی اتار سکتا ہے۔ مگر یہ کام ہر کس

نا کس کا نہیں ہے۔البتہ جو لوگ مفرد اعضاء کے نظریہ کو اچھی طرح اپنا لیں تو ان کے لئے ایسے کامیاب اور معجزہ نما علاج کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔یہ تحقیقات جو ہم نے پیش کی ہیں،فرنگی طب میں بالکل نہیں پائی جاتیں۔یہ صرف اس لئے پیش کی جارہی ہیں کہ اس کو بہت جلد شکست دی جاسکے۔

تقسیم حمیات بالمفرد اعضاء

نظریہ مفرد اعضاء کے تحت بخاروں کی تقسیم بالاعضاء ہی کی گئی ہے ورنہ طب یونانی کے تحت بھی تقسیم کر کے علاج لکھے جاسکتے ہیں۔لیکن اس طرح ہم کو یہ لکھنا پڑتا ہے کہ فلاں بخار کس عضو کے تحت ہے۔اب مختلف عضو لکھ کر اس کے تحت جو بخار آتے ہیں،ان کو لکھ دیا جائے گا۔تا کہ اعصابی،عضلاتی وغدی جدا جدا ہو جائیں۔اور یہ تکلیف اس قدر با اصول اور باقاعدہ ہے کہ ایک طرف تشخیص آسان ہوگی اور دوسری طرف علاج بہت سہل ہو جائے گا۔ساتھ ہی کیفیاتی ونفسیاتی،مادی وفعلی،عفونتی وتخمیری اور شرکی وکیمیاوی سب کی بالاعضاء تقسیم ہو جائے گی جو ایک ہی نظر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ مفرد اعضاء چونکہ تین قسم کے ہیں،اس لئے بخار بھی تین ہی اقسام میں تقسیم ہوتے ہیں۔

- اعصابی بخار
- عضلاتی بخار
- غدی بخار

چونکہ ہر عضو کے غیر طبعی افعال تین ہیں،یعنی تحریک،تسکین اور تحلیل اس لئے کل نو بخار ہوئے۔البتہ اسباب کے مختلف ہونے کی وجہ سے ایک ہی قسم کے بخاروں کو بار بار بیان کر دیا گیا ہے۔مثلاً ایک بخار اگر بیرونی تپش کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور وہی بخار اندرونی طور پر گرم شے کے کھانے سے پیدا ہوتا ہے۔تو یہ بخار مختلف اقسام میں نہیں شمار ہوں گے۔بلکہ ایک ہی بخار کہلائے جائیں گے۔اسی طرح بعض بخار اسباب کی شدت وخفت کی وجہ سے مختلف صورتیں اختیار کر لیتے ہیں۔جیسے چیچک اور خسرہ وغیرہ ایک ہی نوعیت کے بخار ہیں۔البتہ شدت وخفت کا فرق ہے۔بعض بخار مقامات کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔جیسے محرقہ معائی اور ذات الجنب دونوں غدی بخار ہیں۔ان کے برعکس بعض بخار ایک ہی مقام پر مختلف ہوتے ہیں۔مثلاً پھیپھڑوں میں حمی بلغمی،ذات الجنب اور ذات الریہ وغیرہ یہی صورت دماغی بخاروں میں بھی پائی جاتی ہے۔ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی مفرد عضو میں مختلف بخار پیدا ہو جاتے ہیں۔مثلاً امعاء میں اعصابی تحریک سے سادہ بخار یا سوزش اور ورم امعاء سے شدید بخار بن جائے۔لیکن تشخیص اسی ایک ہی عضو کے افعال کی کمی بیشی اور ضعف ہی مدنظر رکھا جائے گا۔چاہے اس میں تحریک ہو یا تسکین وتحلیل کی صورت ظاہر ہو اس علاج میں بھی وہی صورت قائم رہے گی۔اور معالج بھی ہر مشکل سے محفوظ رہے گا۔

ان بخاروں کی تقسیم اس طرح ہوگی:عصبی تحریک کا بخار (سادہ بخار)،عصبی تسکین کا بخار (عفونتی بخار)،عصبی تحلیل کا بخار (دق وسل)، غدی تحریک کا بخار (سادہ بخار)،غدی تسکین کا بخار (عفونتی بخار)،عضلاتی تحلیل کا بخار (دق وسل)۔تفصیل درج ذیل ہے۔

حمی عصبی تحریک: حمی ثلجی،حمی خوف،حمی وجعی،حمی سوزش،ورمی،کثرت محنت دماغی،کثرت ریاضت جسمانی،حمی سوئے ہضمی،اسی طرح استفراغی،زکامی،عطشی،اسہالی وغیرہ۔

حمی عصبی تسکین: وہ بخار جو بلغم کی عفونت سے پیدا ہوتا ہے،اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) مواظبہ،جو باری سے آتا ہے،اس کی باری روزانہ آتی ہے۔(۲) لثقہ لازمی بخار۔

حمی اعصابی تحلیل: دماغی واعصابی (سل ودق)۔

حمی عضلاتی تحریک: حمی تپسی، حمی فرحیہ، حمی شرابی، حمی جوئی، حمی سدی، حمی فکریہ، حمی تخمی، حمی سوزشی دوری، حمی سوئے ہضمی۔

حمی عضلاتی تسکین: وہ بخار جوخون کے جوش سے پیدا ہوتا ہے۔اس کی دوقسمیں ہیں۔اگر خون کے جوش سے بخار پیدا ہوتو اس کو سونوخس کہتے ہیں۔اگر عفونت سے جوش پیدا ہوتو اس کو مطبقہ کہتے ہیں۔

عضلاتی تحلیل: ریوی وعضلاتی (دق وسل)۔

حمی غدی تحریک: حمی عصبی، حمی حزنی، حمی شمسی، حمی نزلی، حمی سوزشی دوری، حمی زحیری۔

حمی غدی تسکین: یہ صفراوی بخار ہے۔اس کی دوصورتیں ہیں۔○ حمی غب، باری کا بخار ہوتا ہے۔○ حمی محرقہ، لازمی بخار ہوتا ہے۔حمی غب کی باری تیسرے روز آتی ہے اور محرقہ ہر تیسرے تیز ہوجاتا ہے۔

حمی غدی تحلیل: دق وسل۔

تقسیم حمیات میں بے اصولی و بے ترتیبی

فرنگی طب میں بخاروں کی تقسیم کسی اصول اور ترتیب کے مطابق نہیں کی گئی جیسا کہ اس کا ایک نقشہ ہم فرنگی طب کے تحت دے چکے ہیں۔ کہیں متعدی اور غیر متعدی بخار درج ہیں۔کہیں مرکب اعضاء کے ماتحت لکھ دیئے ہیں۔کہیں صرف عصبی بخار درج کر دیئے ہیں۔کہیں وبائی اور موسمی کی تقسیم ہے۔سب سے زیادہ عجیب تقسیم سادہ بخاروں کی ہے۔اوّل تو ان کا ذکر ہی نہیں ہے۔اگر کہیں ہے تو اس کو اس بے ترتیبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ بالکل غلط بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح طب یونانی میں بھی سادہ بخاروں (حمیٰ یوم) کو بالاعضاء تو بیان نہیں کیا لیکن ان کو بالقویٰ اور بالارواح ضروری بیان کرنا چاہئے تھا۔انہوں نے ہر قسم کے بخاروں کو چاہے کیفیاتی ونفسیاتی ہوں یا مادی وفعلی ہوں سب کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔حالانکہ ان کو ہر قویٰ اور ہر روح کے ماتحت الگ الگ بیان کرنا چاہئے تھا۔جیسا کہ ہم نے تحریک کے بخار بیان کئے ہیں۔اس سے جہاں یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ وہ کس مفرد عضو کے ماتحت آتے ہیں وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کس روح، کس قوت اور کس جذبہ میں ماتحت آجاتا ہے۔اس سے صرف ہومیوپیتھی کی علامات سامنے آجاتی ہیں تو دوسری طرف تشخیص میں آسانی اور علاج میں سہولت پیدا ہوجاتی ہے۔

وبائی وموسمی اور متعدی ومقامی بخار

وبائی بخار عفونتی بخار ہوتے ہیں، اکثر موسمی خرابی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں یا خاص خاص موسم میں پیدا ہوتے ہیں۔گویا موسم کا مزاج بگڑ جاتا ہے اور فضا میں تعفن پیدا ہوجاتا ہے۔اور یہ تعفن جسم انسان میں تسکین کے مقام پر جو رطوبت ہوتی ہے ان میں بھی تعفن پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے بخار پیدا ہوجاتا ہے۔چونکہ ان کی عفونت میں انتہائی شدت ہوتی ہے، اس لئے یہ ایک دوسرے سے بھی لگ جاتے ہیں۔یعنی متعدی ہوتے ہیں۔لیکن یاد رکھیں کہ جب تک کسی مفرد عضو میں خرابی پیدا نہ ہو یا جسم کے کسی عضو میں تسکین واقع نہ ہو کوئی وبائی اور موسمی بخار نہیں ہوسکتا۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ ان دنوں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو مبتلا وبا نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کو کسی قسم کی تکلیف ہوتی ہے۔وبائی امراض کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ ایک مرض یا تکلیف بیک وقت بہت سے لوگوں کو ہوجاتی ہے۔

موسمی بخار اور وبائی بخار زیادہ تر موسم برسات، خزاں اور بہار میں ہوتا ہے۔مرطوب مقامات اور پہاڑی علاقوں کے دامن میں اس کی

کثرت ہوتی ہے۔ شمالی ہند میں شاذ و نادر ہی کوئی شخص اس کے حملہ سے محفوظ رہتا ہے۔ اس میں جوان آدمی زیادہ تر مبتلا ہوتے ہیں۔ اسی طرح انتہائی گرمی یا انتہائی سردی یا موسم کے علاوہ یہ صورتیں پیدا ہوں تو وبائیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اسی صورت میں مقامی بخار بھی ہیں، یعنی جس علاقہ کا جو مزاج ہوتا ہے، جب وہ موسم آتا ہے تو اس مزاج میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ موسم خراب ہو جاتا ہے۔ اکثر وبا کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ بعض علاقوں میں خاص قسم کے حیوانات مثلاً مکھی، مچھر، پسو، جوئیں، چوہے اور بلیاں وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ جن کے کاٹنے سے زہریلے اجزاء جسمانی اعضا کے افعال میں بگاڑ کر بخار پیدا کر دیتے ہیں۔ لیکن علاج کے سلسلہ میں یاد رکھیں کہ ان حیوانات اور جراثیم کے پیچھے بھاگنے اور تحقیقات کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ زہر کس قسم کا ہے۔ اس کا تریاق ہمارے جسم میں پیدا ہو چکا ہے۔ یعنی جسم میں کیمیاوی صورت پیدا ہو گئی ہے جس کا نتیجہ دوسرے اعضاء پر ظاہر ہو رہا ہے۔ اس کے فعل کو تیز کر دو ہر قسم کے بخاروں کو شرطیہ آرام ہو جائے گا۔ فرنگی طب اس راز سے واقف نہیں ہے۔ وہ ایک عضوئے متعدی معلوم کر کے بھی امراض اور بخاروں میں شرطیہ علاج نہیں کر سکی۔ البتہ اپنے تجارتی دھوکے سے دُنیا کو بہت پریشان کیا ہے۔

سوداوی بخار

سوداوی بخاروں کا ذکر حمی ربع کے سلسلہ میں آتا ہے جس کے دو اقسام ہیں۔ ربع لازمیہ اور ربع دائرہ، جو چار روز کے بعد آتا ہے۔ لازمی چوتھے روز تیز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خمس، سدس، سبع (پانچویں، چھٹے، ساتویں) کے بخاروں اور کالا زار کو بھی سوداوی بخاروں میں شمار کیا ہے۔

ہم سوداوی بخاروں کے اسی طرح قائل ہیں جیسے سودا کے ایک خلط کی حیثیت سے قائل ہیں۔ لیکن تمام سوداوی بخار اعصاب وعضلات اور غدد کے تحت آ جاتے ہیں اور علاج بھی ان کے تحت ہی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سودا بذاتِ خود ایک خلط ہے، لیکن غیر طبعی سودا اکثر خون وبلغم اور صفراء کے جل جانے سے بن جاتا ہے۔ یہ تینوں عضلات واعصاب اور غدد کے تحت آ جاتے ہیں، اس لئے جس عضو کی خرابی سے سوداء پیدا ہوتا ہے، اس کے مطابق ہی جب مقام سکون کو تحریک دیتے ہیں تو سودا اعتدال پر آ جاتا ہے۔

مزید معلومات کے لئے یہ امر سمجھ لیں کہ مقام طحال تمام جسم کے غدد جاذبہ کا مرکز ہے۔ خون کے جسم میں خرچ ہونے کے بعد کیمیاوی طور پر جو فضلات اکٹھے ہوتے ہیں، وہ غدد جاذبہ خصوصاً طحال میں کیمیاوی طور پر (کسی نالی سے نہیں) کیونکہ غدد جاذبہ بغیر نالی کے غدد ہیں۔ اکٹھے ہو جاتے ہیں، جہاں وہ سوداء میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ پھر وہاں سے کیمیاوی طور پر عضلات خصوصاً معدہ کے عضلات پر ترشہ پاتے ہیں۔ جس سے عضلات میں انقباض اور اس میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔

عام غدد کے افعال کے متعلق یہ سمجھ لیں کہ وہ اعصاب کی تیزی سے ترشہ کرتے ہیں اور عضلات کی تیزی سے رطوبات کو روکتے ہیں۔ لیکن غدد جاذبہ ان کے خلاف کام کرتے ہیں وہ اعصاب کی تیزی سے رطوبات کو روکتے ہیں۔ اور عضلات کی تیزی سے رطوبات کو گراتے ہیں۔ اس لئے ہر قسم کے غدد میں دونوں کے نظام پائے جاتے ہیں۔ اور وہ باری باری کام کرتے ہیں۔ اس لئے جب کسی ایک کا فعل رُک جاتا ہے تو دوسرے پر بھی اثر پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر جگر اور طحال کے امراض مشترکہ ہیں۔ مثلاً جب عظم طحال ہوتا ہے تو عظم جگر بھی ہوتا ہے۔ موسمی بخاروں میں جہاں جگر کا فعل خراب ہو جاتا ہے وہاں طحال کا فعل بھی بگڑ جاتا ہے۔ اکثر جگر کی سوزش سے پیلا یرقان اور حمی صفراوی پیدا ہو جاتا ہے تو طحال کی تحریک سے سیاہ یرقان اور حمی اسود پیدا ہو جاتا ہے۔

طب تسلیم کرتی ہے کہ سودا خون کو غلیظ کرتا ہے، ہڈی و کری اور رباطات اور اوتار کی غذا بنتا ہے۔ لیکن فرنگی طب سودا سے انکار کرتی ہے اور آج تک کسی طبیب اور حکیم نے جواب نہیں دیا۔ اچھے اچھے جگادری اطباء اور حکیم فرنگی کے سامنے نہیں ٹھہر سکے۔ لیکن ہمارا چیلنج ہر وقت فرنگی ڈاکٹر کو ہے۔ وہ طب کے کسی نقطہ پر ہاتھ رکھ کر غلط کہہ دے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تسلی بخش جواب دیں گے۔ سودا کے متعلق بھی فرنگی ڈاکٹر اور فرنگی حکیم (فرنگی حکیم وہ ہے جنہوں نے فرنگی طب کی تائید اور حمایت کی ہے اور طب یونانی کی ترقی کے لئے اس کو شامل کرنے کے مشورے دیئے ہیں اور ان کے کالجوں میں طب یونانی کے ساتھ طب فرنگی کی تعلیم بھی ہوتی ہے) کان کھول کر سن لیں جو کریات انسجہ الحاقی سبب ہوتے ہیں، اور پھر یہی انسجہ الحاقی ضرورت کے وقت انسجہ اعصابی، انسجہ عضلاتی اور انسجہ غدی میں تبدیل ہو جاتے ہیں (جس کی تفصیل ہماری کتاب ''تحقیقات اعادہ شباب میں دیکھیں)۔ یہ ہے کہ سودا یہ ہیں اس کے اعمال اور بخار۔ اُمید ہے کہ فرنگی ڈاکٹر اور فرنگی اطباء کی تسلی ہوگئی ہوگی۔ ہم مزید تسلی کرنے کو بھی تیار ہیں۔

کیفیاتی ونفسیاتی اور ذائقے کے مفرد اعضاء پر اثرات

یہ امر بھی سمجھ لیں کہ جس طرح اشیاء اور امراض کے مفرد اعضاء پر دو اثرات ہوتے ہیں ایک فعلی اور دوسرا کیمیاوی اور کیمیاوی اثر دوسرے عضو کی طرف جاتا ہے۔ اسی طرف کیفیات بیک وقت دو اثر کرتی ہیں۔ اسی طرح عضو کے ساتھ دو عدد جذبے اور دو عدد ذائقے پائے جاتے ہیں۔

نفسیاتی جذبات اعصابی میں خوف اور ندامت، عضلاتی میں لذت اور مسرت، غدی میں غصہ اور غم اور اسی طرح ذائقے میں۔ اعصاب میں شریں اور پھیکا، عضلات میں ترش اور تلخ، غدد میں چرپرا اور نمکین۔ جس طرح فعلی و کیمیاوی اور کیفیاتی اثرات ایک دوسرے میں مل کر نئی صورتیں پیدا کر دیتے ہیں، اسی طرح جذبات اور ذائقے بھی آپس میں نئے اثرات پیدا کر دیتے ہیں۔ جس طرح تین رنگ مل کر کئی رنگ پیدا کر دیتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنے سے علاج میں بے حد سہولتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

علاج حمیات

حمی تحریک اعصابی، حمی یوم روحانی، اعصابی تیزی کے بخار

تشریح: طب یونانی میں حمی یوم یعنی سادہ بخاروں کو جس کی پیدائش نفسیاتی اور مادی و فعلی صورتیں ہیں، ان کی تین صورتیں ہیں:

اوّل: حمی یوم روحانی نفسیاتی۔ **دوم**: حمی یوم روحانی نفسانی۔ **سوم**: حمی یوم روح طبعی۔

آج تک ان تمام اقسام کے حمی یوم کو آپس میں گڈمڈ کر دیا ہے ان کو دیکھ کر کوئی ان میں سے اس وقت تک تمیز نہیں کر سکتا، جب تک وہ نظریہ مفرد اعضاء سے واقف نہ ہو۔ ہم نے نہ صرف روح کے بخار کو الگ الگ بیان کیا ہے، بلکہ ان کے تحت ہر ممکن بخار کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن چونکہ سبب دور کرنے کے بعد علاج ایک ہے، اس لئے دوا ہر ایک کے لئے ایک ہی قسم کی لکھی ہیں۔

حمی تحریک اعصابی کے بخارات

حمی ثلج، حمی خوف وجعی، حمی سوزش، حمی ورمی، بخار کثرت محنت دماغی، بخار کثرت ریاضت جسمانی، تکان اعصابی، حمی سوئے ہضمی، حمی استفراغی، حمی عطشی، حمی اسہالی، حمی نومی، حملی لیلی۔

ماہیت بخار: اعصاب میں غیر معمولی تحریک ہونے سے روح نفسانی عارضی حرارت سے گرم ہو جاتی ہے۔ پھر یہ حرارت سل کے ذریعے تمام

خون اور جسم کو گرم کر دیتی ہے۔ اس قسم کے بخار کی پیدائش بیرونی اسباب سے ہوتی ہے۔ یہ بخار اگرچہ خطرناک نہیں ہوتے، لیکن علاج کی غلطی سے نقصان ہونے کا امکان ضرور ہوتا ہے۔

اسباب: مندرجہ بالا تمام اقسام کے حمی یوم کو ہم اسباب شمار کر لیں، ان میں ان تمام کیفیات ونفسیاتی جذبات اور مادی وفعلی کا ذکر آ جاتا ہے جن سے اعصاب میں تحریک یا سوزش اور ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ تحریک کو پہلا درجہ، سوزش کو دوسرا درجہ، اور ورم کو تیسرا درجہ خیال کریں۔ علاج میں بھی ان ہی تینوں صورتوں کو ذہن میں رکھیں۔

علامات: تحریک اعصابی کے بخار اکثر ابتداء میں جسم پر کوئی غیر معمولی اثر پیدا نہیں کرتے، کیونکہ ان صورتوں میں ابتداء میں سوئے مزاج سادہ واقع ہوتا ہے۔ نبض، قارورہ اور چہرہ زیادہ متاثر نہیں ہوتا۔ یا اس قدر کم ہوتا ہے کہ احساس کم ہوتا ہے۔ اور ان بخاروں میں بحران بھی نمایاں نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی عفونتی بخاروں کی کوئی علامات پائی جاتی ہیں۔ ان بخاروں کی ایک ہی باری ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا تمام بخاروں میں جو بخار ہوگا، اس کی علامات نمایاں ہوں گی۔ اور جب تک یہ علامات قائم رہیں گی، اس وقت تک وہ بخار ضرور رہے گا۔ ان میں زیادہ وقت سوزشی اور ورمی بخار لیتے ہیں۔ ادویات کی صورت کی بیشی کو مدنظر رکھتے ہوئے علاج کریں۔

تاکید: پہلے بخار کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے تا کہ ذہن نشین ہو جائے، آئندہ صرف اعضاء کے افعال ہی بیان کئے جائیں گے۔

علاج: چونکہ اعصاب کی تحریک اور تیزی کی حالت ہوتی ہے، اس لئے اس کی کیمیاوی وجہ سے دو صورتیں ہوں گی:

① اعصابی غدی۔ تر گرم ② اعصابی عضلاتی۔ سرد تر

مفرد اعضاء کی صورتیں یہ ہوں گی: اعصاب میں تحریک، غدد میں تحلیل اور عضلات میں سکون۔ البتہ پہلی صورت میں تری کے ساتھ کچھ گرمی بھی قائم ہوگی۔ اور دوسری صورت میں تری کے ساتھ سردی ہوگی۔ دونوں صورتوں میں عضلات کی طرف رطوبات کی زیادتی یعنی تسکین ہے۔

اوّل صورت یہ قائم ہوگی کہ اعصاب میں فعلی اثر کے ساتھ عضلات میں کیمیاوی صورت قائم رہے گی۔ یعنی اوّل صورت میں کیمیاوی تحریک دوڑ رہی ہے۔ اس لئے اوّل صورت میں مقام شفا خود اعصاب کی تحریک تیز کر کے حرارت کو کم ختم کرتا ہے۔ دوسری صورت میں عضلات کو تیز کر کے رطوبات کو خشک کرتا اور اعصاب میں تحلیل پیدا کر کے اس کی تحریک یا سوزش یا ورم کو ختم کرتا ہے۔

علاج کی گویا صورت یہ قائم ہوئی کہ تحریک کو ہمیشہ اُلٹ دینا چاہئے یعنی اعصابی غدی سے اعصابی عضلاتی اور اعصابی عضلاتی سے عضلاتی اعصابی۔ طب یونانی میں یہ صورت ہوگی، تر گرم سے سرد تر، اور سرد تر سے سرد خشک۔ گویا ایک کیفیت کو بیک وقت ختم کیا جائے تا کہ طبیعت بڑی سہولت کے ساتھ صحت کی طرف آگے کی طرف چلی جائے۔ اس طرح جب خشکی پیدا ہو جائے گی تو عضلات کی تیزی سے خود بخود حرارت غریزیہ پیدا ہونا شروع ہو جائے گی۔ اور اسی کا نام شفاء ہے۔

دوا، تدابیر اور غذا کے استعمال سے بھی ان ہی تحریکوں کو بھی بدلنا ہے جب اعصابی غدی حالت ہو تو اس کے لئے دواء محرک اعصابی عضلاتی یا محرک شدید اعصابی عضلاتی دیں۔ اگر قبض ہو ملین اعصابی عضلاتی دیں، شدید قبض ہو یا اسہال مقصود ہوں تو مسہل اعصابی عضلاتی دیں۔ اسی طرح دوسری صورت میں یعنی اعصابی عضلاتی کا اُلٹ عضلاتی اعصابی ادویات دیں اور تدابیر کریں اور ادویات میں اسی طرح محرک عضلاتی اعصابی یا محرک شدید عضلاتی اعصابی یا ملین عضلاتی اعصابی یا مسہل عضلاتی اعصابی استعمال کریں۔ آرام کے بعد مقوی اعصابی عضلاتی یا مقوی عضلاتی اعصابی استعمال کر سکتے ہیں۔ اس علاج کے ساتھ ساتھ اسباب کو رفع کرنے کی بھی کوشش کریں۔

تاکید: پہلے بخار کو زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تا کہ ذہن نشین ہو جائے اور آئندہ صرف اعضاء کے افعال ہی زیادہ بیان کئے جائیں

گے تا کہ طوالت سے بچ سکیں۔

حمی تسکین عضلاتی، حمی بلغمیہ، عفونتی بخار

تشریح: طب یونانی میں اس بخار کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) **مواظبہ:** جو بارش سے آتا ہے اور اس کی باری روزانہ ہوتی ہے۔

(۲) **لثقہ:** لازمی بخار ہے، لثقہ کے معنی تری اور رطوبت کے ہیں۔ چونکہ بلغم میں تری اور رطوبت ہوتی ہے اس لئے اس بخار کو لثقہ کہتے ہیں۔ دراصل بلغم کے یہی دو اقسام ہو سکتے ہیں، لیکن ان کے علاوہ اور بھی بلغمی بخار ہیں، جیسے حمی انقیالوس (اندر سردی، باہر گرمی)، حمی لیفوریا (اندر گرمی، باہر سردی)، حمی غشیہ، حمی مرکبہ وغیرہ وغیرہ ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بخار کے تمام اقسام جدا جدا بالکل نہیں ہیں بلکہ بلغمی بخار کے مادے کی کمی بیشی درون عروق اور بیرون عروق شدت اور خفت وغیرہ ہیں۔ بلکہ بلغمی بخار کے جو اقسام بیان کئے گئے ہیں ان کو دو خیال نہ کریں۔ دونوں ایک ہی ہیں۔ ایک ہی مفرد عضو کی خرابی سے ہوتا ہے۔ ایک قسم کے اسباب اور تقریباً ایک ہی قسم کی علامات ہوتی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ مواظبہ کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ ہلکا ہونے سے قبل اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ وبائی صورت میں جو عصبی بخار ہوتے ہیں جیسے چیچک وخسرہ اور ان کے مختلف اقسام چیچک کے اقسام ہیں:

جدری متفرق، جدری متصل، جدری دموی، جدری مہلک، جدری حقیف۔

جدری متفرق خسرہ کے اقسام

حمیقا (موتیا، ستیلا)، حمی قرمزہ (لال بخار)، خسرہ جرمنی وغیرہ۔ اسی طرح محرقہ بطنیہ اور محرقہ دماغی اور ان کے شدت اور خفت اور مقامات کے علاوہ مختلف اقسام وغیرہ بھی دراصل بلغمی بخار ہیں۔ ان سب میں اعصاب میں تسکین ہوتی ہے۔ اور مقام تسکین میں تعفن ہوتا ہے۔ کبھی مادہ میں تعفن زیادہ ہوتا ہے اور کبھی وہ غلیظ ہوتا ہے۔ کبھی مادہ عروق کے اندر غلیظ و متعفن ہو جاتا ہے اور کبھی عروق کے باہر متعفن ہوتا ہے۔ ان تمام صورتوں کو اگر آپس میں ضرب مرکب کیا جائے جو اقسام اوپر بیان کی گئی ہیں ان سے بھی زیادہ بنتے ہیں۔ ذرا زیادہ غور کریں تو حمیات سوداء اور طاعون اور حمی لفاسیہ بھی اعصابی بخار ہیں۔

غیر ضروری اقسام: ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم ان غیر ضروری اقسام کو سمیٹ دیں جن سے علاج میں سہولت ہونے کی بجائے تشخیص اور علاج میں مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ اس غیر ضروری کو ہٹا لینے سے بخاروں کے علاج میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بلکہ علاج یقینی اور بے خطا ہو جائے گا۔ اگر کسی فرنگی ڈاکٹر یا فرنگی حکیم کو اعتراض ہو تو ہم ہر وقت جواب دینے کو تیار ہیں۔

اسباب: جب اندرونی اور بیرونی طور پر رطوبات میں تعفن ہوتا ہے، اندرونی تعفن، جب اعصابی رطوبات اور بلغم میں تعفن ہوتا ہے تو عام بلغمی بخار پیدا ہوتا ہے اور جب بیرونی، فضائی اور موسمی تعفن ہوتا ہے تو وبائی اور موسمی بخار پیدا ہو جاتا ہے۔ وباء کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ہماری کتاب ''تحقیقات نزلہ زکام وبائی'' کا مطالعہ کریں، جس میں تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔

علامات: ان بخاروں میں سب سے بڑی علامت رطوبت کی زیادتی اور حرارت کی کثرت ہوتی ہے، مگر اس بخار میں بھی غدد کی وہی دو صورتیں ہوتی ہیں: (۱) غدی اعصابی (گرمی تری)۔ (۲) غدی عضلاتی (گرمی خشکی)۔

سردیوں کی ابتداء اور بہار کی ابتداء میں اکثر ایسے امراض پیدا ہوتے ہیں، جن میں رطوبات کی کثرت ہوتی ہے۔ اکثر ایسے بخاروں کی

ابتداء لرزہ اور سردی کی زیادتی سے شروع ہوتی ہے اور بدن جلد گرم نہیں ہوتا۔ اور جب بدن گرم ہوتا ہے تو اس کی گرمی بھی زیادہ محسوس نہیں ہوتی۔ پیاس اکثر نہیں ہوتی، بھوک کم ہو جاتی ہے، بدن ڈھیلا اور چہرے پر بھر بھراہٹ ہوتی ہے۔ منہ میں رطوبات کی زیادتی، بلغمی قے اور اسہال، قارورہ رقیق اور اکثر سفید یا زردی مائل سفید یا سرخی مائل زرد ہوتا ہے۔ یہ بخار اکثر ایسے لوگوں کو ہوتا ہے جن کے مزاج میں رطوبات زیادہ ہوتی ہیں۔

یہ بخار اکثر زیادہ عرصہ رہتے ہیں۔ ان میں وقفہ بھی نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ کچھ کم ضرور ہو جاتے ہیں، گرم اترتے نہیں اور پھر تیز ہو جاتے ہیں۔ اکثر مہینوں رہتے ہیں اس بخار کا دق سے اکثر شبہ پڑتا ہے۔ اس کا فرق یہ ہے کہ ان بخاروں میں تسکین اعصابی ہوتی ہے۔ اور دق میں اعصابی تحلیل ہوتی ہے۔ جس کی تحقیق تحریک دیکھنے سے ہو سکتی ہے۔

دیگر خاص علامات جن کو دیکھ کر مستقل بخار سمجھ لیا گیا ہے۔ مثلاً اگر اندر سردی باہر گرمی ہو تو اس کو انفتیالوس، اگر اندر گرمی اور باہر سردی ہو تو اس کو لیفوریا کہتے ہیں۔ معدہ میں خون کی بہت کمی ہو جاتی ہے، ایسے بخاروں میں اعصابی غدی تحریک ہوتی ہے، جس سے جسم میں صفراوی مادہ کا بھی اثر باقی ہوتا ہے۔

وبائی بخاروں کی خاص علامات پیاس اور بے چینی، غشی، قے اور پاخانہ کے ساتھ سیاہ اور گندی چیزیں خارج ہوتی ہیں۔ چیچک کا مادہ مقدار میں زیادہ اور تر بھی ہو جاتا ہے۔ گویا اعصابی عضلاتی ہوتا ہے۔ اور خسرہ کا مادہ کم اور صفراوی ہوتا ہے۔ یعنی اعصابی غدی ہوتا ہے، چیچک اور خسرہ والوں کے خون میں یہ جوش دو قسم کا ہوتا ہے: طبعی اور غیر طبعی۔

طبعی جوش اصلی حرارت اور اصلی قوتوں کے عمل سے آتا ہے، جیسا کہ بچوں میں ہوتا ہے۔ کیونکہ بچوں کے خون میں دودھ اور خواتین میں حیض سے جو تر فضلات پیدا ہوتے ہیں، انہیں طبیعت دفع کرنا چاہتی ہے۔ اور خون کا غیر طبعی جوش بیرونی اسباب سے پیدا ہوتا ہے۔ جن میں رطوبات کے لئے تعفن کو خاص دخل ہے۔ ناک میں خارش نیند میں ڈراؤنے خواب، بدن پر چبھن، چہرے پر سرخی، خسرہ کی پھنسیاں باجرہ کے دانے کے برابر ہوا کرتی ہیں۔ ان کے ظہور سے پہلے گول گول سرخ رنگ کے خطوط ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر اسی مقام پر دانے نکل آتے ہیں۔ ان میں پیپ نہیں پڑتی اور صحت کے وقت باریک خشک ریشہ اُتر آتا ہے۔ چیچک میں دانے نکل آتے ہیں، اور مسور کے برابر اس سے بھی بڑے ہوتے ہیں۔ وہ جب پختہ ہو جاتے ہیں ان میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ تپ لازم رہتا ہے، اوّل بڑھتا ہے پھر قائم رہتا ہے اور پھر اترنا شروع ہو جاتا ہے۔

حمی محرقہ بطنی

جس کو حمی معویہ بھی کہتے ہیں، جس میں حرارت ایک دم انتہاء کو پہنچ جاتی ہے۔ اور شدید عصبی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ اس میں مریض نہایت کمزور، زبان خشک، لب خشک، ان پر پپڑیاں جم جاتی ہیں۔ زبان بھوری یا سیاہ اور اس پر میل جمی ہوتی ہے۔ اکثر 21 سے 24 روز تک رہتا ہے۔ پیچش اکثر ہو جاتی ہے، جسم پر دانے نکل آتے ہیں، جس کو مبارکی کا نام دیتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں یرقان ہو جاتا ہے۔ حمی محرقہ دماغی کی اس میں ابتداء ہوتی ہے۔

حمی نفاسیہ

جو بعد از ولادت ہوتا ہے، نفاس کے پورے طور پر اخراج نہ پانے اور ولادت کی تکلیف کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نفاس بہت جلد متعفن ہو کر حرارت غریبہ پیدا کر دیتا ہے۔ اگر تعفن نہ بھی ہو تو بھی بخار ہونا ضروری ہے۔ وجع المفاصل اور حمی نقرس بھی ان ہی بخاروں میں شامل ہیں۔

تحقیقات کا کمال

ہماری تحقیقات کا کمال یہ ہے کہ جس قدر بڑے بڑے مشہور اور پیچیدہ بخار ہیں، ان کی نہ صرف حقیقت بیان کردی گئی ہے، بلکہ یہ ثابت کردیا ہے کہ سب کے سب اعصابی تسکین سے پیدا ہوتے ہیں۔

خاص مطابقت یہ ہے کہ جب اعصاب میں تسکین ہوتی ہے، تو غدد میں تحریک اور عضلات میں تحلیل ہوجاتی ہے۔ اعصابی سکون کے ساتھ طحال کے فعل میں بھی رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے۔ چونکہ اس متعفن مادہ کو اصلاح کے لئے قلب میں پہنچنے کی ضرورت ہے۔ لیکن مواد رطوبات کی شکل میں رقیق ہے یا جسم کے اندر اور باہر جم گیا ہے۔ وہاں پر طبیعت مدبرہ بدن حرارت غریبہ کو تیز کرتی ہے، اور تعفن بھی پیدا کرتی رہتی ہے۔ جب حرارت مناسب ہوجاتی ہے تو پھر مواد یکدم یا رفتہ رفتہ عضلات (قلب) یا غدد سے اعصاب کی طرف پھر دل سے گرم ہوکر عضلات کو جاتا ہے۔

اس لئے ان بخاروں میں اوّل روز بروز حرارت بڑھتی ہے اور پھر عضلات کی طرف جاکر تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس طرح ایک طرف پیدائش جاری رہتی ہے اور دوسری طرف سے اخراج جاری رہتا ہے یوں تعفن ختم ہوجاتا ہے۔ تو پھر پسینہ آکر یا دانے نکل کر رفتہ رفتہ بخار اترنا شروع ہوجاتا ہے۔

اس کی مختلف صورتیں مادہ کی کمی بیشی، لزوجیت اور مقامات کے متعفن ہونے کی وجہ سے ہے۔ مختلف مقامات کی صورت اس طرح ہوتی ہے کہ ان کے اعصابی حصے میں سکون ہوکر وہاں رطوبات اور دیگر مادے رُک کر متعفن ہوجاتے ہیں، اس لئے مختلف مقامات کی وجہ سے تعفن اور جراثیم مختلف اقسام کے ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر نئی صورت کو جدا بخار تسلیم کرلیا ہے۔ مثلاً مادہ اگر پھیپھڑوں میں ہے تو حمی مواظبہ اور حمی الثقہ امعاء میں ہے۔ اگر اعصاب کی طرف رجوع ہے تو حمی القیالوس، اگر عضلات کی طرف تعلق ہے تو حمی لیفوریا فم معدہ پر مواد ہے یا اس مواد میں تیزی ہے اور فم معدہ کی طرف جارہا ہے تو حمی غشیہ کے نام رکھ دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت تسکین اعصاب ہوتی ہے اسی طرح اگر مواد امعاء میں ہو اور اس کا تعلق غدد سے ہو تو محرقہ بطنیہ اور اگر رجوع اعصاب کی طرف ہو تو محرقہ دماغی کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ ولادت کی تکلیف اور نفاس کے تعلق سے بخار حمی نفاسیہ کہلاتا ہے۔

وبائی بخاروں میں مواد جلد کے نیچے متعفن ہوجاتا ہے تو چیچک اور خسرہ کی صورتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ ان کی دیگر اقسام کا اظہار ہوتا ہے جن کی طرف ہم پہلے اشارات کرچکے ہیں۔ اس لئے ان امراض کی تشخیص اور اقسام کے چکر میں نہ پڑیں۔ صرف مفرد اعضاء کے تحت علاج کریں۔ انشاء اللہ یقیناً آرام ہوگا۔ اس طرح ہر قسم کے بخاروں کا کامیابی سے علاج کیا جاسکتا ہے۔

علاج: مفرد اعضاء کی تحریکات اور افعال کو سمجھیں چونکہ ان بخاروں میں تسکین اعصابی ہوتی ہے، اس لئے غدد میں تحریک اور عضلات میں تحلیل ہوتی ہے۔ دوا و تدابیر اور غذاؤں کی صورت میں اگر غدی عضلاتی تحریک ہو تو اس کو غدی اعصابی میں بدل دیں۔

اگر اعصابی غدی ہو تو اعصابی عضلاتی کردیں۔ اگر مریض ابتدائی حالت میں ہو اور بخار شروع ہورہا ہو تو بہتر یہ ہے کہ جو تحریک ہو وہی دواء و غذاء دیں اور تدبیر کریں تاکہ حرارت جلد پیدا ہوکر جلد تعفن ختم ہوجائے۔ اور حسب ضرورت تحریک بدل دیں۔ انشاء اللہ اوّل روز ہی سے مریض کو آرام ہونا شروع ہوجائے گا۔ اور اس کی بے چینی رفع ہوتی نظر آئے گی۔

ان بخاروں میں اس امر کا خاص خیال رکھیں کہ مریض کو مسہل وملین اور پسینہ آور ادویات نہ دیں۔ اس طرح حرارت جسم کم ہوکر یا مریض خراب ہوکر مشکل میں پڑ جائے گا۔ یا جلد موت واقع ہوجائے گی۔ ان بخاروں میں بہترین ادویات، غدی عضلاتی، غدی اکسیر، غدی

اعصابی محرک، محرک اعصابی غدی، محرک شدید اعصابی غدی، شدید ضرورت کے وقت اعصابی مسہل، اعصابی ملین، محرک اعصابی عضلاتی، ملین اعصابی عضلاتی، مسہل دیں۔

اگرچہ تسکین اعصابی ایک مرض ہے لیکن اس تسکین میں تعفن پیدا ہونا اس کا علاج اور اس کو صحت کی طرف لاتا ہے۔ تعفن وتخمیر کو ختم نہیں کرنا چاہئے۔ جیسا کہ فرنگی طب میں واقع تعفن (اینٹی سپٹک) اور جرم کش ادویات (جرمزکلر) استعمال کرتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے، کیونکہ اس طرح رطوبات کا تخمیر اور تعفن ختم نہیں ہوتا بلکہ رُک جاتا ہے۔ اور اگر جلد تعفن سے اس رطوبت کو ختم کرنے کی کوشش کریں یعنی تحریک دیں کیونکہ طبیعت مدبرہ بدن خود تحریک پیدا کررہی ہے۔ اور یہی اس کی اصلاح ہے۔ جس کے نتیجے میں وہاں حرارت غریزیہ پیدا ہو کر مرض دور کردے گی سخت تاکید ہے۔

حمی اعصابی تحلیل، دق وسل اعصابی

تشریح: حمی اعصابی تحلیل ایسا بخار ہے جس میں حرارت غریبہ اعصاب اور دماغ میں تحلیل شروع کردیتی ہے، جس سے بدن کی رطوبتیں تحلیل ہو کر فنا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہاں پر یہ امر ذہن نشین کرلیں کہ یہ تحلیل حرارت غریبہ کی ہے جس سے سوزش بڑھتی ہے اور زخم پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ ابتداء میں ثابت کرچکے ہیں کہ حرارت غریبہ میں بذاتِ خود عفونت اور ترشی کا شدید اثر ہوتا ہے۔ اور دونوں اجزاء حرارت کے ساتھ مل کر جسم کو کھاتے ہیں۔ حرارت غریبہ کی تحلیل کا تصور اس طرح کریں کہ وہ جسم پر گرنے والی رطوبتوں اور جسم پر گری پڑی رطوبتوں کے علاوہ جسم کے اندر کی رطوبتوں کو خشک کرکے اب اعضاء کو کھانا شروع کردیا ہے۔ یعنی ان کو گلانا سڑانا اور ان میں زخم پیدا کرنا۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جسم میں جب گلنا سڑنا شروع ہوتا ہے تو اس میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ بغیر پیپ کے جسم میں یہ صورت پیدا نہیں ہوتی ہے۔ یہ دق وسل کی وہ تحقیق ہے جس سے فرنگی طب بالکل آگاہ نہیں ہے۔ اس میں نہ تحلیل کا تصور ہے اور نہ حرارت غریبہ کی صورت قائم ہے وہ دق وسل کو کیسے سمجھ سکتی ہے۔

یہ بخار ایک قسم کا بے قاعدہ بخار ہے جو کبھی لازمی اور کبھی نوبتی ہوتا ہے جب مقام تحلیل میں پیپ پیدا ہو جاتی ہے تو ایک ہلکے ورم کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ تحلیل کی صورت میں جو بھی مواد تیار ہو کر خون میں شامل ہو جاتے ہیں وہ بخار کا موجب بن جاتے ہیں۔ سل کی صورت میں مواد پیپ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور خون کا اخراج بھی اسی تحلیل سے زیادہ دباؤ کے وقت ہوتا ہے۔ اس کا مواد اکثر پسینہ کے راستے سے خارج ہوتا ہے۔ اس لئے اکثر پسینہ آتا رہتا ہے اور مریض کمزور ہوتا رہتا ہے۔

ایک راز

راز کی ایک بات یہ ہے کہ دق وسل کی ابتداء ہمیشہ پھیپھڑوں سے شروع ہوتی ہے۔ اگر تحلیل اعصابی ہے تو ابتداء پھیپھڑوں کے اعصابی پردوں میں شروع ہوتی ہے۔ پھر جسم کے دیگر اعصاب اور مرکز دماغ تک پھیل جاتی ہے۔ اور جب تحلیل غدد ہوتی ہے تو پھیپھڑوں کی غشائے مخاطی سے ابتداء ہوتی ہے۔ اور پھر اس کا اثر جگر و گردوں تک بلکہ دیگر غدد تک پہنچ جاتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کو امعائی دق کیوں کہتے ہیں؟ اس کا راز یہ ہے کہ جسم کی غدی امراض کا اکثر اظہار آنتوں کے غدد میں ہوتا ہے۔ اس کے باقی غدد مرض کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی طرح جب تحلیل عضلاتی ہوتی ہے، اس وقت جرم شش پہلے متاثر ہوتے ہیں اور بعد میں دیگر عضلات پر اثر ہوتا ہے، جو قلب تک جاتا ہے۔

ایک اور راز

ایک راز یہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ اگر سینہ کا ایکس ریز لیں تو وہ صرف پھیپھڑوں کے اثر کو تو ظاہر کرتا ہے مگر اس کے عصبی اور مخاطی پردوں

کا اظہار نہیں کرتا۔ کیونکہ پھیپھڑوں کے جرم میں چونا کیلشیم کی زیادتی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بلغم اور خون تو اظہار کرتا ہے، مگر ایکس ریز خالی ہوتا ہے۔

دق وسل کے درجات

دق وسل کے تین درجات ہوتے ہیں۔ اکثر کہا جاتا ہے کہ پہلے درجہ کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن یہ بات غلط ہے۔ جن لوگوں کے ذاتی تجربات اور تحقیقات ہیں ان کے لئے اس کی تشخیص، نبض، قارورہ اور بلغم سے معلوم کر لینا مشکل نہیں ہے۔ اس کی ایک عام پہچان یہ ہے کہ بخار کے ساتھ نفخ اور ہر وقت تھکن کا کافی مدت تک رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ پہلے درجہ میں جسم کے اعضاء کی رطوبات کم ہو جاتی ہیں۔ اور ان کا اعضاء پر گرنا تقریباً رُک جاتا ہے جس سے نفخ اور تھکن لازم ہو جاتی ہے۔ دوسرے درجہ میں اعضاء کی رطوبات کم ہو جاتی ہیں۔ تیسرے درجہ میں رطوبات غریزیہ پر اثر پڑ جاتا ہے۔ لیکن دوسرے اور تیسرے درجہ میں مریض اور اس کے لواحقین کو یقین ہو جاتا ہے، مگر دل کی تسلی کے لئے یہ کہتے ہیں کہ یہ دق نہیں ہے، کوئی اور بخار ہے۔ لیکن چہرے یہ بتار ہے ہوتے ہیں کہ ان کے دلوں میں خدشات پختہ ہو چکے ہوتے ہیں۔

اسباب: دق وسل کے اسباب واسطہ و فاعلہ اور متصلہ جراثیم نہیں ہیں، جیسا کہ ہم ابتداء میں بخاروں کے متعلق تحقیق کے ساتھ لکھ چکے ہیں، بلکہ مفرد اعضاء کی تحلیل ہے۔ اور جب تک کسی عضو میں تحلیل واقع نہ ہو دق وسل نہیں ہوتے۔ یہ یاد رکھیں جب تک کسی عضو کی مناعت (قوت مدافعت) ختم نہ ہو اور اس کی رطوبت فنا نہ ہو جائے۔ تحلیل واقع نہیں ہوتی اور نہ ہی ایک دوسرے سے لگتی ہے۔ بلکہ دق وسل کی غلط تشخیص کے بعد فرنگی طب کی ادویات کے استعمال سے فوراً پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب سے ہمارے ملک میں فرنگی آیا ہے دق وسل بہت بڑھ گیا ہے اور بڑھتا جا رہا ہے۔ امریکن سرخ گندم اور آلو کے استعمال سے اس قدر ہو گیا ہے کہ اس کا روکنا حکومت کے بس کا روگ نہیں ہے۔

دق وسل کی پیدائش میں غذا کی بے قاعدگی، خالص اشیاء خصوصاً خالص گھی کا میسر نہ ہونا اہم چیزیں ہیں۔ بناسپتی گھی کے استعمال سے دق اور سل بہت جلد انسانوں کو دبا لیتا ہے۔ بناسپتی گھی کی بجائے تیل کا کھانا مضر نہیں ہے۔ بلکہ بناسپتی کا استعمال یقیناً دق وسل پیدا کر دیتا ہے۔

اس بخار کے اسباب میں نفسیاتی اثرات کے علاوہ دیگر حمی یوم اعصابی اور اعصابی عفونتی بخار بھی اپنا اپنا اثر کر کے اس کو پیدا کر دیتے ہیں۔ کسی بخار کو فوراً روک دینا یا اتارنے کی کوشش کرنا بھی اس کا سبب بن جاتا ہے۔ اگر اس بخار کا حملہ جوانی اور گرم ممالک اور گرمی میں زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ گرمی میں تحلیل ہوتی ہے۔

علامات: ہضم کی خرابی، مسلسل تھکن، اور ہلکی حرارت کا رہنا، نزلہ زکام اور بلغم کا رہنا۔ جب تک پیپ پیدا نہ ہو سل پیدا نہیں ہوتا، بلکہ دق رہتی ہے، غدد جاذبہ کا پھول جانا خاص طور پر خنازیر کا ظاہر ہونا حمی تحلیل عصبی کی صورتیں ہیں۔

اس بخار میں چونکہ اعصاب میں تحلیل ہوتی ہے اس لئے عضلات میں تحریک اور غدد میں تسکین ہوتی ہے۔ جسم میں خشکی کی زیادتی مگر مریض حرارت کی زیادتی محسوس نہیں کرتا۔ البتہ اس صورت میں کمزوری باقی صورتوں سے کم ہوتی ہے۔

علاج: اس مرض سے ڈرنا نہیں چاہئے، یہ قابل علاج مرض ہے۔ البتہ فرنگی طب میں اس کا یقینی بے خطا علاج بالکل نہیں ہے۔ ہم نے عرصہ تین سال سے اس کا نسخہ اور علاج شائع کر دیا ہے۔ ساتھ ہی چیلنج کر دیا ہے کہ جس کو اس نسخہ سے آرام نہ ہو ہم مبلغ سو روپیہ انعام دیں گے۔ یہ نسخہ اور علاج تحقیقات دق وسل (ٹی بی) نمبر میں شائع کیا گیا۔ اس کتاب کے متعلق بھی ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کوئی ہماری تحقیقات تپ وسل کو غلط قرار دیتا ہے تو ہم مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دیں گے۔ نسخہ صرف ایک ٹکے میں تیار ہوتا ہے۔

نسخہ: ایک حصہ آک کا دودھ اور 15 حصے خالص ہلدی ملا لیں۔ **خوراک**: ایک رتی سے آٹھ رتی تک ہمراہ نیم گرم پانی دن میں ہر تین گھنٹے بعد

دیں۔**غذا:** سیال جس میں تیسرا حصہ گھی کا ہونا چاہئے۔ جو انتہائی شدید بھوک کے وقت کھانی چاہئے۔

صرف تین روز میں خون بند ہو جاتا ہے۔ ایک ہفتہ میں بخار اتر جاتا ہے اور دو ہفتے میں کھانسی رُک جاتی ہے۔ اور تین ہفتے میں بالکل آرام آ جاتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ طاقت آ جاتی ہے۔ مریض شرطیہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔

دق وسل (ٹی بی) کے علاج میں ہماری تحقیقات کا جو راز ہے وہ یہ ہے کہ مرض کاربن اور ترشی کی کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا علاج ایسی دافع ترشی ادویات اور اغذیہ ہیں جن میں حرارت ہونی چاہئے۔ جن کے نتیجہ میں جسم ایک دم گرم رطوبت کا ترشہ ہوتا ہے۔ جو ایک طرف خشکی کو رفع کر دیتی ہے اور دوسری طرف کاربن اور ترشی کا تحلیل اور تیزی دور کر دیتی ہے۔ اس مرض میں دافع تعفن (اینٹی سپٹک) قاتل جراثیم ادویات استعمال نہیں کرنا چاہئیں۔ ایسی اکثر ادویات اکثر وہاں پر تحلیل و تیزی بڑھا دیتی ہیں یا بخار اُتار کر وہاں حرارت بالکل ختم کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے حرارت غریزیہ جو زندگی تک مقابلہ کر رہی ہوتی ہے، وہ بھی ٹھنڈی ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔

تپ دق وسل میں بغیر سوچے سمجھے ادویات نہیں استعمال کر دینی چاہئیں۔ بعض لوگ ہاضم اور مقوی ادویات کے استعمال کی کوشش کرتے ہیں۔ یا زخم بھرنے کی ادویات کو استعمال میں لاتے ہیں۔ جیسے کچور اور کاربالک وغیرہ۔ یاد رکھیں ہر سرخ رنگ کی دوا کے اندر تیزاب و ترشی اور کاربن ہے۔ سرخ رنگ بھی اس لئے پیدا ہوگیا ہے ان سے دور رہیں۔

حمی تحریک غدی، حمی یوم روح طبعی، غدی تیزی کے بخار

تشریح کے لئے دیکھیں حمی تحریک اعصابی۔

تحریک غدی کے بخار:

(۱) حمی عصبی (۲) حمی حزنی (۳) حمی نزلی (۴) حمی سوزشی (۵) حمی زحیری۔

ماهیت بخار: غدد میں غیر معمولی تحریک ہوتی ہے۔ جس سے روح طبعی گرم ہو جاتی ہے۔ یا روح طبعی کسی سبب سے گرم ہو کر غدد میں تحریک کا باعث ہوتی ہے۔ جس سے اس کے فعل میں تیزی ہو جاتی ہے۔ پھر یہ عارضی حرارت دل کے ذریعے تمام خون اور جسم کو گرم کر دیتی ہے یہ اسباب بادیہ یعنی بیرونی اسباب سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ سادہ بخار یا حمی یوم اگرچہ خطرناک نہیں ہوتے لیکن اگر علاج میں احتیاط نہ برتی جائے تو دق وسل میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔

اسباب: مندرجہ بالا بخاروں کو ہی اسباب سمجھ لیں اور ان کے علاوہ بھی ہر قسم کے کیفیاتی و نفسیاتی اور مادی و فعلی اسباب جن کا تعلق جگر یا روح طبعی سے ہے حمی تحریک غدی پیدا کر سکتے ہیں۔ بلکہ یہی تحریک بڑھتی جائے تو سوزش اور ورم کی صورت بھی اختیار کر لیتی ہے۔ اس لئے تحریک کو پہلا درجہ سوزش کو دوسرا درجہ اور ورم کو تیسرا درجہ خیال کریں۔ علاج میں بھی ان تینوں صورتوں کو قائم رکھیں۔

علامات: اس قسم کے بخاروں میں چونکہ حرارت کا زیادہ تر اثر روح تک ہوتا ہے اور جسم کم متاثر ہوتا ہے اس لئے مریض اکثر بہت کم بے چینی اور کمزوری محسوس کرتا ہے۔ چونکہ سوئے مزاج سادہ میں تبدیل ہوتی ہے، اس لئے نبض قارورہ میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہیں ہوتی ہے، نبض میں تیزی ضرور آ جاتی ہے، قارورہ و زردی یا زردی سرخی مائل ہو جاتی ہے۔ چہرہ پر معمولی زردی ظاہر ہوتی ہے۔ البتہ دو تین روز کے بعد بخار میں تیزی اور اثرات میں شدت ہو جاتی ہے۔ ان بخاروں میں لرزہ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے، ہوتا بھی ہے تو احساس بہت کم ہوتا ہے۔ اسی طرح بخاروں میں بھی بحران نمایاں نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ان میں عفونتی بخاروں کی کوئی علامت پائی جاتی ہے۔ ان بخاروں میں عام طور پر

ایک ہی باری ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا جو بھی بخار ہوگا اس کی علامت پائی جائیں گی اور جب تک اسباب علامات قائم رہیں گی، بخار ضرور رہے گا۔ ان کے علاج میں زیادہ کوشش سوزشی ورمی بخاروں میں کرنی چاہئے۔ کیونکہ ان کے نتائج دوررس ہوتے ہیں۔

علاج: چونکہ غدد میں تحریک اور تیزی کی حالت ہوتی ہے، اس لئے اس کی فعلی اور کیمیاوی دو صورتیں ہوں گی۔

(۱) غدی عضلاتی۔ گرم خشک (۲) غدی اعصابی۔ گرم تر۔

تمام جسم میں مفرد اعضاء کی یہ صورت ہوگی کہ غدد میں تحریک عضلات میں تحلیل اور تمام اعصاب میں تسکین تمام جسم کیمیاوی حالت کی صورت میں صفراء کی پیدائش زیادہ ہوگی۔ گویا وہ نقشہ جو اعصابی تسکین کا اوپر گزر چکا ہے۔ مگر تسکین کے مقام پر تعفن نہیں ہے۔ گویا اس کی پہلی صورت میں گرمی اور صفراء کی پیدائش اور ان کا اخراج بند ہوگا۔ دوسری صورت میں گرمی اور صفراء کی پیدائش کے ساتھ ساتھ ان کا اخراج بھی جاری ہوگا۔ دونوں صورتوں میں اعصاب میں سکون ہی ہوگا۔ البتہ اوّل صورت زیادہ اور دوسری صورت میں کم ہوگا۔ گویا غدد میں فعلی صورت اور عضلات میں کیمیاوی صورت۔ دوسری حالت میں غدد میں فعلی صورت کے ساتھ اعصاب کی طرف کیمیاوی صورت ہوگی۔ اس لئے اوّل صورت میں مقام شفا غدد ہے۔ دوسری صورت میں مقام شفاء اعصاب ہیں، اس لئے جب تحریک غدی عضلاتی ہوگی تو اس کو اعصاب کی طرف پلٹ کر غدی اعصابی کردیں گے۔

تحریک غدی اعصابی ہو تو اس کو پلٹ کر تحریک اعصابی غدی کردیں گے۔ اس طرح اوّل صورت میں گرمی اور صفراء کی جو کمی ہوگی وہ پوری ہو جائے گی۔ اور دوسری صورت میں گرمی اور صفراء کی جو زیادتی ہے اس کا اخراج شروع ہو جائے گا۔ غدد کی سوزش اور ورم ہر دو ختم ہو جائیں گے۔ بس اس کا نام یقینی بے خطا شفاء ہے۔

دوا و غذا اور تدبیر کے لئے اوّل صورت میں محرک غدی اعصابی دیں۔ بوقت ضرورت ملین غدی اعصابی دیں۔ اسہال لانے مطلوب ہوں تو مسہل غدی اعصابی دیں۔ انشاء اللہ پہلے ہی روز مریض کو افاقہ ہوگا۔ البتہ غذا اور دیگر تدبیر کا بھی اسی طرح خیال رکھیں۔ یعنی ان کا آرام، اسباب کا دور کرنا اور ماحول کا مناسب بنانا ضروری ہیں۔ اگر یہ سمجھ رہے ہیں کہ تا حال حرارت اور صفراء کی جسم میں کمی ہے تو جو حالت بخار کی ہو اس کو ہی تیز کردیں۔ اور جب آرام ہو جائے تو مقوی ادویات انہیں تحریکات کی استعمال کرا سکتے ہیں۔

حمی تسکین عضلاتی

حمی صفراوی عفونتی، غدی تسکین کا بخار۔

تشریح: طب یونانی میں صفراوی بخار کی دو صورتیں ہیں، (۱) حمی غب۔ باری کا بخار (۲) حمی محرقہ۔ لازمی بخار۔ حمی غب کی باری تیسرے روز آتی ہے اور حمی محرقہ ہر تیسرے روز تیز ہو جاتا ہے۔

حمی غب خالصہ: اطباء میں یہ ایک بحث ہے کہ حمی غب خالص ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے اور بعض کہتے ہیں نہیں ہو سکتا۔ دونوں کا فرق اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ غب خالصہ زیادہ سے زیادہ کل سات روز ہوتا ہے اور اس کی نوبت جلدی آئے گی اور باقاعدہ رہے گی اور جلد دور ہو جائے گی۔ اس کے برعکس غب غیر خالصہ سات یوم سے زیادہ رہتا ہے، نوبت دیر سے بے قاعدہ رہتی ہے اور دیر تک رہتی ہے۔ یہ فرق صرف اس لئے ہے کہ غب خالص اپنی حرارت کی وجہ سے مادہ کو جلد تحلیل کر دیتا ہے۔

ایک بحث یہ ہے کہ کیا صفراء خالص متعفن ہو سکتا ہے جب کہ اس کو خود دافع تعفن تسلیم کیا گیا ہے۔ جب یہ حقیقت ہے کہ صفراء

خالص متعفن ہی نہیں ہوسکتا تو پھر خالص صفراء کا بخار کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔ جب حمی غب پیدا ہو تو غیر خالص صفراء سے پیدا ہوگا۔ اس کو شطر الغب کہتے ہیں۔

دلچسپ تحقیق: جو لوگ نظریہ مفرد اعضاء اور اس کی تشریح اور افعال سمجھ لیں گے وہ یہ دلچسپ انکشاف معلوم کر کے بہت حیران ہوں گے کہ جس بخار کو صفراوی بلکہ خالص صفراوی بخار کہا جاتا ہے بلکہ محرقہ کہتے ہیں وہ دراصل بلغمی بخار ہے۔ کیونکہ جگر میں کافی مقدار میں بلغم اور رطوبت اکٹھی ہو جانے سے وہاں تعفن ہو جاتا ہے۔ اور جس بخار کو بلغمی کہتے ہیں وہ دراصل صفراوی خالص بخار ہے۔ چونکہ اس وقت اعصاب میں تسکین ہوتی ہے اور وہاں کا بلغم متعفن ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کو بلغمی بخار کہا گیا ہے۔ ثبوت یہ ہے کہ بلغمی بخار ہی یرقان ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں غدد میں تحریک ہوتی ہے۔ صفراء کی پیدائش ہوتی ہے مگر اخراج نہیں ہوتا۔ دراصل جس بخار کو محرقہ بطنیہ اور محرقہ دماغی کہا جاتا ہے، وہی بخار خالص صفراوی ہیں چونکہ تعفن بلغم اور صفراء کے ملنے سے ہوتا ہے، اس لئے اس کو بلغمی سمجھا جاتا ہے۔

یہ وجہ ہے کہ اطباء کو بخاروں کی تشخیص خصوصاً محرقہ صفراء، محرقہ بطنیہ اور محرقہ دماغی بلکہ شطر الغب میں دقت ہوتی ہے۔ اور بڑے بڑے جگادری اطباء اور حکماء نے انتہائی غلطیاں کی ہیں۔ صرف اطباء پر بس نہیں ہے فرنگی ڈاکٹروں نے تو ان سے بھی زیادہ غلطیاں کی ہیں۔ وہ ہمیشہ ملیریا، ٹائیفائیڈ، ٹائیفس، نمونیا، پلورسی، اور چیکنس پاکس، سمال پاکس اور ٹی بی کی تشخیص میں ایسی فاش اور خوفناک غلطیاں کی ہیں جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ افسوس موقعہ نہیں ہے ورنہ ضرور چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ ملیریا کے بیان میں آپ کو کچھ واضح ہو جائے گا کہ انہوں نے ملیریا کا کیا ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ قارئین یہ سن کر حیران ہوں گے کہ ملیریا کوئی بخار نہیں ہے۔

صرف بلغم سے بخار پیدا ہوتا ہے

اہل علم اور صاحب فن اس انکشاف کی داد دیں گے کہ بخار صرف بلغمی (لمف) کے تعفن سے ہوتے ہیں۔ نہ کوئی صفراوی بخار ہے اور نہ ہی سوداوی بخار ہے، یعنی جب بلغم خالص متعفن ہوتا ہے جیسا کہ تسکین اعصابی میں ذکر کیا ہے تو بہت سارے بخار پیدا ہوتے ہیں۔ جن میں سے اکثر خوفناک ہیں اور جب یہی بلغم جگر میں صفراء سے ملتا ہے تو صفراوی بخار پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ خالص صفراء تو متعفن ہی نہیں ہوسکتا۔ اور جب بلغم سوداء کے ساتھ متعفن ہوتا ہے تو سوداوی بخار پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ خالص سوداء میں تعفن ممکن ہے۔ تعفن کس میں پیدا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کو بلغمی بخاروں میں لکھا ہے جس میں صفراء اپنے انتہاء کو ہوتا ہے۔ اور وہ رطوبتوں کو جلا دیتا ہے۔ اور جو تھوڑی بہت رطوبت باقی ہوتی ہے ان میں سوداوی بخاروں کی صورتیں قائم ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح دموی بخار بھی کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ خالص دموی مزاج میں سرخ ذرات (ریڈ کارپسلز)، سرخ مادہ (ہیموگلوبین) اور نسیم (آکسیجن) اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ وہاں پر کاربن ڈائی اکسائیڈ (حرارت غریبہ) کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر تعفن کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔ ہاں! البتہ جب خون میں ماہیت کی زیادتی ہوتی ہے یا عضلات میں رطوبات متعفن ہوتی ہیں جن کا تعلق قلب سے ہے تو ہم ایسے بخاروں کو دموی کہتے ہیں۔ ورنہ صفراوی وسوداوی اور دموی بخاروں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اب حکماء و اطباء اور اہل فن وصاحب علم خود اندازہ لگائیں کہ فرنگی طب میں ایسی تحقیقات کہاں ہیں؟ کیا وہ ہماری تحقیقات کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ پھر یہ بھی اندازہ لگائیں کہ ان کی تحقیقات پانچ چھ سو سالوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔ جن میں ہزاروں سائنس دانوں نے کام کیا ہے۔ اس میں یورپ کے تمام ممالک، امریکہ اور جاپان وغیرہ بلکہ دیگر وہ ممالک جو ان کے ساتھ مل کر فرنگی طب کے طریق علاج اور سائنس کی تحقیق کر رہے ہیں جس پر لاکھوں کروڑوں روپیہ نہیں بلکہ اربوں اور کھربوں روپیہ صرف ہوا ہے۔ اب صاحب بصیرت عقل مند اور حقیقت پرست حکماء و اطباء اور اہل فن وصاحب علم کا فرض ہے کہ ہمارے گرد جمع ہو جائیں تا کہ ہم مل کر بہت جلد فرنگی طب کو ختم کر سکیں۔ ہم سے ملنا تو بہت دور کی بات ہے صرف

ہمارے ساتھ ہمدردیاں پیدا کر دی جائیں تو بھی ہم اپنے مقاصد میں بہت جلد کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ملیریا کوئی بخار نہیں ہے

اس تحقیق کو بھی اہل علم اور صاحب فن حکماء اور اطباء قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے کہ ملیریا کوئی بخار نہیں ہے۔ فرنگی طب کی رو سے ملیریا کی سب سے بڑی علامت جگر اور طحال کا پھول جانا ہے۔ اس یقینی علامت کی رو سے بخار طب یونانی کے غب غیر خالص کی صورت ہے جو کبھی نوبتی ہوتا ہے اور کبھی لازمی جو نظریہ مفرد اعضاء کے تحت تسکین غدی ہے۔ لیکن اگر ملیریا کے تمام اقسام کو دیکھا جائے تو اس میں انہوں نے بلغمی دموی اور سوداوی بخار بھی شامل کر لئے ہیں۔ ان کی تحقیق میں ہر قسم کے بخار چاہے اعصابی ہوں یا غدی یا عضلاتی سب ملیریا ہیں۔ البتہ ٹائیفائیڈ اور ٹی بی کو وہ اس سے جدا کرتے ہیں۔ ان کی اس غلط تحقیق سے ثابت ہوا کہ ملیریا دراصل کوئی بخار نہیں ہے۔ اگر ہماری یہ تحقیق غلط ہو تو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی فرنگی ڈاکٹر یہ ثابت کر دے کہ ملیریا کا تعلق کسی خاص عضو سے ہے۔ ہم ان کی تحقیقات میں باقی اعضاء کی خرابیوں سے بھی ملیریا ثابت کر دیں گے۔ یا وہ اس امر سے انکار کر دیں کہ ملیریا کا خاص تعلق جگر و طحال سے نہیں ہے۔ لیکن وہ اس حقیقت کا بھی انکار نہیں کر سکتے کیونکہ ملیریا کی بڑی علامت ہی یہ ہے کہ جگر اور طحال کا فعل بگڑ جاتا ہے۔ اور ملیریا اگر کوئی بخار تطبیق ہو سکتا ہے تو وہ غب غیر خالص ہے، جس کو ہم تسکین غدی کہتے ہیں۔ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے!!! آئیں فرنگی ڈاکٹر جواب دیں، ہم نے ان کی بہت بڑی تحقیق کو غلط کر دیا ہے۔

کونین سے ملیریا کا علاج غلطی ہے

ہمارے اس انکشاف سے بھی حکماء و اطباء اور اہل فن و صاحب علم خوش ہوں گے کہ کونین نہ ہی دافع تعفن ہے اور نہ قاتل جراثیم ہے۔ بلکہ اس سے ملیریا کا علاج کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ ثبوت میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کونین کا علم فرنگی طب کو جراثیم کی تحقیق سے قبل ہو چکا تھا۔ دوسرے ڈاکٹر ہانمن نے اپنے تجربات سے ثابت کر دیا ہے کہ سنکونا اور کونین کو کھانے سے ملیریا پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل کونین کو چھوڑتے جا رہے ہیں۔ اور اس کی جگہ دیگر ادویات کا استعمال شروع ہے۔ ان حقائق سے ثابت ہوا کہ کونین کو ملیریا کا علاج سمجھنا بالکل غلط ہے۔

ماہیت حمی تسکین غدد

تسکین جگر میں اور غدد میں رطوبات اور بلغم جمع ہو جاتا ہے اور وہ کسی طور پر اخراج نہیں پاتا۔ تو طبیعت مدبرہ بدن اس کو ختم کرنے کے لئے اس میں تعفن پیدا کر دیتی ہے۔ جس سے بخار پیدا ہوتا ہے۔ جس کی دو صورتیں ہوتی ہیں: ○ اگر مواد درون عروق متعفن ہوتا ہے تو بخار لازمی ہوتا ہے۔ جس کو محرقہ صفراوی کہتے ہیں۔ ○ اگر مواد بیرون عروق متعفن ہوتا ہے تو وہ بخار باری کا ہوتا ہے۔ جو تیسرے روز آتا ہے۔ تو اس کو غب غیر خالص یا شطر الغب کہتے ہیں۔ حقیقت میں دونوں بخار ایک ہی قسم کے ہیں، دونوں تسکین جگر سے پیدا ہوتے ہیں یا صفراء کی خرابی ان کا باعث بنتی ہے۔

اسباب: عام طور پر اس کا اسباب سابقہ ہوتے ہیں یعنی ماکول و مشروب اور متعفن ہوا، کبھی اسباب بادیہ بھی جب مستقل ہو جائیں تو سبب واصلہ و فاعلہ بن جاتے ہیں قلب کے فعل میں تیزی آ جاتی ہے اور رطوبات و بلغم جگر اور غدد کی طرف جمع ہو کر متعفن ہو جاتے ہیں۔ اور بیرون وفضائی اور موسمی تغیرات سے تعفن ہوتا ہے تو وبائی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی تغیر سے زمین اور درختوں میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ تو وبائی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی تعفن سے جگر کے افعال میں تسکین پیدا ہوتی ہے۔ وہاں بیرونی طور پر قوت مدبرہ عالم (جس طرح مدبرہ بدن ہے) جہاں پر بھی مواد دیکھتی ہے اس میں فساد اور تعفن اور خمیر پیدا کر دیتا ہے۔ جس میں جاندار مکھی اور مچھر پیدا ہو جاتے ہیں جو مواد کو کھا کر ختم کر دیتے ہیں۔ اسی

طرح جسم انسانی کے مواد میں بھی اجرام لطیفہ (جراثیم) اس کے تعفن کے بعد پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جراثیم ہی ضروری اندر داخل ہو کر یہ تعفن پیدا کر دیتے ہیں ان کے بغیر بھی خود بخود ہو جاتا ہے۔ جیسے باہر خود بخود ہو جاتا ہے۔ البتہ مچھر و مکھی وغیرہ جو خود زہریلے تعفن کی پیداوار ہیں جب انسانوں بلکہ حیوانوں کو کاٹتے ہیں تو ان کا زہر بھی اندر جا کر جگر کے فعل میں تسکین اور تعفن پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ یہ بخار اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک جگر کے فعل میں تسکین سے خرابی واقع نہ ہو جائے۔

علامات: ان بخاروں میں سب سے بڑی علامت گرمی کے ساتھ خشکی کی بہت زیادتی ہوتی ہے۔ صفراء کی کمی اور اس کا اخراج اکثر بند ہوتا ہے۔ کیونکہ غدد میں تسکین ہوتی ہے، اس لئے علامت کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ اوّل عضلاتی اعصابی (خشکی، سردی) عضلاتی غدی (خشکی گرمی) چونکہ بخاروں میں رطوبات کی کمی ہوتی ہے اور ریاح کی زیادتی اس لئے ایسے بخار اکثر خزاں میں ہوتے ہیں۔ بخار کی ابتداء بھی لرزہ سے ہوتی ہے۔ اور جب تیسرے روز باری آتی ہے اس وقت لرزہ شدید ہوتا ہے۔ یہ لرزہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ طبیعت مدبرہ بدن کا رجوع اکثر غدد تعفن کی طرف رہتا ہے، اور جلد سرد ہو جاتی ہے اور سردی محسوس کرتی ہے تو لرزہ کی صورت ہوتی ہے۔ جس سے طبیعت پھر خون کو جلد کی طرف پھیلا دیتی ہے۔ پیاس کے ساتھ اکثر بھوک زیادہ ہوتی ہے۔ چہرہ اترا ہوا، منہ، زبان، گلا اور ہونٹ خشک، سخت قبض، قارورہ سرخ سبزی مائل یا زردی مائل۔ یہ بخار اکثر ایسے لوگوں کو ہوا کرتا ہے، جن کو بے حد خشکی یا دائمی قبض رہتی ہے جسم میں صفراء کی زیادتی اور حرارت کی پیدائش بڑھنے لگتی ہے۔ اس لئے پہلے پھریری سوئی کی سی چبھن محوس ہوتی ہے۔ اس کے بعد سردی لگنی شروع ہوتی ہے۔ اور نہایت شدید لرزہ شروع ہو جاتا ہے۔ جو دوسرے بخاروں کے لرزہ سے قوی ہوتا ہے۔ نیز یہ لرزہ جلد رفع ہو کر بخار چڑھ جاتا ہے۔ جب یہ بخار اُترتا ہے تو خوب پسینہ آتا ہے۔ اور قارورہ سرخ اور ناری ہو جاتا ہے۔ نیند جاتی رہتی ہے، پیاس زیادہ ہو جاتی ہے۔ مریض کا غصہ بڑھ جاتا ہے۔ مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ کسی کے ساتھ گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا۔ مریض کی نبض دوسرے بخاروں کی نسبت قوی، سریع اور متواتر ہو جاتی ہے۔ بلکہ شرف اور طویل ہوتی ہے جب بخار اتر جاتا ہے تو قوت اور تیزی میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن مشرف اور طوالت قائم رہتی ہے۔

علاج: اسباب کو مدنظر رکھیں، مفرد اعضاء کی تحریکات اور افعال سمجھیں، چونکہ غدی تسکین ہوتی ہے اس لئے عضلات کی تحریک اور اعصاب میں تحلیل ہوتی ہے۔ اس لئے دوا غذا اور تدابیر میں بھی اس کے مطابق عمل کریں۔ یعنی اگر تحریک عضلاتی اعصابی ہو تو اس کو عضلاتی غدی کر دیں تاکہ جلد جلد حرارت پیدا ہو۔ اور صفراء بن کر غدد میں اکٹھا ہو کر بلغم یا رطوبت کو ختم کر دے جس میں تعفن اور تخمیر پیدا ہو گیا ہے۔ اور تحریک غدی عضلاتی ہے۔ تو غدی اعصابی کر دیں تاکہ غدد میں تحریک شروع ہو کر حرارت اور صفراء کا بھی اخراج پیدائش کے ساتھ ساتھ جاری ہو جائے۔ اور زیادہ حرارت سے صفراء جل کر سوداء میں تبدیل نہ ہو یا ضعف قلب نہ پیدا ہو جائے۔

اوّل صورت محرک عضلاتی غدی، شدید محرک عضلاتی غدی، ضرورت کے وقت ملین عضلاتی غدی اور مسہل عضلاتی غدی دے سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اگر حرارت کی پیدائش کم ہو یا صفراء کی پیدائش جلد بڑھانی اور تعفن کو جلد تکمیل تک پہنچانا ہو تو اکسیر غدی بھی دے سکتے ہیں۔ دوسری صورت میں محرک غدی اعصابی شدید محرک غدی اعصابی، ملین غدی اعصابی اور مسہل غدی اعصابی دیں۔ اور ضرورت شدید ہو تو غدی تریاق بھی دے سکتے ہیں۔ آرام آنے کے بعد ان کے مقویات دے سکتے ہیں، کیونکہ اس طرح غدد کا بلغم جلد اخراج پا جاتا ہے۔

حمی غدی تحلیل، دق وسل غدی

تشریح: حمی غدی تحلیل دق وسل کی وہ قسم ہے جس کو دق وسل امعائی کہتے ہیں۔ اس بخار میں تحلیل جگر اور غدد میں ہوتی ہے۔ جس کا اثر تمام جسم

کے غدد نا قلا (نالی دار غدود) پر پڑتا ہے۔ لیکن اس کا شدید احساس امعاء کلیہ، لبلبہ وغیرہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ چونکہ امعاء میں یہ غدد گوشت کی کمی اور غشائے مخاطی کی تیزی کی وجہ سے زیادہ حساس ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو تکلیف کا زیادہ احساس ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو غدی دق وسل کی بجائے امعائی دق وسل کہتے ہیں۔ غدی دق وسل عام طور پر غدد جاذبہ میں ٹی بی کے اثر ہونے کو کہتے ہیں۔

ایک انکشاف

جب جسم کے غدد جاذبہ خصوصاً گلے کے غدد غیر نا قلہ (بغیر نالی دار غدود) پھول جاتے ہیں جن کو خنازیر کہتے ہیں، اس وقت کہا جاتا ہے کہ خنازیر دق وسل ہو گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس مقام پر رطوبات ہوں وہاں پر دق وسل نہیں ہو سکتا۔ دق وسل تو اس مقام پر ہوتا ہے جہاں پر رطوبات خشک ہو جائیں اور تحلیل شروع ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ خنازیر کا دق وسل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ غدد میں تحلیل ہوتی ہے۔ تو اس کے متعلق سے غدد جاذبہ میں بھی تحلیل ہوتی ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے، اس وقت غدد جاذبہ بھی پھولے نہیں ہوتے، بلکہ ان میں ضعف ہوتا ہے۔ اور وہ رطوبات کو اپنے اندر جذب ہی نہیں کر سکتے۔ البتہ جب غدد جاذبہ پھول جاتے ہیں تو ان کے اندر کی رطوبات میں تعفن وتخمیر سے بخار ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ جو تحریک اعصابی کے تحت آتا ہے۔ اس کا علاج اس کے مطابق ہوگا۔ یعنی عضلات میں تقویت اور تحریک پیدا کر دی جائے تو نہ صرف بخار دور ہو جائے گا، بلکہ خنازیر بھی دور ہو جائیں گی۔

اسباب: حمی غدی تحلیل یعنی غدی دق وسل کے اسباب میں سب سے زیادہ غلط اقسام کے ماکولات ومشروبات اور ان کے بے وقت اور بغیر ضرورت کھانا ہے۔ جس سے بدہضمی کی وجہ سے تعفن اور تبخیر کی صورتیں پیدا ہو کر اس قسم کے دق وسل کی طرف طبیعت بڑھتی ہے۔ نفسیاتی اثرات اور متعفن بخاروں میں متعفن مادوں کے بغیر ختم ہوئے دافع تعفن مادوں اور جرم کش ادویات دے کر تعفن کو روک دینا جس سے ان مادوں میں پھر سے اس قدر شدت سے حرارت غریبہ پیدا ہوتی ہے جو جسم میں تحلیل پیدا کر کے دق وسل کا بخار پیدا کر دیتی ہے۔ اسی طرح قبل از وقت بخاروں کو اتارنے کی کوشش کرنا بھی مادہ متعفن کو روک کر نقصان اور موت کا باعث بن جاتے ہیں۔

علامات: ریاح اور خشکی کی کثرت، مسلسل تھکن جو غذا کی بدہضمی کی وجہ سے ہو (تھکن کے اقسام کے متعلق ٹی بی نمبر دیکھیں) چونکہ اس بخار میں غدد میں تحلیل ہوتی ہے، اس لئے اعصاب میں تحریک اور عضلات میں تسکین ہوتی ہے۔ ایسے مریضوں کو اکثر اسہال رہتے ہیں، بخار کی حرارت اکثر بہت کم رہتی ہے، بعض وقت کئی کئی روز تک بخار نہیں رہتا، اور ظاہرہ آرام معلوم ہوتا ہے، لیکن پھر کچھ روز بعد بخار پھر شروع ہو جاتا ہے۔

علاج: دق وسل میں غذا کا خاص خیال رکھیں، بغیر شدید بھوک کے نہ کھائیں۔ غذا محلول ہو جس میں کم از کم تیسرا حصہ گھی کا ہونا چاہئے۔ غذا کے بعد اگر دل چاہے تو پھر کھا سکتے ہیں۔ جب خون کا آنا بند ہو جائے، کھانسی بخار رک جائے تو کسی شے کا حلوہ بنا کر کھا سکتے ہیں۔

○ ہماری شرطیہ دوا آک کا دودھ اور ہلدی کا نسخہ بنا کر دیں، اس سے شرطیہ آرام ہوگا۔ ○ اس دوا کے استعمال، بھوک اور گھی کی زیادتی سے جسم میں بے حد رطوبات پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں، گویا جسم کے ہر ذرّہ پر بارش ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جس سے تحلیل بہت جلد ختم ہو جاتی ہے۔

مقدار خوراک: دوا ایک ایک رتی ہر تین گھنٹہ کے بعد دیں۔ اگر پیاس ہو تو شہد کا شربت بنا کر دیں یا چائے کے قہوہ میں شہد ڈال کر پلائیں۔ اگر قبض ہو تو دوا کی مقدار رفتہ رفتہ ایک ماشہ فی خوراک کر دیں۔

یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ سرد تر ادویات سے رطوبات پیدا نہیں ہوتیں۔ ہمیشہ جسم میں رطوبات گرم تر اشیاء اور اغذیہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر گرمی تری ہو تو جسم میں سوزش اور ورم کو تحلیل کرتی ہے، اس لئے شدید گرمی کی صورت میں بھی حتی المقدور سرد اشیاء اور سرد کیفیت سے دور

رہنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ اس سے حرارت بجھ جاتی ہے۔ اور انسان بہت جلد موت کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ جب لوگوں کو دق و سل ہو جاتی ہے تو وہ بے حد بد پرہیز ہوتے ہیں اور علاج کے دوران میں بھی پرہیز سے نفرت کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان کو موت نظر آتی ہے مگر پرہیز نہیں کرتے ہیں۔

حمی تحریک عضلاتی

حمی یوم روح حیوانی عضلاتی تیز کے بخار۔ تشریح کے لئے دیکھیں حمی تحریک اعصابی۔

تحریک عضلاتی کے بخار

(۱) حمی شمسی (۲) حمی سوزشی و حمی ورمی (۳) سوئے ہضمی۔

ماھیت بخار: اس بخار میں عضلات میں غیر معمولی تحریک ہوتی ہے ہر تحریک سے انقباض ہوتا ہے، جس کے کچھ عرصہ قائم رہنے سے سوزش اور ورم ہو جاتا ہے۔ اس تحریک سے روح حیوانی گرم ہو جاتی ہے یا کسی سبب سے گرم ہو کر عضلات میں عارضی حرارت دل کے ذریعے تمام خون اور جسم کو گرم کر دیتی ہے۔ اور بخار کی صورت قائم ہو جاتی ہے۔

اسباب: اس بخار میں جس قدر صورتیں اوپر بخاروں کی بیان کی گئی ہیں، ان کو ہی اس کے اسباب خیال کریں مگر سبب واصلہ اور فاعلہ عضلات کے فعل میں تیزی ہے۔ ان کے علاوہ ہر قسم کی کیفیاتی و نفسیاتی اور مادی فعلی اثرات جن کا تعلق دل اور عضلات سے ہے یا روح حیوانی سے ہے، ان سے بھی حمی تحریک عضلاتی پیدا ہو سکتے ہیں۔ تمام جزوی اسباب اس لئے نہیں لکھے جاتے کہ باعث طوالت ہوتے ہیں۔ اور مختلف ماحول میں ان اسباب کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ ذہن نشین یہ کرنا ہے کہ کون سی شے یا امر اول اوّل قلب پر اثر کر کے اس کے افعال میں تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔

علامات: اگرچہ یہ بھی سادہ عضلاتی بخار ہے، لیکن عضلات کی وجہ یا بذات خود قلب میں تکلیف کی وجہ سے یہ بخار ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ بخار دیگر سادہ بخاروں کی نسبت دل میں بہت زیادہ گھبراہٹ پیدا کرتا ہے۔ البتہ جلد اتر جاتا ہے۔ کیونکہ تحریک دل کے قریب ہوتی ہے، چونکہ سوئے مزاج سادہ سے ہوتا ہے اس لئے نبض و قارورہ اور پاخانوں میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوتی۔ نبض مشرف متوسط ہوتی ہے لیکن جب اس میں خرابی زیادہ ہو جائے تو طویل بھی ہو جاتی ہے قارورہ سرخ یا سفیدی مائل سرخ ہوتا ہے اور چہرہ پر سرخی نمایاں ہوتی ہے ظاہر میں مریض حالت صحت سے بھی زیادہ تندرست معلوم ہوتا ہے۔ اس میں نہ عفونت کی کوئی علامت ہوتی ہے اور نہ ہی اس میں تحلیل کے آثار نظر آتے ہیں۔

تاکید: یاد رکھیں جب تک سبب قائم رہتا ہے، تحریک قائم رہتی ہے۔ ورنہ اعتدال پر آ جاتی ہے۔ لیکن جب تحریک سوزش اور ورم کا فرق ہوتا ہے، اس لئے جب سبب کے رفع ہو جانے کے بعد بھی تحریک قائم ہو تو سوزش کا علاج بھی مدنظر رکھیں، صرف تحریک بدلنے سے سوزش اور ورم جلد دور نہیں ہوں گے، سوزش اور ورم کو مدنظر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ وہاں پر حرارت کی زیادہ ضرورت ہے۔

ان بخاروں میں عام طور پر ایک ہی بخار ہوتا ہے اور جو بخار پایا جاتا ہے، اس کی علامات خاص طور پر پائی جاتی ہیں۔

علاج: چونکہ عضلات کے فعل میں تحریک سے تیزی ہوتی ہے، اس لئے غدد میں تسکین اور اعصاب میں تحلیل ہوتی ہے۔ عضلات میں تیزی کی حالت میں دو صورتیں ہوں گی، (۱) فعلی اور (۲) کیمیاوی۔ یعنی (۱) عضلاتی اعصابی (سرد خشک) اور (۲) عضلاتی غدی (خشک گرم) اور جسم میں ریاح کا غلبہ ہوگا۔ لیکن مقام تسکین میں تعفن نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی مقام تحلیل میں زیادہ حرارت ہوگی۔

① فعلی حرارت میں حرارت اور صفراء ضرورت سے کم ہوگا۔

② کیمیاوی حرارت میں حرارت اور صفراء کی پیدائش شروع ہو چکی ہوگی۔

دونوں میں غدد میں تسکین بغیر تعفن کے ہوگی۔ البتہ اوّل صورت میں دوسری صورت سے تسکین زیادہ ہوگی۔ گویا اوّل صورت مقام شفاء خود عضلات ہیں۔ اور دوسرا مقام شفا غدد ہے۔ اس لئے علاج میں تسکین کو تحریک دینے کے لئے اس کی جو صورت سامنے ہو اس کو آگے کی طرف پلٹ دیں۔ مثلاً تحریک عضلاتی اعصابی کو تحریک عضلاتی غدی کر دیں۔ اور عضلاتی غدی کی صورت میں غدی عضلاتی کر دیں۔ بس فوراً شفا شروع ہو جائے گی۔ مریض آرام محسوس کرے گا، دوا و غذا اور تدبیر کے لئے اوّل صورت میں محرک عضلاتی غدی، محرک شدید عضلاتی غدی، ملین عضلاتی غدی اور مسہل عضلاتی غدی دیں۔ دوسری صورت میں بھی اسی طرح تحریک پلٹ کر محرک غدی عضلاتی محرک شدید غدی عضلاتی اور ضرورت کے مطابق ملین غدی عضلاتی اور مسہل غدی عضلاتی دیں۔ اگر شدید ضرورت ہو تو اوّل صورت میں اکسیر عضلاتی اور دوسری صورت میں تریاق عضلاتی دے سکتے ہیں۔ لیکن تدبیر کی صورت کو مقدم رکھیں یعنی اسباب کو اوّل دور کرنے کی کوشش کریں۔ اگر خشکی اور حرارت کی جسم میں کافی کمی سمجھیں تو ان کی تحریکات کو اور تیز کر دیں۔

آرام آنے کے بعد ضرورت کے مطابق مقویات بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

حمی تسکین عضلاتی

حمی دموی عفونتی، عضلاتی تسکین کا بخار۔

تشریح: وہ بخار جو جوش خون سے پیدا ہوتا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں۔ اگر جوش خون بغیر تعفن کے پیدا ہو تو اس کو سونوخس کہتے ہیں۔ اگر جوش خون کا سبب عفونت ہو تو اس کو مطبقہ کہتے ہیں۔ چونکہ ان بخاروں کا تعلق عضلات اور قلب سے ہوتا ہے اس لئے ان کو حمی دمویہ کہتے ہیں۔

دراصل یہ بخار معدی ہیں جن کی ابتداء معدہ کی خرابی سے شروع ہوتی ہے۔ یہ معدہ کے عضلات میں تسکین کے بعد ہوتے ہیں۔ ان کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب معدہ کے ہضم کی خرابی سے وہاں تیزابیت بڑھ جاتی ہے تو قلب کے ذریعے خون میں شامل ہو جاتی ہے۔ جس سے جوش خون پیدا ہو جاتا ہے اور بخار کی صورت بن جاتی ہے جب معدہ میں غذا متعفن ہو جاتی ہے تو وہ تعفن بھی خون میں شامل ہو جاتا ہے۔ جو بخار کی صورت پیدا کر دیتا ہے۔ یہ بخار عضلات امعاء یا قلب یا قلب کی کواڑیوں، حجابات دماغ کے عضلاتی پردہ یا جسم کے کسی اور عضلاتی تسکین سے بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن معدہ کے علاوہ باقی صورتیں شاذ و نادر ہی پیدا ہوتی ہیں۔

اسباب: ماکول و مشروب کی خرابی، بے قاعدگی اور کمی بیشی اگر اس کے اسباب سابقہ ہوتے ہیں لیکن بخار کی صورت اس وقت ہوتی ہے جب عضلات میں تسکین کی صورت قائم ہوتی ہے۔ سونوخس میں گاہے جوش اور گرمی دیگر اسباب سے پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے تیز روز ہر یلی ادویات و مشروبات وغیرہ۔ بہر حال بخار میں اس کا سبب نمایاں ہوگا۔ جس کا تلاش کرنا اکثر مفید ہوتا ہے۔

علامات: سونوخس ایک قسم کا ایسا بخار ہے جس کو نہ حمی یوم میں شامل کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کا تعلق جوش خلط خون سے ہوتا ہے۔ اور نہ حمیات معفنہ میں شامل کیا جاتا ہے کیونکہ اس بخار میں تعفن کا اثر نہیں پایا جاتا۔ اس لئے اس کو طب یونانی میں مستقل بخار کی حیثیت دے دی ہے۔ لیکن اس کی مستقل حیثیت نہیں ہے۔ کیونکہ تیزابیت بذاتِ خود تخمیر و تعفن ہے لیکن اس میں مواد کی کمی ہے۔ جیسے شراب و سرکہ وغیرہ بھی تخمیر ہیں، لیکن ان میں قابل تعفن مواد ختم ہو چکے ہیں۔ اگر ان کو دیگر مواد میں شامل کر دیا جائے تو وہاں خمیر کے بعد بھی پھر تعفن پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے اکثر امراض خصوصاً بخاروں میں ترشی اور اچار و چٹنی کا استعمال ممنوع ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض دفعہ تیز ترش لسی پینے سے بخار ہو جاتا ہے۔ اس لئے کونوخس اور مطبقہ ایک ہی قسم کے بخار ہیں۔ اس بخار کا شک تپ دق سے بھی پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کا تعلق رطوبات سے ہے۔ اور دق کا تعلق اعضاء اصلیہ

کی تحلیل سے ہے۔البتہ ضروری طور پر تعفن دونوں میں نہیں ہے۔لیکن اگر غور کیا جائے تو دونوں میں خاص قسم کا تعفن شامل ہوتا ہے۔کیونکہ جب یہ خاص قسم کا تعفن بھی نہ ہوتو (جو کہ ذکر کیا گیا ہے) نہ حرارت پیدا ہوسکتی ہے اور نہ ہی تحلیل ہوسکتی ہے۔اس تعفن کو متعفن ترشی کہنا زیادہ بہتر ہے۔

چہرہ اور آنکھیں سرخ، بدن اور رگیں پھولی ہوئی، قارورہ سرخ اور غلیظ ہوتا ہے اور خون کے لبلبہ کی تمام علامات پائی جاتی ہیں اور بخار بغیر لرزہ اور پھریری کے شروع ہوجاتا ہے۔چونکہ عضلات میں تسکین ہوتی ہے، اس لئے غدد میں تحلیل اور اعصاب میں تحریک ہوتی ہے۔اس لئے بخار اکثر جلد اُتر جاتا ہے۔لیکن جب تعفن شدید ہوتا ہے تو نہ صرف اترتا ہے بلکہ مہلک ثابت ہوتا ہے۔

علاج: اسباب کو مدنظر رکھیں مفرد اعضاء کے افعال اور تحریکات کا تعین کریں۔چونکہ عضلات میں تسکین ہوتی ہے اس لئے ایسی تسکین جس کا ہلکا یا تیز تعفن ہوتا ہے اس لئے غدد میں تحلیل اور اعصاب میں تحریک ہوگی۔جس جگہ بھی صرف تسکین ہوتی ہے، وہاں پر تعفن ضروری نہیں ہے۔لیکن جب حمی تسکین مفرد اعضاء ہوگا تو وہاں پر تخمیر و تعفن لازمی ہوگا۔اور یہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ یہ تخمیر و تعفن ہی بخاروں کے لئے باعث شفا ہے۔کیونکہ ان کے بغیر تسکین کی رطوبت اور بلغم ختم نہیں ہو پاتی۔اور نہ ہی اس کے بغیر وہاں تحریک پیدا ہوسکتی ہے۔البتہ اس تخمیر اور تعفن کے عمل کو جلد پورا کرنا چاہئے۔اور اس کے فعل کو اپنے قبضہ میں لے لینا چاہئے۔جیسے پہلے لکھا جاچکا ہے اور پھوڑے کی مثال دی جاچکی ہے۔دافع تعفن ادویات سے گریز کریں۔صرف محرکات اور محرک شدید استعمال کرائیں جن سے رطوبت اور بلغم ختم ہوکر وہاں تحریک اور آرام کی صورت پیدا ہوجائے گی۔جیسا کہ پہلے بخاروں میں لکھا جاچکا ہے کہ ہر تحریک کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔یہاں بھی یہی صورت ہے کہ ان کو مدنظر رکھیں۔

پہلی صورت میں اعصابی غدی ہوگی جس کا مقام شفاء اعصاب ہے جب اس کو الٹیں گے تو اعصابی عضلاتی ہوجائے گا۔

دوسری صورت میں اعصابی عضلاتی ہوگی، اور مقام شفاء عضلات ہے۔اس لئے اوّل صورت ادویات واغذیہ اور تدابیر محرک اعصابی عضلاتی، شدید اعصابی عضلاتی، ملین اعصابی عضلاتی اور مسہل اعصابی عضلاتی استعمال کریں۔

دوسری صورت میں اعصابی عضلاتی الٹنے سے بن جائے گی۔اس محرک عضلاتی اعصابی شدید محرک عضلاتی، ملین عضلاتی اور مسہل عضلاتی اعصابی ادویات، اغذیہ اور ادویات استعمال کرائیں۔انشاءاللہ تعالیٰ یقینی بے خطا شفا ہوگی۔

حمی عضلاتی تحلیل

حمی دق وسل عضلاتی۔

تشریح: حمی عضلاتی تحلیل دق وسل کی وہ قسم ہے جس کو دق وسل ریوی کہتے ہیں۔اس بخار میں تحلیل پھیپھڑوں میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے جذب نسیم اور اخراج دخان میں خاصی دقت واقع ہوتی ہے۔اس لئے اکثر کھانسی شدید اور کافی دیر تک رہتی ہے۔چونکہ غدد میں تحریک اور اعصاب میں تسکین ہوتی ہے، اس لئے بلغم رقیق اور لیسدار ہوتا ہے۔جو کبھی اخراج پاتا ہے اور کبھی رُک جاتا ہے۔البتہ اس دق وسل میں غدد جاذبہ پھول جاتے ہیں۔کیونکہ ایک طرف اعصاب پر رطوبت زیادہ ہوتی ہے، اور غدد میں تحریک ہوتی ہے۔وہ جذب کرتے ہیں، دوسری طرف عضلات میں تحلیل سے ضعف ہوتا ہے جس سے وہ غدد جاذبہ کی رطوبت کو کیمیاوی طریق پر خارج نہیں کرسکتے، جس سے غدد جاذبہ پھول جاتے ہیں۔لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان میں دق وسل ہوتا ہے، جہاں بیرونی رطوبات ختم ہوجائیں اور حرارت غریبہ عضو اصلیہ کی رطوبت کو فنا کرنا شروع کردیتی ہے۔

ایک انکشاف: عضلاتی تحلیل کا بخار ظاہر طور پر تو پھیپھڑوں کا دق وسل کہلاتا ہے لیکن یہ یاد رکھیں کہ اس میں جسم کے باقی عضلات خاص طور

پر قلب اور معدہ کے عضلات میں بھی تحلیل شروع ہو جاتی ہے۔ جس سے نہ صرف بدن بہت جلد دُبلا پتلا ہو جاتا ہے۔ بلکہ ضعف قلب اور معدہ سے طاقت جسم اور ہضم غذا کی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ دق وسل میں مقوی قلب و ہاضم ادویات شامل کر دی جائیں، ہر گز ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس طرح مفرد اعضاء کے افعال کی ترکیب قائم نہیں رہ سکتی۔ بس صحیح علاج یہی ہے کہ مفرد اعضاء کے افعال کو درست کیا جائے۔ جس تحریک کی جو صورت ہو صرف اس کو پلٹ دیا جائے۔ بس یہی مقام شفا اور یقینی، بے خطا علاج ہے۔

اسباب: حمی عضلاتی تحلیل کے اسباب اور سابقہ روحاتی اور مادی دونوں ہو سکتے ہیں۔ چونکہ یہ بخار عضلاتی تحلیل ہے اس لئے عضلاتی بخار بہت جلد ایک دوسرے میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دق وسل اور عضلاتی بخاروں میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ اسی وجہ کو ہم نے سونوخس اور مطبقہ کے فرق اور دق کے فرق میں بیان کیا ہے۔ چونکہ اکثر عضلاتی بخاروں کی ابتداء معدہ سے ہوتی ہے، اس لئے معدہ کے عضلاتی ہضم کا خاص خیال رکھا جائے۔ جو لوگ ہاضمہ کی خرابی کی وجہ سے بلا تحقیق یا بغیر کسی قابل معالج کے چورن یا مقوی و مشتہی اور ملین یا مسہل کھاتے ہیں، وہ اکثر اس قسم کے امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔

خاص تنبیہ: جو لوگ بغیر تحقیق کے بخاروں یا دردوں میں اسپرین، فینیسٹین اور کیفین وغیرہ شدید محلول قسم کی ادویات کا استعمال کرتے ہیں، یا بغیر ضرورت کرتے ہیں۔ یا بکثرت کرتے ہیں وہ یقیناً تپ دق وسل میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اب تو فرنگی ڈاکٹروں نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ مندرجہ بالا ادویات معدہ میں زخم ڈال دیتی ہیں۔ بس معدہ میں زخم ہوا تو ٹی بی اور دق وسل کی دوسری منزل شروع ہو گئی۔ بالکل اسی طرح کونین کا کثرت استعمال جیسے ملیریا پیدا کر دیتا ہے۔ ہر تیزاب اور دافع تعفن دوا دق وسل اور ٹی بی پیدا کر دیتی ہے۔ قبل از وقت بخاروں کو اتارنے کے لئے ٹھنڈے شربت و عرقیات اور مدرات پسینہ اور ادویات استعمال کرنا خاص طور پر دافع تعفن ادویات کا استعمال عضلاتی بخاروں کو فوراً حمی عضلاتی تحلیل میں مبتلا کر دیتا ہے۔

علامات: چونکہ عضلات میں تحلیل ہوگی تو غدد میں تحریک اور اعصاب میں تسکین ہوتی ہے۔ اس لئے اس بخار میں ضعف زیادہ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف عضلات و قلب میں تحلیل ہوتی ہے اور دوسری طرف غدد میں تحریک سے حرارت اور صفراء کی پیدائش جاری رہتی ہے۔ اسی قسم کی دوسری صورت مفرد اعضاء کے بخاروں میں اعصابی تسکین میں بھی پائی جاتی ہے۔ جب تسکین میں تعفن اور تخمیر پیدا ہو جائے اس لئے ایسے بخار ہی زیادہ شدید ہوتے ہیں۔ (تسکین اعصابی یا بلغمی متعفنہ بخاروں کو ایک بار پھر مطالعہ کر لیں)۔ گویا ایسے بخاروں میں حرارت اور صفراء کی جسم میں زیادتی ہوتی ہے۔ کبھی یرقان کا شک بھی پڑتا ہے۔ اس لئے اس بخار کا صفراوی بخاروں خصوصاً کبھی حمی محرقہ وغیرہ سے شک پڑتا ہے اور کبھی دیگر حمی سے لیکن جسم میں رطوبات کی زیادتی یا کمی ان شکوں کو دور کر دیتی ہے۔ اس بخار میں تھکن کم اور ضعف زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ شدت کی صورت میں نزلہ یا زحیری کی موجودگی ضروری ہوتی ہے۔ بخار کی حرارت تیز ہوتی ہے۔ چہرہ زرد، قارورہ زرد یا زرد سرخی مائل نبض دقیق و متوسط سریع اور متواتر ہوگی بخار مسلسل رہتا ہے۔ کھانسی اور خون کی آمد زیادہ ہوتی ہے۔ زخم گہرے ہوتے ہیں۔

علاج: حمی عضلاتی تسکین یا حمی ریوی میں بھی ہمارا عشر ہلدی والا نسخہ شرطیہ ہے۔ بلکہ اس بخار میں بہت جلد فائدہ کرتا ہے۔ البتہ غذا میں تاکید ہے۔ گزشتہ اقسام دق وسل (ٹی بی) میں لکھ چکے ہیں۔ ان کو ضرور مد نظر رکھیں۔

ہڈی کا دق:

ہڈی کا دق ایک ایسا دق ہے جس میں ہڈی بھربھری ہو کر ٹوٹ جاتی ہے، ہڈی کا دق مندرجہ بالا تینں مفرد اعضاء کے حمیات دقیہ سے کوئی جدا دق نہیں ہے۔ تینوں اقسام حمیات دقیہ کا ان پر اثر پڑتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ بذاتِ خود ہڈی میں کوئی احساس نہیں ہے۔ اس کا احساس اور غذا کا

تعلق اس جھلی سے ہے جواس پر لپٹی ہوتی ہے۔ جب تک اس جھلی میں خرابی واقع نہ ہواس وقت تک ہڈی کی غذائیت میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ ہڈی اپنی غذا اس گودے سے حاصل کرتی ہے جواس کے اندر ہوتا ہے اوراس گودے کوخون واحساس اور زندگی اس جھلی سے ملتی ہے اور جھلی کی بناوٹ میں غدی و اعصابی اور عضلاتی انسجہ بالکل اس طرح بافت کئے ہوتے ہیں جس طرح جلد اور غشائے مخاطی میں اعصابی، غدی اور عضلاتی انسجہ بنے ہوتے ہیں۔ بس دراصل اس جھلی میں دق کا اثر ہوتا ہے اور ہڈیاں متاثر ہو کر مدقوق ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ہڈی کے دق کی بھی وہی عشر ہلدی والی دواء اکسیر اور شرطیہ دواء ہے۔

سوال: ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مفرد اعضاء تین قسم کے ہیں اوراس کی مناسبت سے دق بھی تین اقسام کے ہیں۔ پھر ان کا علاج ایک ہی قسم کی دواء سے کیوں؟ جاننا چاہئے کہ ہر بخار میں تین باتیں لازمی ہیں۔

اوّل: ہر بخار کے لئے حرارت غریبہ ضروری ہے جس میں ترشی اور خمیر ثابت کیا گیا ہے۔

دوئم: جب تک یہ حرارت غریبہ قلب تک نہ پہنچے اس وقت تک بخار نہیں ہوتا۔

سوئم: تحریک اعصابی سے جسم کی حرارت کم ہو جاتی ہے اور جسم کی ترشی اور تخمیر تحریک اعصابی سے ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں قلب اور عضلات پر اس قدر رطوبات پیدا ہوتی ہیں جس سے قلب اور عضلات میں تسکین پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں حرارت غریبہ یعنی ترشی اور تخمیر نہ صرف وہاں سے ختم ہو جاتا ہے، بلکہ خون میں بھی حرارت غریبہ کا دور ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ تحریک اعصابی کے لئے شدید محرک اعصابی ''عشر'' استعمال کر کے جو انتہائی درجہ کا دافع تعفن اور دافع تخمیر ہے۔ ''عشر'' کے ساتھ اس کے ایک حصہ میں پندرہ حصے ''ہلدی'' شامل کر دی ہے۔ یعنی دو ماشہ ہلدی میں ایک رتی دودھ عشر شامل ہے۔ اس کی خوراک 1/2 رتی سے ایک ماشہ ہے۔

''ہلدی'' بذات خود کھار اور گندھک کا نباتی مرکب ہے، یعنی جسم میں فعلی طور پر رطوبات اور کیمیاوی طور پر حرارت پیدا کرتی ہے، ان دونوں کے ملنے سے جسم کے اندر انتہاء درجہ کی گرمی تری پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ بس تپ دق اور سل کے لئے انتہائی درجہ کا گرم تر مزاج کے ساتھ مقوی اعصاب اور مقوی غدد دوا لازمی ہونا چاہئے تھی۔ ساتھ ساتھ یہ دوا دافع درد، دافع سوزش، محلل اورام اور مندمل قروح ہونی چاہئے تھی۔ اس دوا میں یہ تمام خوبیاں ہیں، جو بیک وقت دُنیا کی کسی دوا میں نہیں ہیں۔ ان خوبیوں اور ان اثرات کی وجہ سے یہ دوا شرطیہ دق وسل کے لئے اکسیر ہے۔

یہ نسخہ ''عشیر ہلدی'' عرصہ بیس سال سے زائد ہو گیا ہے میرے استعمال میں اور تجربات میں آ تا رہا ہے۔ اور پھر اس کی ترتیب نظریہ مفرد اعضاء کے تحت جسم انسان کے فعلی اور کیمیاوی اثرات کے مطابق کی گئی ہے۔ جس میں بھی اس کو اصولاً استعمال کیا گیا ہے۔ کبھی بھی خطا نہیں گیا۔ سو فیصدی مجرب ہے۔ اس لئے اس کو نہ صرف اس قدر دعویٰ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، بلکہ شرطیہ چیلنج کیا گیا ہے۔ آج تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے، کسی ایک نے بھی اس کی تردید نہیں کی ہے۔ اور نہ ہی اس میں کوئی نقص بیان کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ اللہ تعالیٰ کی کس قدر بڑی نعمت ہے کہ ہر قسم کی ''ٹی بی'' دق وسل کے لئے چاہے وہ کسی درجہ (سٹیج) پر ہو یقیناً بے خطا اور شرطیہ مفید ہے۔ فرنگی طب کی سینکڑوں سالوں کی تحقیق ''ٹی بی'' کی تذلیل کرتا ہے۔ جو یورپ و امریکہ اور روس و جاپان اور دیگر فرنگی سائنسی ممالک میں کی گئی ہے۔

تصدیق: میرے پاس اس کی بے شمار تصدیقات پہنچتی ہیں مگر میں نے کبھی اس کو شائع نہیں کیا اور نہ آئندہ شائع کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ نسخہ خود اپنی ذات میں صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور تجربہ شاہد ہے کہ لیکن ایک تصدیق مجبوراً شائع کر رہا ہوں جو ایک بہت بڑے اہل علم و صاحب فن اور محقق کی طرف سے کی گئی ہے۔ جن سے ملنے کا نہ مجھے کبھی اتفاق ہوا ہے اور نہ میرے ہم ملکی و ہم مذہب ہیں۔ البتہ حق پرست انسان اور خیر خواہ انسانیت

ہیں۔ نیز اپنے علم وفن اور انسانیت کی خدمت کی وجہ سے نہ صرف پاک و ہند بلکہ دُنیائے طب میں ایک بڑی شہرت کے مالک ہیں۔ ان کا اسم گرامی ہے جناب ڈاکٹر امرداس صاحب بھاٹیہ، ایڈیٹر فارمیسی نیوز لدھیانہ (انڈیا) انہوں نے تصدیق کرنے سے قبل خود اچھی طرح تجربات کئے ہیں اور مریضوں کے باقاعدہ ایکسریز لئے ہیں اور اپنے ملنے والوں کو بھی اس نسخہ کے استعمال اور تجربات کی تاکید کی ہے، خود تسلی کے بعد تصدیق کی ہے جو دوسری جگہ درج ہے، نیز ان کی کتاب پر ریویو دیکھیں۔

خلاصہ تحقیقات حمیات

تحقیقات حمی ہم ختم کر چکے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند الفاظ میں اس کا خلاصہ بیان کر دیں۔ تاکہ خوب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ کیونکہ اوّل تو یہ تحقیقات نئے نظریہ کے مطابق ہیں اور دوسرے علاج کے دوران میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

جاننا چاہئے کہ جس طرح ہم نے ''تحقیقات نزلہ زکام'' میں نزلہ زکام کو چند الفاظ میں سمجھایا تھا کہ نزلہ کے معنی ہیں گرنا اور اس کی تین صورتیں ہیں:

① نزلہ رقیق پانی کی طرح بہہ رہا ہو، اور بغیر تکلیف کے خارج ہو رہا ہو۔ یہ صورت اعصابی تحریک میں ہوتی ہے۔

② نزلہ کبھی رقیق اور کبھی غلیظ ہوگا۔ اور ذرا تکلیف سے اخراج پائے گا۔ اور اس کے ساتھ کچھ جلن بھی ہوگی۔ یہ صورت غدی تحریک میں ہوتی ہے۔

③ نزلہ انتہائی غلیظ ہوگا، اور کوشش سے بھی اخراج مشکل ہوگا۔ یہ صورت عضلاتی ہوگی اور اگر نزلہ کے معنی کو وسعت دے دیں تو اور ہر گرنے والے مواد کو نزلہ قرار دے دیں تو جسم کا ہر گرنے والا مواد یا جسم سے خارج ہونے والی ہر چیز ہی نزلہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ مثلاً تھوک کا زیادہ آنا۔ مشکل سے آنا اور بند ہو جانا۔ آنکھ و کان اور ہر قسم کے زخموں میں بھی یہی تین صورتیں ہوں گی۔ اسی طرح پیشاب کا زیادہ آنا، جل کر آنا اور بند ہو جانا۔ پاخانہ کی صورت میں اسہال پیچش اور قبض کی صورتیں ہوں۔ منی کی صورت میں جب اعصابی تحریک ہوگی تو جریان جب غدی تحریک ہوگی تو سرعت انزال اور جب عضلاتی تحریک ہوگی تو احتلام۔ یہ تین تین صورتیں ہم نے نہیں بنائیں بلکہ پہلے کی بنی ہوئی ہیں۔ ہم نے تو ان کو فٹ کر کے دیکھا ہے جو اس امر کا ثبوت ہے کہ نظریہ مفرد اعضاء کیسا باقاعدہ اور سسٹے میٹک ہے۔

اسی طرح بخاروں کے لئے بھی ذہن نشین کر لیں کہ بخار حرارت غریبہ کی اس حالت کا نام ہے جب جسم کے کسی عضو کے افراط وتفریط سے پیدا ہو کر دل کے ذریعے تمام جسم میں پھیل جائے۔ اس کی تین اقسام ہیں: (۱) اعصابی (۲) غدی (۳) عضلاتی۔ اور پھر ہر قسم کی تین صورتیں ہیں۔ یعنی ہر عضو میں تغیر فعلی ہوگا، جب اس میں تحریک ہوگی اس صورت میں سادہ ہوگا۔ جس کو حمی یوم یا حمی روحی بھی کہتے ہیں۔ جب مفرد عضو میں تسکین ہوگی تو حمی معفنہ ہوگا جس کو حمی خلطیہ کہتے ہیں۔ اعصاب میں ہو تو بلغمی، غدد میں ہو تو صفراوی اور عضلات میں ہو تو دموی۔ سوداوی کی تشریح کر دی ہے۔ اگر تحلیل ہوگی تو دق وسل (ٹی بی) کے بخار ہوں گے۔ باقی تمام اقسام کے بخاروں کے علاوہ ہر قسم کے موسمی اور وبائی بھی ان ہی کے تحت بیان کر دیئے گئے ہیں جن کا قارئین کو علم ہے۔ ساتھ ہی کوشش کی ہے کہ اچھی طرح ذہن نشین کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد بھی اگر کسی صاحب کو کوئی بات بھی سمجھنا منظور ہو تو وہ تشریف لا کر اپنی تسلی کر سکتے ہیں۔

یقینی بے خطا مجربات

مجربات میں اس امر کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ محرک، شدید محرک، ملین، مسہل کی ترتیب اس طرح سے کی جائے کہ ان میں مناسبت قائم رہے۔ تا کہ ان کے اثرات و درجات قائم رہیں۔ اور ان کو ذہن نشین رکھنا بھی مشکل نہ ہو۔ ایک طرف ہلکی سے ہلکی ادویات کو شروع کیا گیا ہے اور دوسری طرف انتہائی شدید ادویات پر ختم کر دیا گیا ہے۔ البتہ اکثیرات و تریاقات و مقویات کو اس سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ یہ ہمارے بیس سال کے مجربات ہیں۔ البتہ اگر کوشش کی جائے تو اس طرح کی اور ادویات بھی ترتیب دی جاسکتی ہیں۔

اعصابی مجربات

اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اعصابی غدی (۲) اعصابی عضلاتی۔

(۱) **محرک اعصابی غدی:** سہاگہ، ملٹھی، ہر ایک تین حصے۔ سفوف بنالیں۔ خوراک ایک ماشہ سے چھ ماشہ تک۔ حسب ضرورت دیں۔

(۲) **شدید محرک اعصابی غدی:** ''محرک اعصابی غدی'' میں آک کا دودھ نصف حصہ اضافہ کر دیں۔ خوراک: ۲/۱ رتی سے ۲/۱ ماشہ تک دیں۔

(۳) **ملین اعصابی غدی:** ''شدید محرک اعصابی غدی'' میں ریوند چینی چار حصے زیادہ کر دیں۔ خوراک ایک رتی سے ایک ماشہ تک دیں۔

(۴) **مسہل اعصابی غدی:** نسخہ نمبر ۳ میں سقمونیا چار حصے اضافہ کر دیں۔ خوراک: ۲ رتی سے ۲ ماشہ تک دیں۔

(۵) **محرک اعصابی عضلاتی:** شورہ قلمی تین حصے، تخم کاسنی پانچ حصے، سفوف بنالیں۔ خوراک ایک ماشہ سے تین ماشہ تک دیں۔

(۶) **محرک شدید اعصابی عضلاتی:** نمبر ۵ یعنی محرک اعصابی عضلاتی میں جوکھار چار حصے شامل کریں۔ خوراک ایک ماشہ سے تین ماشہ تک دیں۔

(۷) **ملین اعصابی عضلاتی:** نمبر ۶ یعنی محرک شدید اعصابی عضلاتی میں گل سرخ آٹھ حصے شامل کرلیں۔ خوراک ایک ماشہ سے تین ماشہ دیں۔

(۸) **مسہل اعصابی عضلاتی:** نمبر ۷ میں کالا دانہ بیس حصے شامل کرلیں۔ خوراک ایک ماشہ سے تین ماشہ۔

عضلاتی مجربات

اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) عضلاتی اعصابی (۲) عضلاتی غدی

(۹) **محرک عضلاتی اعصابی:** کرنجوہ، آملہ، دونوں ہم وزن سفوف بنالیں۔ خوراک ایک ماشہ سے تین ماشہ تک دیں۔

(۱۰) **محرک شدید عضلاتی اعصابی:** نمبر ۹ میں پھٹکڑی سوختہ دونوں کے ہم وزن شامل کرلیں۔ خوراک ۴ رتی سے دو ماشہ تک۔

(۱۱) **ملین عضلاتی اعصابی:** نمبر ۱۰ میں ہلیلہ سیاہ سوختہ اس کے برابر شامل کرلیں۔ خوراک ایک ماشہ سے چار ماشہ تک۔

(۱۲) **مسہل عضلاتی اعصابی:** نمبر ۱۱ یعنی ملین عضلاتی اعصابی میں جلاپا اس کے برابر ملالیں۔ خوراک ایک ماشہ سے تین ماشہ تک دیں۔

(۱۳) **محرک عضلاتی غدی:** لونگ ایک حصہ دارچینی تین حصے دونوں کو سفوف بنالیں۔خوراک چار رتی سے ایک ماشہ تک۔

(۱۴) **محرک شدید عضلاتی غدی:** نسخہ نمبر ۱۳ میں یعنی محرک عضلاتی غدی میں جاوتری دو حصے ملالیں۔خوراک چار رتی سے ایک ماشہ تک۔

(۱۵) **ملین عضلاتی غدی:** نسخہ نمبر ۱۴ یعنی محرک شدید عضلاتی غدی میں مصبر ہم وزن شامل کرلیں۔خوراک ۴ رتی سے ایک ماشہ تک دیں۔

(۱۶) **مسہل عضلاتی غدی:** نسخہ نمبر ۱۵ یعنی ملین عضلاتی غدی میں آٹھ حصیں شامل کردیں۔خوراک ۴ رتی سے ایک ماشہ تک دیں۔

(۱۷) **محرک غدی عضلاتی:** اجوائن دیسی، تیزپات دونوں ہم وزن سفوف کرکے ملالیں۔خوراک ایک ماشہ سے چھ ماشہ تک۔

(۱۸) **محرک شدید غدی عضلاتی:** نمبر ۱۷ میں تیسرا حصہ رائی شامل کرلیں۔خوراک ایک ماشہ سے ۳ ماشہ۔

(۱۹) **ملین غدی عضلاتی:** نمبر ۱۸ میں اس کے برابر گندھک ملالیں، خوراک نصف ماشہ سے دو ماشہ تک۔

(۲۰) **مسہل غدی عضلاتی:** نمبر ۱۹ میں تمام دواؤں کا چوبیسواں حصہ جمال گوٹہ شامل کرلیں۔خوراک ایک رتی سے چار رتی تک۔

(۲۱) **تحریک غدی اعصابی:** زنجبیل پانچ حصے، نوشادر دو حصہ، دونوں کو ملالیں۔خوراک دو رتی سے دو ماشہ تک دیں۔

(۲۲) **تحریک شدید غدی اعصابی:** نمبر ۲۱ میں مرچ سیاہ ایک حصہ ملالیں۔خوراک ۲ رتی سے ۲ ماشہ۔

(۲۳) **ملین غدی اعصابی:** نمبر ۲۲ میں تمام ادویات کے برابر سناکی ملالیں۔خوراک ۳ رتی سے ۳ ماشہ۔

(۲۴) **مسہل غدی اعصابی:** نسخہ نمبر ۲۳ میں تمام ادویات کا چوتھا حصہ ریوند عصارہ شامل کرلیں۔خوراک ایک رتی سے دو ماشہ تک۔

ان کے علاوہ دو نسخے بطور نمونہ دیئے جاتے ہیں جو غدی عضلاتی ہیں ان میں سے ایک کا نام اکسیر غدی عضلاتی اور دوسرے کا نام تریاق غدی عضلاتی ہے۔ایسے نسخے ہر مفرد عضو کی تحریک کی ہر صورت کے لئے ترتیب دیئے جاسکتے ہیں۔ایسے نسخے انتہائی شدت مرض میں دیئے جاتے ہیں۔مثلاً اکسیر غدی عضلاتی انتہائی تعفن اور ضعف کی حالت میں اور تریاق غدی عضلاتی ہیضہ کی ہر صورت میں تریاق کا کام کرتا ہے۔

اکسیر غدی عضلاتی: پارہ ایک حصہ، گندھک سات حصے، دونوں کو نصف گھنٹہ کھرل کریں۔بس تیار ہے۔خوراک ایک رتی سے ایک ماشہ تک۔

تریاق غدی عضلاتی: مرچ سرخ، رائی، دونوں ہم وزن ملا کر نخود کے برابر گولیاں بنالیں۔خوراک ایک گولی سے تین گولی ہر دس پندرہ منٹ بعد دیں۔جب ہیضہ کا خطرہ دور ہوجائے تو پھر دو تین چار گھنٹے کے بعد دیں۔ضرورت کے وقت بخاروں میں دے سکتے ہیں۔

تاکید: دوا کی کمی بیشی مرض و مادہ کی کمی بیشی کے تحت کی جاسکتی ہے۔ہم نے یہ نئی ترتیب اس لئے رکھی ہے کہ اوّل نسخہ نویسی کا تجربہ ہو اور دوسرے ہر مفرد عضو کی ہر تحریکی صورت میں، مختلف ادویات اور ادویات کے مختلف درجات کا علم حاصل ہوتا کہ ان تجربات اور معلومات کے تحت مزید نسخے ترتیب دیئے جاسکیں۔انشاءاللہ تعالیٰ علم الادویہ کے تحت جو تحقیق الادویہ لکھی جائیں گی اس میں ادویات کے افعال و خواص کے ساتھ ساتھ ان کے اسرار و رموز اور اصول نسخہ نویسی اور ان کے کیمیاوی تغیرات کا ذکر کیا جائے گا۔یہ تحقیقات جو پیش کی گئی ہیں، صدیوں میسر نہیں آسکتیں۔



غذا

غذا کی اہمیت

غذا کا مسئلہ تو امراض اور خصوصاً بخاروں میں نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس طرح لگالیں کہ اگر دوا مریض کو نہ دی جائے اور غذا میں باقاعدگی کردی جائے تو مرض اور بخار میں یقیناً آرام ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر اکسیر و تریاق اور صحیح صفت ادویات کے ساتھ غذا غلط قسم کی یا غلط طریق پر یا صحیح غذا بلغیر ضرورت بھی استعمال کرادی جائے تو مرض اور بخاروں کا دور ہونا نہایت مشکل ہے۔ اس لئے علاج میں دوا کے ساتھ غذا پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ کیونکہ اکثر علاج غلط اور بغیر ضرورت غذا دینے سے ناکام ہوجاتے ہیں۔

تعین غذا

غذا کا تعین کرنے کے لئے اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) صحیح غذا (۲) ضرورت غذا (۳) صورت غذا۔

اسی تعین غذا کو دوسرے معنوں میں پرہیز کہتے ہیں۔ پرہیز صرف اس حالت کا نام نہیں ہے کہ لطیف اور زود ہضم غذا کھائی جائے اور ثقیل اور دیر ہضم غذا نہ کھائی جائے یا ہر مرض کو تیل و ترشی اور سرخ مرچ بند کردی جائے۔ کیونکہ صرف اس قدر پرہیز کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ جو معالج صرف اس قدر پرہیز بیان کرتے ہیں، دراصل وہ علم الغذا سے واقف نہیں ہیں۔ فرنگی طب میں مسئلہ غذا کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ ان کی اغذیہ میں بیک وقت ایسڈ اور الکلی کی اغذیہ بیان کردی جاتی ہیں، جو غلط ہے۔ ذیل میں غذا کی تفصیل درج ہے۔

صحیح غذا

تندرست انسان میں صحیح غذا وہ ہے جس میں غذا کے وہ تمام اجزاء شامل ہوں جن سے خون مرکب ہے اور اس میں زیادہ سے زیادہ خون پیدا کرنے کی غذا ہو۔ مثلاً گرم تر مزاج والی اغذیہ جن سے حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کو مدد ملتی ہے۔ لیکن مریضوں میں صحیح غذا وہ ہوسکتی ہے جن سے یہ اندازہ لگایا جائے کہ جسم اور خون میں کون سے ایسے عناصر کم یا خراب ہو گئے ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے۔ بالکل وہی نظریہ جو بائیوکیمک طریق علاج میں ادویات کے متعلق ہے۔ گویا بائیوکیمک ہی صحیح معنوں میں علاج بالغذا ہے جس میں عناصر غذا کو دوا کی صورت میں استعمال کیا گیا ہے۔ گویا غذا بھی دوا کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہے۔

ضرورت غذا

جس طرح تندرست انسان کے لئے ضرورت غذا یعنی طلب بوقت بھوک ہے۔ اسی طرح مریض کے لئے بھی ضروری ہے کہ بغیر بھوک کے غذا استعمال نہ کی جائے۔ کیونکہ بھوک کی طلب نہ ہونا اس پر دلالت کرتا ہے کہ یا تو جسم میں پہلے ہی غذا موجود ہے، یا طلب غذا کے عضو میں خرابی

ہے۔ یا طبیعت مدبرہ بدن جسم میں کسی اور جگہ پر مشغول ہے جو غذا کی طلب کی طرف توجہ نہیں دلاتی۔ اس لئے لازم ہے کہ جب تک صحیح معنوں میں بھوک کی طلب نہ ہو یا اشد طلب نہ ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ غذا کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے اگر بغیر ضرورت اور طلب غذا دی گئی تو لازمی نتیجہ ہے کہ یا تو وہ جسم میں باعث فساد و تعفن ہوگی اور خرابی و تخمیر کا باعث ہوگی یا جسم کے حصہ پر اثر ڈال کر کسی اور عضو کے فعل میں تحریک و تسکین اور تحلیل سے مرض پیدا کر دے گی۔

ضرورت غذا کی دوسری صورت یہ ہے کہ طلب کے وقت یہ دیکھنا ہے کہ تندرست انسان میں یا مرض کی حالت میں کس قسم کی غذا کی ضرورت ہے۔ یعنی غذا میں کس کیفیت کی ضرورت ہے۔ طبیعت گرم غذا چاہتی ہے یا سرد یا تر اور خشک میں سے کس کیفیت کی طلب گار ہے۔ دوسرے معنوں میں اس طرح بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ مریض نمکین اور چرپری غذا کی خواہش رکھتا ہے کہ ترش و شیریں غذا کی طلب کا اظہار کر رہا ہے۔ یہ ذائقے بھی کیفیات و مزاج اور اعضاء کے افعال کی طرف دلالت کرتے ہیں۔ ان مقاصد کے لئے گوشت، نشاستہ، سبزیاں، پھل اور میوہ جات استعمال کئے جاتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ مریض کا ذہن صالح مفید کے تحت کام کرتا ہے۔ اور شدید بھوک کے وقت ضمیر اور ذہانت دونوں اپنا صحیح عمل کرتے ہیں۔ اس لئے مریض اور تندرست انسان شدید بھوک کی حالت میں اپنے ضمیر اور ذہانت کی پیروی کرے تو اس کو دھوکا نہیں ہوگا۔ اور اگر معالج کا تعاون بھی ساتھ ہو تو مریض کے لئے صحیح غذا کی تجویز ہو سکے گی۔ لیکن یاد رکھیں پیٹ پُری کی حالت میں یا بھوک نہ ہونے کی حالت میں اکثر طبیعت مدبرہ بدن غلط غذا تجویز کر دیتی ہے۔

صورت غذا

جو غذا کھائی جاتی ہے وہ کسی نہ کسی شکل میں جسم کے اندر داخل کی جاتی ہے۔ مثلاً بعض اغذیہ سیال ہوتی ہیں جو پی لی جاتی ہیں۔ جیسے دودھ، لسی، پھلوں کے رس، شوربا اور شربت اور چائے قہوہ وغیرہ۔ بعض اغذیہ جو نیم محلول ہوتی ہیں، بغیر چبائے نگل لی جاتی ہیں۔ جیسے حلوہ، فرنی، ساگودانہ، دلیا، ڈبل روٹی، دودھ، چائے یا شوربا میں بھگو کر، وغیرہ وغیرہ۔ بعض اغذیہ چبا کر کھائی جاتی ہیں جیسے روٹی، کیک، بسکٹ، پیسٹری، انڈا، گوشت کی بوٹی وغیرہ۔

دوسری صورت اغذیہ کی یہ ہے کہ غذائیت اور مقدار کے لحاظ سے اس کو مدنظر رکھا جائے۔ مثلاً غذائیت کے لحاظ سے کم ہو جیسے گوشت، انڈا، میوہ جات، حلوہ جات اور دودھ وغیرہ۔ یا غذائیت اور مقدار دونوں برابر ہوں، جیسے گوشت روٹی، گوشت دلیا، گوشت چاول، دال گوشت وغیرہ۔ **دال روٹی یا دال چاول یا دال دلیا وغیرہ کوئی مناسب اغذیہ نہیں ہیں۔** البتہ کبھی خواہش پر کھائی جاسکتی ہیں۔

تاکید

یاد رکھیں کہ غذا انسان کی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے زندگی کا ساتھ ہے۔ لیکن بغیر صحیح غذا، بغیر ضرورت اور بغیر کسی خاص شکل و صورت کے استعمال کرنے سے وہ زندگی کی دشمن بن جاتی ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ساتھ کی مدد صحیح معنوں میں حاصل کریں۔ تاکہ ہم جسم کو مفید سمجھ کر استعمال کر رہے ہوں اور وہ مضر ثابت ہو اور نقصان کا باعث نہ بنے۔

بخاروں میں غذا

بخار کی حالت میں یا باری کے بخاروں میں جس روز باری نہ بھی ہو غذا کو اس وقت تک بند کر دینا چاہئے جب تک بھوک کی شدت نہ ہو۔

یا ضعف پیدا نہ ہو یا دل نہ گھٹنے لگے۔ کیونکہ

(۱) ہر قسم کا بخار حمی تحریک ہو یا حمی تسکین یا حمی تحلیل میں حرارت غریبہ ہوتی ہے، وہ ایک قسم کا خمیر یا مادہ متعفن ہے جو غذا میں فوراً تخمیر پیدا کر کے اس کو متعفن کر دیتا ہے۔

(۲) طبیعت مدبرہ بدن بخار کو رفع کرنے میں مشغول ہو جائے گی اور غذا متعفن ہو کر بخارات میں اور بھی زیادتی کر دے گی۔ اسی طرح طبیعت مدبرہ بدن کا کام اور بھی مشکل ہو جائے گا۔ آخر کار وہ اس قدر کمزور ہو جائے گی کہ وہ بخار کے دور کرنے میں ناکام ہو جائے گی۔ اس لئے بخاروں میں غذا بالکل روک دینی چاہئے۔ اگر غذا دینا مطلوب ہو تو ذیل کی شرائط کے ساتھ دیں تاکہ بجائے نقصان ہونے کے مفید ہو سکے۔

(۳) مفرد اعضاء کے مطابق جو دوائیں دی جائیں اغذیہ بھی ان کے مطابق ہوں۔ مثلاً محرک اعصابی اغذیہ میں دودھ، چاول، ساگودانہ۔ سبزیوں میں ٹینڈے، توری، کدو، اروی، شلجم، گاجر اور سبزی گوشت کا شوربا وغیرہ۔ محرک غدی اغذیہ میں گندم ہر قسم کا ساگ، پالک، میتھی، ٹماٹر، کریلے، مولی، مونگرے محرک عضلاتی اغذیہ میں آلو، بینگن، مٹر، گوبھی، بندگوبھی، سیم، گوشت، انڈا، مچھلی، دالیں اور ہر قسم کی بھنی ہوئی اشیاء۔

(۴) محلول اغذیہ میں رقیق شوربا گوشت کا یا سبزیوں کا ہو یا چنوں اور دالوں کا پانی دیا جا سکتا ہے۔ بعض لوگ محلول میں پھلوں کے رس بھی شامل کر لیتے ہیں ان کو کبھی خالی پیٹ نہ دیں۔ کیونکہ ان کی برودت سے تحلیل امراض رُک جاتا ہے۔ پھلوں کے دینے کا صحیح وقت بعد از غذا ہے اور بس، البتہ آم، انگور اور کھجور ایسے پھل ہیں جو بطور غذا استعمال ہو سکتے ہیں۔ اور بے انتہاء مقوی جسم وارواح ہیں۔

جب مریض کا بخار اُتر جائے اور اس کی طبیعت صحت کی طرف لوٹ جائے تو نیم محلول اغذیہ جیسے دلیا، چاول، فرنی، ڈبل روٹی اور دودھ، چائے اور شوربا دے سکتے ہیں۔ دالوں میں بہت کافی مقدار میں گھی ڈال کر بغیر روٹی کے دے سکتے ہیں۔ جب طاقت کی ضرورت ہو تو بھنا ہوا گوشت، قیمہ، انڈے، سبزیوں کی بھجیا وغیرہ روٹی یا بغیر روٹی کے کھلانا مفید ہیں۔ جن مریضوں کو بھوک زیادہ لگتی ہو ان کو دالیں، سبزیاں، چاول، دے سکتے ہیں۔ یا محلول اغذیہ اور صرف سالن ترکاریوں میں کافی مقدار میں گھی ڈال دیں یا حلوہ دے دیا کریں۔

تصدیق نسخہ دق وسل (ٹی بی)

از فخر المعالجین جناب ڈاکٹر امرداس صاحب بھاٹیہ، ایڈیٹر فارمیسی نیوز، لدھیانہ

ہلدی کے دق میں استعمال کے متعلق تحقیقات کا سہرا صابر ملتانی کے سر ہے۔ اور اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ آپ کے ہلدی اور آک کے دودھ والے نسخے کی بدولت غریب دیہاتی لوگوں کے دق میں علاج کے لئے آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور ان کے لئے صحت کی شاہراہیں کھل گئی ہیں۔ اور میں نے بھی اپنے مہاونتی کمپونڈ کے نسخہ سے اس حقیر رسوئی کی رانی کو شامل کر کے شاندار کامیابی حاصل کی ہے میں نے خود ہلدی اور آک والے دودھ کے نسخہ کی بلا آمیزش مہارو نتی اور سرپ گنڈھا کئی مرضوں میں استعمال کر کے شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔ میرا پہلا مریض شری اوتار کرشن تھا۔ جس نے کئی سال سینی ٹوریم میں ضائع کر دیئے مگر بے سود۔ میں نے پھر صابر ملتانی کی ہلدی اور آک کے دودھ والے نسخے کی پہلے پہل آزمائش کی۔ اور مجھے بے حد کامیابی حاصل ہوء۔ اس نسخہ کے استعمال سے بخار دور ہو گیا، کھانسی دور ہو گئی، بلغم بند ہو گئی اور مریض کا وزن بڑھنا شروع ہو گیا۔ اور وہ ایک طرح سے اس دوا کا پرچارک بن گیا اور اس نے دھرم پورہ، کسوئی اور کئی ایک سینی ٹوریم ہاؤس میں مریضوں کو

اکٹھا کر کے اس دوا کے حق میں لیکچر دیئے۔ اور ہر وقت پاکٹ میں ایلومینیم کی ڈبی میں اس دوا کو پاس رکھتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ تو امرت دھارا ہے، آبِ حیات ہے، جیون ساتھی ہے۔

اس کے علاوہ کہتا ہے کہ میرا تجربہ ہے کہ اس سے بھوک بے حد بڑھ جاتی ہے اور کھانا بخوبی ہضم ہوتا ہے اور اس نے تصدیق کی کہ تین ماہ کے استعمال سے اس کا وزن ۸ پونڈ بڑھ گیا۔ اور چھ مہینے قبل اس سے میری ملاقات ہوئی کہ وہ ابھی تک اس علاج کو جاری رکھے ہے۔ غریبوں اور دکھی جنتا کے فائدہ کے لئے وہ اس کا پرچار کر رہا ہے۔ اور اس کے متعلق اخبار ملاپ میں اشتہار دیئے ہیں۔ تا کہ عام لوگ اس حالت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ کیونکہ غرباء کے لئے یہ ایک سستا اور سہل الحصول علاج ہے اور اس کو کوڑیوں کے مول ہی نہیں بلکہ اس سے بھی ارزاں فروخت ہونے والی اس دوا کے استعمال سے دق جیسے موذی مرض کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے۔

